مفتی محمد خان قادری صاحب کی معرکۃ الآراء تصنیف "حضور ﷺ نے حج کیسے ادا فرمایا" سے ماخوذ

رسول اللہ ﷺ کا حج

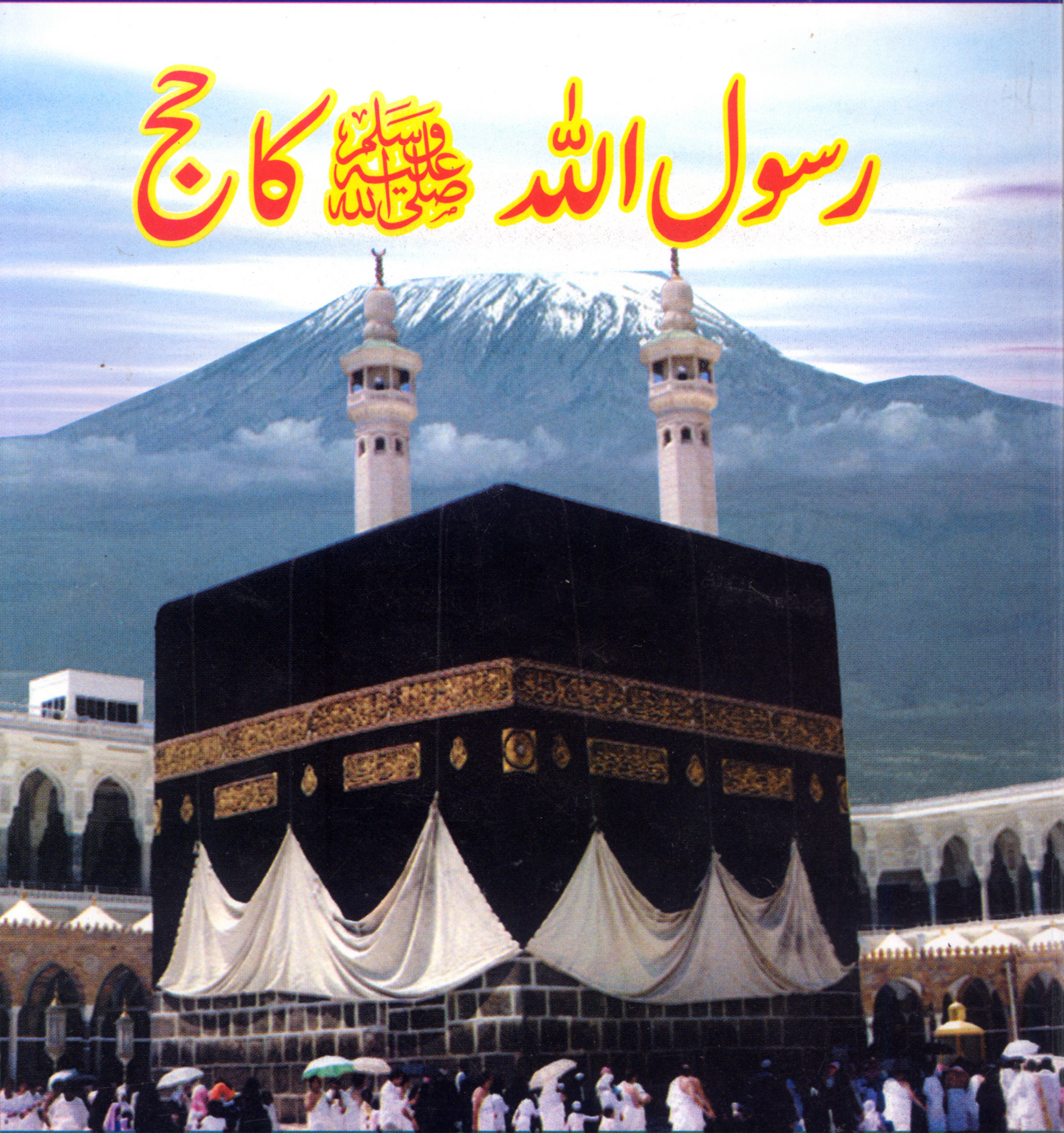

مصنف مفتی محمد خان قادری

ناشر انجمن ضیاء طیبہ

تحفہ منجانب المؤذن حج و عمرہ سروسز پرائیویٹ لمیٹڈ

مفتی محمد خان قادری صاحب کی معرکۃ الارا تصنیف

"حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حج کیسے ادا فرمایا" سے ماخوذ

رسول اللہ ﷺ کا حج

مصنف مفتی محمد خان قادری

www.ziaetaiba.com

...........ناشر...........

انجمن ضیاء طیبہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَارَسُوْلَ اللہِ ﷺ

سلسلہ اشاعت	:	10
نام کتاب	:	رسول اللہ ﷺ کا حج
		(ماخوذ از حضور اکرم ﷺ نے حج کیسے فرمایا)
مؤلف	:	حضرت علامہ مفتی محمد خان قادری صاحب
ضخامت	:	144 صفحات
تعداد	:	1000
سن اشاعت بار اول	:	دسمبر 2004ء
سن اشاعت بار دوم	:	اکتوبر 2006ء
ہدیہ	:	ایصال ثواب جمیع امت مصطفویہ ﷺ

www.ziaetaiba.com

ناشر

ضیائی دار الاشاعت، انجمن ضیاء طیبہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیۡکَ یَارَسُوۡلَ اللّٰہِ ﷺ

پیش لفظ

اللہ تعالیٰ کے فضل و لطف سے متعدد بار حرمین شریفین کی حاضری نصیب ہوئی۔ مشاہدہ میں یہ بات آئی کہ لوگوں نے عبادت حج کو بہت مشکل بنا دیا ہے۔ مثلاً ایک دفعہ ہم مقام ابراہیم پر طواف کے نفل ادا کر رہے تھے تو ایک خاتون دوسری سے کہہ رہی تھی میں پیاس سے مری جا رہی ہوں جلدی نفل پڑھو تاکہ صفا و مروہ کی سعی کر کے پانی پیئیں، حالانکہ طواف کے بعد زم زم پی کر سعی کرنا سنت ہے۔

ایسے معاملات دیکھ کر احساس ہوا کیوں نہ اس موضوع پر کام کیا جائے تاکہ لوگ آسانی سے حج کر سکیں۔ دوستوں نے یہ رائے بھی دی کہ اپنا سفرنامہ لکھا جائے اور اس میں مسائل اور ہدایات بھی دی جائیں، لیکن میرے ذہن میں یہ بات آئی کہ بجائے اپنا سفرنامہ لکھنے کے اللہ تعالیٰ کے حبیب ﷺ کا سفر حج لکھ دیتے ہیں تاکہ حجاج اس سے استفادہ کر سکیں۔ اس سال مبارک سفر میں میرے ساتھ درج ذیل رفقاء بھی تھے۔ الحاج شوکت علی، الحاج خواجہ عبد الجلیل، الحاج عبد السلام بٹ، الحاج محمد اسلم، الحاج غلام محی الدین، الحاج سہیل اقبال، الحاج ثابت آفتاب۔

بحمد اللہ آج اس مقدس کام کی تکمیل ہو رہی ہے۔ میں اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں سراپا شکر گذار ہوں کہ دیگر اچھے موضوعات کے

www.ziaetaiba.com

ساتھ ساتھ اس مبارک سفر کی روئیداد لکھنے کی توفیق بھی ملی، حرمین شریفین جانے والے لوگ اس کا اچھی طرح مطالعہ کریں بلکہ ساتھ رکھیں، جہاں تک ممکن ہو حضور ﷺ کے طریقہ پر حج و عمرہ کی سعادت حاصل کریں تاکہ صحیح معنوں میں اس سفر سے لطف اندوز ہوا جاسکے۔

قارئین کرام سے گذارش ہے کہ یہاں حرمین شریفین میں عالم اسلام، ملک اور قوم کے لیے دعا کریں وہاں مجھ جیسے گنہ گار، میرے والدین اور میرے رفقاء کے لیے بھی دعا کریں۔

اے اللہ جل مجدہ اس کتاب کو قبول فرماکر امت مسلمہ کے لیے مفید بنا اور آخرت میں ذریعہ نجات بناکر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وصحبہ وسلم کے جھنڈے تلے جگہ عنایت فرما۔

آمین بجاهك وبجاه سيد المرسلين

اسلام کا ادنیٰ خادم

محمد خان قادری

www.ziaetaiba.com

ہدیہ تشکر

ہم اراکین انجمن ضیاء طیبہ اور المؤذن حج گروپ اس لاجواب کتاب کو اپنے سلسلے مفت اشاعت کے تحت شائع کرنے کا شرف حاصل کر رہے ہیں ہم نے عوام الناس کی سہولت کے لیے اس میں موجود دقیق عربی عبارات کو حذف کر دیا ہے اور کتاب کا صرف وہ حصہ شامل اشاعت کیا ہے جس کا تعلق سرکار کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حج کے معاملات سے ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ حجاج کرام کے لیے اس کتاب کا مطالعہ انتہائی مفید رہے گا۔ ہم نے حضرت کا لکھا ہوا پیش لفظ بھی کچھ حذف کے ساتھ شامل اشاعت کر لیا ہے۔

مفتی محمد خان صاحب کا شمار اہلسنّت و جماعت کے ان علماء میں ہوتا ہے کہ جو کسی تعارف کے محتاج نہیں لاتعداد موضوعات پر بے شمار کتابیں ان کے علمی مقام پر گواہ ہیں ہم حضرت مفتی محمد خان قادری صاحب دامت برکاتہم العالیہ کے بے حد شکر گذار ہیں اور ان کے لیے دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے علم میں عمر میں اور عمل میں خیر و برکت عطا فرمائے اور ان کا سایہ ہم اہلسنّت و جماعت پر تادیر قائم و دائم رکھے اور ہمیں ان کے نقوش پا پر گامزن فرماتے ہوئے مسلک اہلسنّت و جماعت کی خدمت کرنے کی سعادت مرحمت فرمائے۔ آمین

ادارہ

www.ZiaeTaiba.com

الاھداء

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وصحبہ وسلم کے جد امجد

حضرت سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام

کی خدمت اقدس میں

- جن کے سبب اللہ تعالیٰ نے وادی غیر ذی ذرع کو مرجع خلائق بنادیا۔
- جنہوں نے اپنے لخت جگر حضرت اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہمراہ کعبہ کی تعمیر نو کی۔
- جنہوں نے محسن انسانیت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وصحبہ وسلم کی آمد مبارک کے لیے اللہ تعالیٰ رب العزت سے دعائیں کیں۔
- جنہیں یہ شرف بھی حاصل ہے کہ ان کے بعد آنے والے تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام انہی کی اولاد میں سے ہیں۔

www.ziaetaiba.com

ماہ حج کی فضیلت

ذوالحجہ اسلامی سال کا آخری مہینہ ہوتا ہے۔ احترام و فضیلت والے چار ماہ میں یہ سب سے محترم و افضل ہے۔ اسی ماہ میں اللہ تعالیٰ نے حج جیسی اہم عبادت فرض فرمائی۔ بارگاہ الٰہی میں تمام امت مسلمہ قربانی بھی اسی ماہ میں پیش کرتے ہیں اور یہی وہ مبارک ماہ ہے جس میں دین اسلام کی تکمیل ہوئی۔

اللہ تعالیٰ کی قسم

اس ماہ کے پہلے عشرے کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں قسم سے عزت بخشتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے:

وَالْفَجْرِ وَلَيَالٍ عَشْرٍ وَّالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ ط [1]

ترجمہ: صبح کی قسم اور دس راتوں کی اور جفت و طاق کی قسم

امام المفسرین شیخ ابن جریر طبری حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کرتے ہیں کہ

ان راتوں سے مراد ذوالحجہ کی پہلی دس راتیں ہیں۔ [2]

اور ان ہی سے مروی ہے کہ:

جفت سے مراد عید قربانی کا دن اور طاق سے مراد عرفہ کا دن ہے۔

1۔ سورۃ الفجر، ۱۔۳۔

2۔ جامع البیان، ۱۵: ۲۱۱۔

www.ziaetaiba.com

سب سے افضل دن

ان دنوں اطراف عالم سے خدا کے مہمان مکۃ المکرمہ میں حج و طواف کے لیے جمع ہو کر عبادت و دعا میں مشغول ہوتے ہیں اور یہ دن تمام دنوں سے افضل ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ:

عشرہ ذی الحجہ سے افضل کوئی دن نہیں۔[1]

یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ رمضان المبارک کے آخری اور ماہ ذوالحجہ کے پہلے عشرہ میں سے افضل کون سا ہے؟ تو اس کے جواب میں احادیث کی روشنی میں اہل علم نے فرمایا ہے کہ

شب قدر کی وجہ سے رمضان المبارک کے آخری عشرے کی راتیں افضل ہیں اور حج اور قربانی کی وجہ سے ذوالحجہ کے پہلے عشرے کے دن افضل ہیں۔

شب قدر کے برابر

بعض روایات میں ان دنوں و راتوں میں جو عبادت کی فضیلت بیان ہوئی ہے ان میں ہے کہ:

ان دنوں کا ایک روزہ ایک سال کے برابر اور ہر رات کا قیام لیلۃ القدر کے برابر ہے۔[2]

ان دنوں کثرت ذکر کے حوالے سے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

1۔ ماثبت بالسنۃ، شہر ذی الحجہ۔

2۔ الترمذی، باب الصوم۔

www.ziaetaiba.com

وَیَذْکُرُوا اسْمَ اللّٰہِ فِیۤ اَیَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ [1]

ان مقررہ دنوں میں اللہ کا نام لیں۔

حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے ہے میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

اس شخص کے لیے تباہی ہے جو ان دس دنوں کی برکت سے محروم رہا۔

لہٰذا ان دنوں میں حجاج کرام کے علاقہ دیگر لوگوں کو بھی کثرت ذکر و صدقہ و خیرات کرنا چاہیے۔

حج کے مہینے

حج کے تین مہینے ہیں شوال، ذوالقعدہ اور ذوالحج کے دس دن ہر علاقہ کے لوگ اپنی اپنی سہولت کے مطابق احرام حج باندھ سکتے ہیں تا کہ آسانی سے حج ادا کر سکیں۔

www.ziaetaiba.com

1۔ سورۃ الحج،۱۸۔

حضور اکرم ﷺ کی حج کے لیے روانگی

حضور ﷺ نے ذو قعدہ میں حج کا ارادہ فرمایا اور اس کا اعلان بھی کروادیا تاکہ جو لوگ اس مبارک سفر میں شریک ہونا چاہیں تیاری کر سکیں۔

نسائی اور مسند احمد میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے سن دس ہجری میں یہ بات مشہور ہو چکی تھی۔

"رسول اللہ ﷺ اس سال حج ادا فرمائیں گے۔"[1]

امام صالحی لکھتے ہیں جب حضور ﷺ نے ارادہ حج فرمایا تو:

"لوگوں میں اعلان کروایا کہ اس سال رسول اللہ ﷺ حج پر روانہ ہوں گے۔"[2]

ماہ ذو قعدہ میں تیاری:

ابن اسحاق لکھتے ہیں جب دس ہجری میں ذو قعدہ کا مہینہ آیا:

"تو آپ ﷺ نے حج کی تیاری فرمائی اور لوگوں کو بھی اس کی تیاری کا حکم دیا"[3]

www.ziaetaiba.com

1۔ النسائی۔
2۔ سبل الہدی، ۸:۴۵۔
3۔ السیرۃ النبویہ، ۴:۳۳۔

مدینہ طیبہ میں صحابہ کی آمد:

جیسے ہی اہل ایمان نے سنا رسول اللہ ﷺ ان دنوں حج کے لیے روانہ ہو رہے ہیں تو جہاں جہاں تک اطلاع پہنچی وہاں سے جوق در جوق قافلے شہر مدینہ پہنچنے شروع ہو گئے اس قدر کثیر لوگ آئے کہ

"کوئی باقی نہ رہا، کوئی سوار ہو کر آگیا اور کوئی پیدل"[1]

اور جو شہر مکہ کے راستہ میں لوگ تھے وہ وہاں پہنچنے پر آپ ﷺ کے قافلہ میں شریک ہوتے گئے۔ ان تمام کے آنے کا مقصد یہ تھا۔

"تاکہ ہم رسول اللہ ﷺ کی اقتدا کر سکیں اور اسی طرح عمل کریں جیسے رسول اللہ ﷺ کریں گے"

روانگی سے پہلے خطبہ:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا جس میں ہمیں میقات کی بھی نشاندہی فرمائی۔

"اہل مدینہ مقام ذوالحلیفہ سے احرام باندھیں۔"[2]

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہے مسجد نبوی میں ایک آدمی نے عرض کیا:

"ہم احرام کہاں سے باندھیں تو فرمایا اہل مدینہ ذوالحلیفہ سے احرام باندھیں"[3]

1۔ النسائی۔
2۔ ابن ماجہ۔
3۔ البخاری۔

www.ziaetaiba.com

اسی موقعہ پر آپ ﷺ نے دیگر اطراف سے آنے والوں کے میقات کی بھی نشاندہی کرتے ہوئے فرمایا عراق کی طرف سے آنے والوں کے لیے ذات عرق نجد کی طرف سے آنے والوں کے لیے قرن اور یمن کی طرف سے آنے والوں کے لیے یلملم ہے۔

آپ ﷺ کا یہ خطاب مسجد نبوی میں جمعہ کے روز ہوا کیوں کہ الگ حج کے لیے اجتماع اور خطاب کا تذکرہ روایات میں نہیں ملتا۔

ابن قیم مدینہ طیبہ سے ہفتہ کے روز روانگی پر دلائل دیتے ہوئے کہتے ہیں:

"اس پر یہ شاہد ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے منبر نبوی پر مدینہ طیبہ میں صحابہ کو شان احرام اور حرمت والے مہینے کے بارے میں بتایا تو ظاہر یہی ہے کہ یہ جمعہ کا دن تھا اور حضرت عبد اللہ بن عمر شہر مدینہ میں اس خطبہ میں موجود تھے اور آپ ﷺ کا معمول یہ تھا جب بھی کسی کام کا وقت آتا تو اس کے بارے میں صحابہ کو تعلیم دیتے اور اس کے لیے سب سے اعلیٰ وقت جمعہ ہی تھا جس کے بعد آپ ﷺ کی روانگی ہونا تھی اور ظاہر یہی ہے کہ اس کے بعد مدینہ میں جمعہ نہیں آنا تھا اور خلق خدا بھی جمع تھی اور آپ ﷺ دین کی تعلیم پھیلانے کے متمنی بھی تھے اور اس جمعہ کے اجتماع میں تو بہت لوگ تھے۔"[1]

میقات یلملم:

یاد رہے اہل پاکستان کا میقات یلملم ہے یہ جدہ کے جنوب میں ٦٠ میل دور ایک پہاڑ کا نام ہے حج یا عمرہ کی نیت سے جانے والے شخص پر یہاں سے پہلے

1۔ زاد المعاد، ١: ١٧٦۔

پہلے احرام باندھنا لازم ہے یعنی جدہ پہنچ کر احرام باندھنا درست نہیں ہاں اگر کسی کا پہلے مدینہ طیبہ جانے کا ارادہ ہے تو وہ مدینہ سے واپسی پر ذوالحلیفہ سے احرام باندھ لے۔

روانگی سے پہلے تیاری:

آپ ﷺ نے روانگی سے پہلے حضرت الودجانہ سماک بن خرشہ ساعدی رضی اللہ عنہ کو مدینہ کا امیر مقرر کیا اور غسل فرمایا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما حضور ﷺ کی مدینہ طیبہ سے روانگی سے پہلے تیاری کے بارے میں بیان کرتے ہیں۔

"کنگی فرمائی، تیل لگایا اور تہہ بند اور چادر اوڑھی اور صحابہ کو کسی بھی کپڑا اوڑھنے سے منع نہ فرمایا فقط زعفرانی کپڑے سے منع فرمایا۔" [1]

شہر مدینہ سے روانگی:

آپ ﷺ کی شہر مدینہ سے روانگی ۲۵ ذوالقعدہ بروز ہفتہ بعد از نماز ظہر ہوئی، ظہر کی نماز مدینہ منورہ پڑھی اور عصر کی نماز مقام ذوالحلیفہ پر ادا فرمائی، ام المومنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہے:

"ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج کے لیے روانہ ہوئے تو ابھی ذوقعدہ کے پانچ دن باقی تھے۔" [2]

1۔ البدایہ والنہایہ، حجۃ الوداع۔
2۔ بخاری، کتاب الحج۔

نوٹ: یاد رہے راوی کے ذہن میں مہینہ کے تیس دن تھے اس لیے انہوں نے پانچ کا ذکر کیا حالانکہ در حقیقت باقی چار دن تھے کیوں کہ دو مہینہ انتیس دن کا ہوا تھا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

روانگی کے دن رسول اللہ ﷺ نے "شہر مدینہ میں ظہر چار رکعت ادا کی اور عصر دو رکعتیں ذوالحلیفہ میں ادا فرمائیں۔"[1]

امام قسطلانی تحریر کرتے ہیں:

"آپ ﷺ شہر مدینہ سے ظہر و عصر کے درمیان روانہ ہوئے۔"[2]

سادہ سواری اور سادہ کجاوہ:

آپ ﷺ نے سفر حج سواری پر فرمایا البتہ سواری اور کجاوہ وغیرہ نہایت ہی سادہ تھے آپ کی سواری وہ اونٹنی تھی جس پر زادراہ بھی تھا، یعنی بادشاہوں کی طرح یہ نہ تھا کہ سواری کے لیے اونٹنی الگ اور سامان کے لیے الگ ہو حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

"رسول اللہ ﷺ نے نہایت ہی پرانے کجاوہ اور اس پر ایسے کپڑے پر حج فرمایا جو چادر درہم کی قیمت کا تھا۔"

حالانکہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے اس سفر میں آپ ﷺ نے سو اونٹ قربان کیے۔

1۔ المسلم، صلوۃ المسافرین۔

2۔ المواہب مع زرقانی، ۱۱:۳۳۱۔

حضرت ثمامہ کہتے ہیں حضرت انس رضی اللہ عنہ کو ہم نے نہایت ہی سادہ اور پرانے کجاوہ میں حج کرتے ہوئے دیکھا حالانکہ وہ بخل سے کام لینے والے نہ تھے ہم نے وجہ پوچھی تو فرمانے لگے:

"رسول اللہ ﷺ نے اس اونٹنی پر حج پر فرمایا جس پر سامان اور زادراہ لادا جاتا ہے۔"[1]

اسحاق بن سعید اپنے والد گرامی سے بان کرتے ہیں ہم ایک سفر میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ تھے، ہمارے پاس سے کچھ یمنی لوگ گزرے جن کے کجاوے چمڑہ کے اور ان کے اونٹوں کے نکیل کھجور کے تھے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرمانے لگے تم میں سے جو یہ دیکھنا چاہتا ہے کہ حجۃ الوداع کے موقعہ پر سول اللہ ﷺ اور ان کے صحابہ کو دیکھے یعنی ان کی سواریاں اور ان کے کجاوے دیکھے تو:

"وہ ان لوگوں کو دیکھ لے"[2]

سواری پر دعا:

اکثر اس سفر میں سواری پر آپ ﷺ سے یہ دعائیہ کلمات منقول ہیں۔

"اے اللہ اس حج کو ریاکاری، فخر اور دکھاوے سے محفوظ فرمادے۔"[3]

عرفات کے مقام پر بھی سواری پر یہی دعا آپ ﷺ سے منقول ہے۔

1۔ بخاری، کتاب الحج۔

2۔ السنن الکبری للبیہقی، ۴: ۲۳۲۔

3۔ السنن الکبری، ۴: ۳۳۲۔

تمام ازواج مطہرات کی شرکت:

اس مبارک سفر میں جہاں دیگر مرد، خواتین اور بچے شامل تھے وہاں رسول اللہ ﷺ کی تمام ازواج مطہرات بھی شریک تھیں۔

آپ کی تمام بیویاں ساتھ تھیں۔[1]

درخت والا راستہ:

مدینہ طیبہ سے مکہ کی طرف جانے کے لیے دو راستے تھے ایک کا نام طریق شجرہ جب کہ دوسرے کا نام طریق معرس تھا طریق شجرہ سے درخت والا راستہ اور طریق معرس سے وہ راستہ مراد ہے یہاں مسافر رات کے آخری حصہ میں پڑاؤ کرتے اور صبح شہر مدینہ داخل ہوتے یہ درخت اور معرس مدینہ پاک سے چھ میل کے فاصلے پر ہیں البتہ معرس دوسرے سے کچھ قریب ہے۔ آپ ﷺ شہر مدینہ سے مکہ کی جانب سفر فرماتے تو طریق شجرہ (درخت والا راستہ) اختیار فرماتے اور واپسی طریق معرس سے ہوا کرتی۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ:

"جب آپ ﷺ مکہ کی طرف روانہ ہوتے تو درخت والی مسجد میں نماز ادا فرماتے اور جب واپس لوٹتے تو ذی الحلیفہ میں پست جگہ نماز ادا فرماتے وہاں ہی رات بسر فرماتے۔"[2]

1۔ المسلم، کتاب الحج۔

2۔ البخاری، خروج النبی علی طریق الشجرۃ۔

مقام ذوالحلیفہ پر:

سفر حج میں سب سے پہلا پڑاؤ مقام ذوالحلیفہ پر ہوا یہ جگہ شہر مدینہ نو کلو میٹر کے فاصلہ پر ہے۔ یہاں پہنچ کر آپ ﷺ نے نماز عصر بطور قصر ادا فرمائی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ہے ہمیں رسول اللہ ﷺ نے ظہر کی نماز شہر مدینہ میں چار رکعات پڑھائی۔

"اور عصر ذوالحلیفہا میں دو رکعات پڑھائی۔"[1]

اسے "وادی عقیق" بھی کہا جاتا ہے آج کل اس مقام کا نام "رابیار و علی" ہے شہر مدینہ سے آنے والے حجاج یہاں سے ہی احرام باندھتے ہیں یعنی یہ مدینہ کی طرف سے آنے والے حجاج کا میقات ہے غسل اور وضو کے لیے وہاں وسیع انتظام ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے مقام ذوالحلیفہ پر رات بسر فرمائی اور عصر کی نماز سے لے کر دوسرے دن کی ظہر تک (عصر، مغرب، عشاء، فجر اور ظہر) پانچ نمازیں وہاں ادا فرمائیں۔

اللہ تعالیٰ کا پیغام:

یہاں رات کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرشتہ پیغام لے کر آیا جس سے آپ ﷺ نے نماز فجر کے بعد صحابہ کو آگاہ فرمایا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے وادی عقیق (ذوالحلیفہ) میں رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔

1۔ ابو داؤد، کتاب المناسک۔

www.ziaetaiba.com

”میرے رب کی طرف سے ایک آنے والا آیا اور اس نے کہا اس مبارک وادی میں نماز پڑھو اور اعلان فرمادو حج کے ساتھ عمرہ کیا جا سکتا ہے۔“

امام ابن کثیر اس روایت کے تحت لکھتے ہیں کہ اس میں نماز ظہر وادی عقیق میں ادا کرنے اور اس کے بعد احرام باندھنے کا حکم ہے اور یہ حکم رات کو نازل ہوا۔

”آپ ﷺ نے اس بات کی اطلاع صحابہ کو نماز فجر کے بعد دی اب اس کے بعد نماز ظہر ہی تھی جس کی ادائیگی کا یہاں حکم دیا گیا اور احرام اس کے بعد ہی ہو گا۔“ [1]

دوسری روایت میں جبریل امین کا تذکرہ ہے اور ساتھ یہ الفاظ ہیں:

”قیامت تک حج کے ساتھ عمرہ کی اجازت دے دی گئی ہے۔“[2]

آپ ﷺ کا یہ ارشاد گرامی مسجد ذوالحلیفہ کی دیوار پر جلی حروف میں لکھا ہوا ہے۔

اس حکم کی واضح حکمت یہی تھی کہ کفار حج کے مہینوں میں عمرہ کی ادائیگی کو گناہ تصور کرتے تھے لہذا اللہ تعالیٰ نے تا قیامت مسلمانوں کو ان مہینوں میں ہی نہیں بلکہ حج کے ساتھ عمرہ کی اجازت عطا فرما دی۔

محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کی ولادت / حیض و نفاس میں احرام:

ذوالحلیفہ کے مقام پر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اہلیہ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کے ہاں محمد بن ابی بکر کی ولادت ہوئی تو حضرت ابو بکر

1۔ البدایہ، حجۃ الوداع۔

2۔ مسند احمد، ۱: ۲۵۷۔

صدیق رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں عرض کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا ان سے کہو۔

"غسل کر لو، خون روکنے کے لیے کپڑا رکھو اور احرام باندھ لو۔"[1]

(۱) احرام کے لیے غسل سنت ہے:

امام زرقانی آپ ﷺ کے پہلے حکم "غسل کر لو" کے تحت لکھتے ہیں:

"یہ اس پر تنبیہ ہے کہ احرام کے لیے غسل کرنا سنت ہے۔" [2]

(۲) حیض و نفاس والی خاتون کا احرام درست ہوتا ہے، "احرام باندھ لو" کے تحت رقمطراز ہیں:

"اس سے واضح ہو گیا کہ نفاس اور حیض والی خواتین کا احرام باندھنا درست ہے اور اس پر اتفاق ہے"[3]

سنن نسائی اور ابن ماجہ میں آپ ﷺ سے یہ فیصلہ کن الفاظ مروی ہیں:

"تمام اعمال حاجیوں کی طرح کرو صرف بیت اللہ کا طواف نہ کرنا۔"[4]

قربانیوں کو قلاوہ ڈالا:

آپ ﷺ اپنے ساتھ بارگاہ الٰہی میں قربانی پیش کرنے کے لیے جو اونٹ لائے تھے ان کے گلوں میں قلاوہ (ہار) ڈالا تا کہ ہر شخص کو علم ہو جائے یہ

1۔ المواہب مع زرقانی، ۱۱:۳۲۹۔
2۔ المواہب مع زرقانی، ۱۱: ۳۲۱۔
3۔ المواہب مع زرقانی، ۱۱: ۳۲۹۔
4۔ ابن ماجہ، ۲۹۱۲۔

جانور اللہ تعالیٰ کے لیے مختص ہیں اور جب کسی جانور کے گلے میں قلاوہ ڈال دیا جاتا تو اسے کافر بھی تنگ نہیں کیا کرتے تھے۔

قربانی کے جانوروں کے انچارج:

آپ ﷺ کی ان قربانیوں پر انچارج حضرت ناجیہ بن جندب اسلمی رضی اللہ عنہ کو مقرر فرمایا تھا یاد رہے حدیبیہ اور عمرۃ القضا میں بھی قربانیوں کے انچارج یہی صحابی تھے۔

احرام کی تیاری:

۲۶/ ذوالقعدہ کو مقام ذوالحلیفہ پر ظہر کی نماز کے بعد آپ ﷺ نے احرام کے لیے غسل فرمایا حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے ہے۔

"میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس حال میں دیکھا کہ آپ نے کپڑے احرام کے لیے اتارے اور غسل فرمایا۔" [1]

غسل کے بعد اور احرام سے پہلے خوشبو لگائی سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بطور فخر بیان فرمایا کرتیں کہ:

"میرے ان دو ہاتھوں نے رسول اللہ ﷺ کے جسم اطہر کو خوشبو لگائی"

www.ziaetaiba.com

"ایک اس وقت جب آپ نے احرام باندھنے کا ارادہ فرمایا اور پھر اس وقت جب احرام کھول کر طواف زیارت کی تیاری فرمائی" [2]

1۔ الترمذی، کتاب الحج۔
2۔ المسلم، کتاب الحج۔

اس سے یہ بھی معلوم ہو رہا ہے کہ احرام سے پہلے آدمی خوشبودار صابن سے غسل کر سکتا ہے کیوں کہ احرام باندھنے کے بعد خوشبو لگانا منع ہوتا ہے نہ کہ پہلے، ایک اور روایت میں تو اس پر تصریح ہے کہ آپ ﷺ خوشبدار چیز سے غسل فرماتے ام المومنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہے رسول اللہ ﷺ جب احرام کا ارادہ فرماتے تو:

"تو سر اقدس کو خوشبودار صابن سے دھوتے اور تیل لگاتے لیکن کم۔"[1]

مبارک بالوں کو چپکا لیا:

غسل اور تیل لگانے کے بعد آپ ﷺ نے مبارک بالوں کو چپکا لیا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہے۔

"خطمی سے سر اقدس کے بالوں کو چپکا لیا۔"[2]

یہ عمل اس لیے کیا تاکہ بال حالت احرام میں منتشر نہ رہیں تلبید کی تعریف و حکمت اہل علم نے یہ بیان کی ہے۔

"بوقت احرام سر کے بالوں میں گوند جیسی کوئی چیز لگائی جائے تاکہ بال منتشر نہ ہوں۔

کافی دن حاجی نے حالت احرام میں رہنا ہوتا ہے تاکہ بال محفوظ رہیں۔

دو احادیث میں موافقت:

یہاں یہ سوال ذہن میں آسکتا ہے کہ بعض احادیث میں اس حاجی کی تعریف کی گئی ہے جس کے بال بکھرے اور بدن میلا ہو تو "بالوں کو چپکانا" تو اس

1۔ مسند احمد، ۶:۷۸۔

2۔ سنن ابوداؤد۔

حدیث کے خلاف ہے اس حوالے سے دو چیزیں سامنے رکھیں۔

(۱) بالوں کے بکھرے ہونے سے مراد ترک زینت ہے اور تلبید، زینت نہیں۔

(۲) یہ عمل احرام سے پہلے کا ہے اور جو بالوں کا بکھرا ہونے کا ذکر ہے وہ احرام کے بعد کا معاملہ ہے۔

دو چادریں اوڑھیں:

پیچھے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے حوالے سے گزرا رسول اللہ ﷺ نے:

"احرام کے لیے کپڑے کھولے"

محدثین فرماتے ہیں کہ اس سے مراد یہاں سلے ہوئے کپڑے کھولنا ہے۔[1]

پھر آپ ﷺ نے احرام کی دو چادریں اوڑھیں، اس موقعہ پر ایک شخص نے آپ ﷺ سے عرض کیا محرم کونسے کپڑے نہیں پہن سکتا؟ فرمایا "محرم قمیص، عمامہ، پاجامہ، دستانے، ٹوپی اور موزے نہیں پہن سکتا اسی طرح خوشبودار کپڑا اس کے لیے منع ہے البتہ اگر اس کپڑے کو دھو لیا گیا ہو تو پھر پہن سکتا ہے۔"[2]

خواتین کے لیے اہم نوٹ:

www.ziaetaiba.com

خواتین معمول کے مطابق سادہ اور صاف ستھرے کپڑے پہنیں، کسی رنگ کی کوئی پابندی نہیں پورے جسم پر بڑی چادر اوڑھ لیں چہرہ ننگا رکھیں اگر غیر

1۔ المرقاۃ، ۵: ۴۱۶۔

2۔ سبل الہدی، ۸: ۴۵۳۔

مردوں سے آمنا سامنا ہو جائے تو گھونگٹ سے چہرہ کا پردہ کرلیں ام المومنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہے ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر حج پر تھیں۔

"جب کوئی غیر آدمی قریب آتا تو ہم چادریں اپنے چہروں پر ڈال لیتیں اور جب گزر جاتا تو کپڑا اوپر کر لیتیں۔"[1]

حضرت فاطمہ بنت منذر رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ہم نے حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا کے ساتھ حج کیا ہم حالت احرام میں غیر مردوں سے چہرہ کا پردہ کرتیں۔[2]

منہ پھیر لینا یا دستی پنکھا وغیرہ سامنے کر لینے سے بھی پردہ ہو جاتا ہے

علامہ سیّد سلیمان اشرف بہاری فرماتے ہیں احرام کے حوالے سے مرد اور عورت میں تین فرق ہیں۔

(۱) خاتون سلا ہوا کپڑا پہن سکتی ہے جب کہ مرد کے لیے منع ہے۔

(۲) خاتون کے لیے سر کا ڈھانپنا ضروری ہے، جب کہ مرد کے لیے ننگا رکھنا ضروری ہے۔

(۳) خاتون کے لیے صرف چہرہ کا ننگا رکھنا ضروری ہے جب کہ مرد کے لیے سر کا بھی۔[3]

احرام کے نوافل کی ادائیگی:

www.ziaetaiba.com

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ہے:

"مسجد ذوالحلیفہ میں آپ ﷺ نے نماز ادا فرمائی۔"

1۔ ابوداؤد، ۲: ۱۰۴۔
2۔ البخاری، ۲۴۸۔
3۔ الحج، ۳۲۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہے رسول اللہ ﷺ نے:

"ذوالحلیفہ میں دو رکعتیں ادا فرمائیں۔"[1]

ایک میں سورۃ الکافرون اور دوسری میں سورہ اخلاص پڑھی۔

امام نووی ان احادیث کے تحت فرماتے ہیں ارادہ احرام کے وقت دو نفل پڑھنا مستحب عمل ہے۔

"اور ان کی ادائیگی احرام سے پہلے ہونی چاہیے۔"[2]

نوٹ: یعنی نیت و تلبیہ شریف کہنے سے قبل، مگر احرام زیب تن کر کے اور ستر ڈھک کر نوافل ادا ہوں گے۔ فراغت نماز پر نیت سے قبل سر ننگا کیا جاتا ہے۔ احقر نسیم صدیقی غفرلہ

نوافل سے فراغت پر نیت:

آپ ﷺ نے نوافل سے فارغ ہوتے ہی حج کی نیت فرمائی اور تلبیہ پڑھا۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ حج کے ارادہ سے نکلے آپ نے ذوالحلیفہ میں دو رکعات نفل ادا فرمائے۔

"وہیں بیٹھے ہی آپ ﷺ نے نیت کی اور نماز سے فارغ ہوتے ہی تلبیہ پڑھا۔"[3]

www.ziaetaiba.com

1۔ البخاری، ۲۸۶۵۔
2۔ شرح مسلم۔
3۔ مسند احمد، ۱: ۲۶۰۔

بعض روایات میں ہے کہ "آپ ﷺ نے اونٹنی پر سوار ہو کر قلبیہ پڑھا بعض میں ہے جب آپ ﷺ بیدا پہاڑی پر چڑھے تو تلبیہ پڑھا" ان تمام روایات میں موافقت ہے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا بے تعجب کی بات ہے کہ صحابہ میں آپس میں اختلاف ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کہاں سے حج کی نیت کی اور تلبیہ پڑھا؟ انہوں نے فرمایا حضور ﷺ نے ہجرت کے بعد ایک ہی حج فرمایا۔

"اور میں اس کے بارے میں دوسرے لوگوں سے زیادہ معلومات رکھتا ہوں۔

ہوا یوں کہ:

"آپ ﷺ نے مسجد ذوالحلیفہ میں نوافل کے بعد ہی نیت کی اور تلبیہ پڑھا" جن لوگوں نے اس وقت سنا انہوں نے اسے محفوظ کر لیا اور اسے آگے بیان کیا پھر آپ سوار ہوئے جب اونٹنی اٹھی تو آپ ﷺ نے تلبیہ پڑھا کچھ لوگوں نے وہ سنا اور انہوں نے ہی بیان کیا حالانکہ "اللہ کی قسم آپ نے جائے نماز پر ہی نیت کر کے تلبیہ پڑھا تھا۔"[1]

قبلہ رخ ہو کر تلبیہ:

تلبیہ شروع کرتے وقت بہتر یہ ہے کہ آدمی قبلہ رخ ہو کیوں کہ رسول اللہ ﷺ کے بارے میں منقول ہے۔ جب اونٹنی آپ ﷺ کو لے کر اٹھی:

1۔ مسند احمد،ا: ۲۶۰۔

"تو آپ قبلہ رخ ہوئے اور پھر تلبیہ پڑھا۔"[1]

الغرض نوافل کے بعد نیت کی جائے اور تلبیہ شروع کر دیا جائے۔

حج کی نیت:

اگر صرف حج کا احرام باندھنا ہو تو یہ نیت کی جائے:

"اے اللہ میں نے حج کا ارادہ کیا ہے اسے میرے لیے آسان فرما دے اور میری طرف سے قبول فرما لے۔"

اگر صرف عمرہ کا احرام باندھنا ہو تو حج کی جگہ عمرہ کا نام لے اور اگر دونوں کا باندھنا ہو پھر دونوں کا ذکر کرے۔

پاکستانی حجاج سے درخواست:

ہم جو حج کرتے ہیں اس کا نام حج تمتع ہے یعنی ایک ہی سفر میں پہلے احرام سے عمرہ جب کہ دوسرے احرام سے حج ادا کرتے ہیں، یہاں یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کر لیں۔ آپ نے مکۃ المکرمہ جا کر پہلے عمرہ کر کے احرام کھول دینا ہوتا ہے اور پھر مکۃ المکرمہ سے احرام باندھ کر حج ادا کرنا ہوتا ہے لہٰذا آپ پاکستان سے عمرہ کی نیت سے احرام باندھیں تاکہ عمرہ کر کے احرام کھول سکیں۔

www.ziaetaiba.com

یہ تلبیہ پڑھا:

رسول اللہ ﷺ نے احرام کی نیت کے بعد یہ تلبیہ پڑھا:

1۔ البخاری، الاہلال مستقبل القبلۃ۔

"میں حاضر ہوں اے اللہ میں حاضر ہوں تیرا کوئی شریک نہیں میں حاضر ہوں، بلاشبہ حمد و نعمت تیرے لیے ہیں تمام سلطنت کا مالک تو ہی ہے اور تیرا کوئی شریک نہیں۔"

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے جب رسول اللہ ﷺ کی سواری بیداء پہاڑی پر چڑھی اور رسول اللہ ﷺ نے تلبیہ کے کلمات پڑھے:

"تو لوگوں نے بھی تلبیہ پڑھا، بعض نے اس میں کچھ کلمات کا اضافہ بھی کیا آپ ﷺ نے سنا مگر آپ نے کچھ نہ فرمایا۔"

بلند آواز سے پڑھنے کا حکم:

یاد رہے تمام لوگ تلبیہ بلند آواز سے پڑھ رہے تھے کیوں کہ بلند پڑھنے کا ہی حکم ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

"مجھے جبریل نے کہا تلبیہ بلند آواز سے پڑھو کیوں کہ شعائر حج میں سے ہے۔"[1]

بلکہ یہ بھی پیغام دیا کہ اپنے صحابہ کو بھی کہو وہ اسے بلند آواز سے پڑھیں

حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جبریل امین نے میرے پاس آکر کہا ہے یا محمد ﷺ:

"اپنے ساتھ والوں کو یہ حکم دیں تا کہ وہ بھی بلند آواز سے تلبیہ کہیں کیوں کہ یہ حج کا شعار ہے"[2]

نوٹ: خواتین غیر مردوں میں تلبیہ آہستہ آواز سے کہیں۔

1۔ مسند احمد، ۲: ۳۲۵۔

2۔ مسند احمد، ۵: ۱۹۲۔

اہل محبت کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ اس مقام کے خوبصورت منظر کا تذکرہ کرتے ہوئے کہتے ہیں جب رسول اللہ ﷺ کی سواری بیداء پہاڑی پر چڑھی تو میں نے اہل محبت پر نظر دوڑائی تو:

"تاحد نگاہ رسول اللہ ﷺ کے دائیں بائیں اور آگے پیچھے سوار اور پیدل لوگوں کا جم غفیر تھا"

آگے بطور فخر و محبت کہتے ہیں کہ ہم پر اسقدر اللہ تعالیٰ کا کرم ہوا:

"اللہ کے رسول ہمارے درمیان تھے قرآن نازل ہو رہا تھا اور آپ ﷺ اس کے معانی سے کماحقہ آگاہ تھے آپ جو جو عمل کرتے ہم بھی پیروی میں وہی کرتے۔" [1]

حجر و شجر کا تلبیہ:

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ ﷺ تلبیہ کا مقام بیان کرتے ہوئے فرمایا جب کوئی مسلمان تلبیہ پڑھتا ہے:

"تو اس کے دائیں بائیں مشرق و مغرب تک ہر پتھر، درخت اور ذرات بھی تلبیہ کہتے ہیں۔" [2]

سوچیے اور تصور کیجیے اس وقت کیا عالم ہو گا؟ جب اللہ تعالیٰ کے حبیب ﷺ اور آپ کے صحابہ نے لبیک کی صدا بلند کی ہو گی؟

1۔ مسند احمد، ۳: ۳۲۰۔

2۔ ترمذی، ابن ماجہ۔

مقام ملل میں مبارک پاؤں پر پچھنے لگوائے:

جب آپ ﷺ مقام ملل پر پہنچے (جو مدینہ طیبہ سے تقریبا سترہ میل کے فاصلہ پر ہے) تو آپ ﷺ نے مبارک پاؤں کی پشت پر پچھنے لگوائے اور مقام لحسن جمل پر سر اقدس میں لگوائے حضرت عبداللہ بن بحینہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے:

"سر اقدس کے وسط میں پچھنے لگوائے۔" [1]

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے:

"حالت احرام میں پشت قدم پر پچھنے لگوائے۔" [2]

آپ ﷺ کے اسی مبارک عمل سے یہ مسئلہ اخذ کیا کہ محرم علاج کی جگہ سے بال کٹوا سکتا ہے اور اس پر کوئی فدیہ لازم نہ ہو گا۔

"اگر کسی عذر کی وجہ سے بال کٹوانے پڑ جائیں تو محرم کٹوا سکتا ہے۔"

حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے ہے میں نے احرام باندھ رکھا تھا میرے سر میں جوئیں پڑ گئیں آپ ﷺ کو پتہ چلا تو میرے ہاں تشریف لائے۔

"میں اس وقت دوستوں کے لیے سالن تیار کر رہا تھا آپ ﷺ نے انگلی کے ساتھ میرے بال دیکھے اور فرمایا جاؤ بال منڈوا دو اور چھ مساکین پر صدقہ کرو۔" [3]

1۔ النسائی، ۲: ۲۷۔

2۔ النسائی، ۲: ۲۷۔

3۔ النسائی، ۲: ۲۷۔

مقام روحاء پر نماز:

مدینہ سے چوہتر کلومیٹر پر روحاء جگہ ہے حضرت عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ سے ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے:

"وادی روحاء پر نماز ادا فرمائی۔"

اور آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا:

"مجھ سے پہلے یہاں ستر انبیاء کرام نے نماز ادا کی۔" [1]

وہاں آپ ﷺ نے ایک جنگلی حماد زخمی حالت میں دیکھا تو فرمایا اسے نہ پکڑو شاید اسے شکار کرنے والا آجائے، بہزی قبیلہ سے تعلق رکھنے والا آگیا اور عرض کیا "یا رسول اللہ ﷺ سے میں نے شکار کیا ہے چونکہ وہ حالت احرام میں نہ تھا اور نہ ہی اس نے احرام والوں کے لیے شکار کیا تھا اس لیے آپ ﷺ نے اسے قبول فرمایا اور سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو حکم دیا اسے دوستوں میں تقسیم کر دو۔" [2]

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حج:

اس مقام پر آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا میں دیکھ رہا ہوں:

"روحاء کے راستہ میں حضرت ابن مریم (عیسیٰ علیہ السلام) تلبیہ کہتے ہوئے جارہے ہیں۔" [3]

1۔ فتح الباری شرح بخاری۔

2۔ سبل الہدی،۸: ۴۵۹۔

3۔ المواہب اللدنیہ،۱۱: ۳۶۶۔

مقام اثایہ سے گزر:

یہ جگہ، عرج اور رویثہ کے درمیان ہے اسے قافلوں کی تیسری منزل کہا جاتا ہے۔ شیخ ابن حزم نے المحلی میں ذکر کیا ہے کہ یہ جگہ شہر مدینہ سے ستر میل کے فاصلہ پر ہے وہاں آپ ﷺ نے درخت کے سایہ میں ایک ہرن دیکھا جسے تیر لگا ہوا تھا آپ ﷺ نے سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو حکم دیا اس کے پاس کھڑے ہو جاؤ اور ہر ایک کو بتاؤ اسے نہیں پکڑنا، چونکہ یہ علم نہ ہوا کہ اسے کس نے شکار کیا ہے ممکن ہے کسی محرم نے اسے شکار کیا ہو اس لیے آپ ﷺ نے اسے کھانے سے منع فرمایا باقی ہرن ابھی زندہ تھا اور حمار وحشی شکار ہو چکا تھا۔

مقام عرج پر پڑاؤ:

یہ قافلوں کی چوتھی منزل ہے یہاں رسول اللہ ﷺ ٹھہرے حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے ہے ہم حجۃ الوداع کے موقعہ پر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔

"جب مقام عرج پر پہنچے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ہم نے وہاں پڑاؤ کیا۔"

چونکہ آپ ﷺ اور سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا زادراہ اور سامان ایک ہی اونٹنی پر تھا جس کی حفاظت کی ذمہ داری سیّدنا ابو بکر نے اپنے غلام کے سپرد کی ہوئی تھی، اس کی انتظار ہونے لگی جب وہ آیا تو اونٹ نہ تھا سیّدنا ابو بکر نے اونٹ کے بارے میں پوچھا تو اس نے عرض کیا وہ تو پچھلی رات گم ہو گیا ہے سیّدنا ابو بکر نے اسے سخت سست کہنا شروع کیا تو آپ ﷺ نے مسکراتے ہوئے فرمایا:

"دیکھو یہ محرم کیا کر رہا ہے؟"

تا کہ حضرت ابو بکر کا غصہ ٹھنڈا ہو جائے۔[1]

روایات میں موافقت:

مذکورہ ابو داؤد کی روایت سے پتہ چلتا ہے کہ آپ ﷺ کا سامان سفر حضرت ابو بکر کے اونٹ پر تھا جب کہ بخاری کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ کا سامان اپنی سواری پر ہی تھا۔ تو ان میں موافقت یوں ہے کہ چونکہ مدینہ طیبہ اور مکۃ المکرمہ کے درمیان سفر زیادہ تھا اس میں زیادہ سامان سفر کی ضرورت تھی لہذا اس کے لیے دونوں نے ایک مستقل سواری پر سامان رکھا ابو داؤد کی روایت میں اسی کا تذکرہ ہے اور مکہ سے عرفات کا سفر تھوڑا ہے وہاں سامان ضرورت بھی تھوڑا تھا اس لیے اسے اپنے ساتھ ہی رکھ لیا کیوں کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ عرفات میں آپ کی سواری کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

"اس پر آپ ﷺ کا سامان سفر بھی تھا۔" (ایضا)

کھانے کا تھال:

آل فضالہ اسلمی رضی اللہ عنہم کو جب اس بات کا علم ہوا کہ آپ ﷺ کے سامان والا اونٹ گم ہو گیا ہے تو انہوں نے کھانا تیار کیا اور ایک بڑے تھال میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر کیا آپ ﷺ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا آؤ دیکھو:

"اللہ تعالیٰ نے کس قدر اعلیٰ کھانا ہمیں عطا کیا ہے۔"

1۔ ابو داؤد، باب المحرم یؤدب۔

آپ ﷺ آپ کے اہل، حضرت ابو بکر اور دیگر افراد نے کھانا کھایا اتنے میں حضرت صفوان بن معطل رضی اللہ عنہ وہ سامان والا اونٹ لے کر حاضر ہو گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "ابو بکر دیکھو سامان سارا ہے؟ عرض کیا ایک پیالہ نہیں ہے جس میں ہم پانی پیا کرتے ہیں غلام نے عرض کیا وہ پیالہ میرے پاس ہے۔" حضرت ابو بکر نے حضرت صفوان کو دعا دی ادھر حضرت سعد بن عبادہ اور ان کے بیٹے حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہما کو پتہ چلا تو وہ سواری لے کر حاضر ہو گئے۔ اور عرض کیا ہمیں پتہ چلا ہے آپ کے سامان والی سواری گم ہو گئی ہے۔

"یہ اس کی جگہ سامان سمیت سواری حاضر ہے۔"

آپ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے ہمارا سامان سواری سمیت واپس کر دیا ہے، اللہ تعالیٰ تمہیں برکت عطا فرمائے تم سواری واپس لے جاؤ۔"[1]

مقام ابواء سے گزر:

یہ قافلوں کی پانچویں منزل ہے اس مقام کو یہ شرف حاصل ہے کہ یہاں حضور ﷺ کی والدہ ماجدہ سیّدہ آمنہ سلام اللہ علیہا دفن ہیں آپ حضور کو بچپن میں ساتھ لے کر شہر مدینہ اپنے سسرال گئی ہوئی تھیں واپسی پر یہاں فوت ہوئیں اور یہاں ہی تدفین ہوئی۔ یہ مقام مستورہ کے پاس ہے جو مدینہ طیبہ سے ۲۲۸ کلو میٹر پر واقع ہے یہاں اب کافی ہوٹل ہیں وہاں مچھلی خوب تیار کی جاتی ہے، اکثر حجاج وہاں اس سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔" اسی مقام پر حضرت صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ نے حمار وحشی کا گوشت آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا یہ فرماتے

1۔ المواہب مع زرقانی، ۱۱: ۳۵۹۔

ہوئے واپس کر دیا کہ ہم محرم ہیں"[1] شاید یہ شکار انہوں نے حالت احرام میں کیا ہو جو کہ ممنوع ہے۔

امام بخاری کی تحقیق کے مطابق آپ ﷺ نے مقام عرج کے بعد مقام "ہرشیٔ" پر نماز ادا فرمائی کیوں کہ انہوں نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے۔

"رسول اللہ ﷺ نے ہرشیٔ پہاڑ کے پاس راستہ کے بائیں طرف درختوں کے جنڈ میں پڑاؤ فرمایا۔"

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہمیشہ یہاں نماز ادا کرتے:

"حضرت عبد اللہ درختوں کے جنڈ کے پاس نماز ادا کیا کرتے۔"[2]

حضرت یونس علیہ السلام اور حج:

اسی مقام ہرشیٔ کے بارے میں مسلم میں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ جب آپ ﷺ ہرشیٔ پہاڑ پر پہنچے تو پوچھا یہ کونسی وادی ہے عرض کیا:

"اس کا نام ہرشاء ہے"

آپ ﷺ نے فرمایا:

"میں یونس بن متی کو سرخ سواری پر سوار دیکھ رہا ہوں۔ انہوں نے اون کا جبہ پہنا ہوا ہے اور ان کی اونٹنی کی نکیل کھجور کے پتوں کی ہے اور وہ تلبیہ کہہ رہے ہیں۔" (المسلم)

1۔ البخاری، ۱۸۲۵۔

2۔ البخاری، کتاب الصلاۃ۔

www.ziaetaiba.com

وادی عسفان اور حضرات انبیاء علیہم السلام:

یہ چھٹی منزل ہے، اکثر اہل سیر نے اس مقام کا یہی نام بیان کیا ہے امام بخاری کے نزدیک چھٹی منزل کا نام "مر الظہران" ہے۔ جو اب وادی فاطمہ کے نام سے مشہور ہے فاطمہ ایک ترکی خاتون تھیں جنہوں نے تقریبا آج سے دو سو سال پہلے اس علاقہ میں باغات وغیرہ لگا کر اسے آباد کیا یہ مکۃ المکرمہ سے ۲۵ کلومیٹر پر ہے آپ ﷺ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کونسا مقام ہے عرض کیا اسے وادی عسفان کہتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا:

"اس سے حضرت ہود اور حضرت صالح علیہما السلام سرخ اونٹوں پر سوار ہو کر گزرے وہ عبا پہنے ہوئے اپنے اللہ کے گھر کی طرف تلبیہ پڑھتے ہوئے جارہے تھے۔"[1]

مقام سرف سے گزر:

مکۃ المکرمہ سے تقریبا چھ میل دور ایک جگہ کا نام سرف ہے، عمرۃ القضاء کے موقعہ پر ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے اسی مقام پر آپ ﷺ نے نکاح فرمایا جب اکاون ہجری میں ان کا وصال ہوا تو یہیں ان کی تدفین بھی ہوئی مولوی ذکریا سہارنپوری لکھتے ہیں کہ

"مقام سرف پر ان کا مزار اقدس مشہور و معروف ہے اور اس کی زیارت کی جاتی ہے۔"[2]

1۔ مسند احمد، ا: ۲۳۲۔

2۔ حجۃ الوداع، ۶۳۔

صحابہ کو اختیار برائے تمتع یا قران:

اس مقام پر آپ ﷺ نے صحابہ سے فرمایا جس کے ساتھ قربانی کا جانور نہیں وہ عمرہ کی نیت کر سکتا ہے اور جس کے ساتھ قربانی ہے وہ صرف عمرہ کی نیت نہ کرے۔

سیّدہ عائشہ کی پریشانی:

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں "اس مقام سے میرے مخصوص ایام شروع ہوگئے میرے ساتھ قربانی نہ تھی اور میں نے عمرہ کا احرام باندھا ہوا تھا آپ ﷺ تشریف لائے تو میں رو رہی تھی؟ فرمایا کیوں روتی ہو؟ کہیں ایام مخصوصہ تو شروع نہیں ہوگئے عرض کیا یا رسول اللہ یہی معاملہ ہے فرمایا کوئی پریشانی نہیں تم تمام عمل حجاج کی طرح کر سکتی ہو صرف بیت اللہ کا طواف نہ کرنا۔"[1]

الغرض ان کا عمرہ رہ گیا تھا جسے حج کے بعد ادا کیا گیا جیسا کہ آگے آرہا ہے۔

خواتین اور دوا (قبض حیض):

خواتین اس مبارک سفر میں ایسے عارضہ سے بچنے کے لیے ادویات کا استعمال کر سکتی ہیں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے جب پوچھا گیا:

"کیا عورت ایسی دوا استعمال کر سکتی ہے جس کی وجہ سے وہ واپسی تک حیض سے محفوظ رہے۔"

1۔ سبل الہدی، ۸: ۴۶۱۔

انہوں نے فرمایا:

"میں اس میں کوئی حرج محسوس نہیں کرتا بلکہ فرمایا اس سلسلہ میں پیلو کا پانی مفید ہوتا ہے۔" [1]

وادی ازرق اور حضرت موسیٰ علیہ السلام:

مکۃ المکرمہ سے تقریبا ایک میل کے فاصلہ پر ایک وادی کا نام ازرق ہے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے رسول اللہ ﷺ جب اس وادی میں پہنچے تو فرمایا:

"گویا میں موسی کو دیکھ رہا ہوں جو بلند چوٹی سے کانوں میں انگلیاں ڈالے اس وادی سے گزر رہے ہیں اور اللہ کے لیے بلند آواز سے تلبیہ کہہ رہے ہیں۔" [2]

بخاری کے الفاظ ہیں:

"میں موسی کو گویا دیکھ رہا ہوں وہ اس وادی سے تلبیہ کہتے ہوئے گزر رہے ہیں۔" [3]

حضرات انبیاء علیہم السلام کا حج:

متعدد مقامات پر آپ نے پڑھا دوران سفر حضور ﷺ نے مختلف انبیاء علیہم السلام کا تذکرہ کیا، کیا یہ ان کے سابقہ حج کا تذکرہ ہے جو انہوں نے ظاہری

1۔ سنن سعید بن منصور۔
2۔ المسلم، کتاب الایمان۔
3۔ البخاری۔

حیات میں کیا یا آپ کے ساتھ شرکت کا ذکر ہے؟ اس بارے میں محدثین کی آرا مختلف ہیں۔

شیخ عبد الحق محدث دہلوی ان آراء کا ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

"جب اس پر تمام امت کا اتفاق ہے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام حقیقی دنیاوی زندگی کے ساتھ زندہ ہیں ہاں عوام سے وہ پردہ میں ہیں تو واضح ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو حقیقۃً انہیں دکھایا۔ یہ خواب نہیں تھی، نہ ان کے امثال واشکال تھے۔"[1]

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رقم طراز ہیں:

"حضرات انبیاء کرام علیہم السلام مرتے نہیں وہ قبور میں نماز ادا کرتے ہیں اور حج بھی۔"[2]

مقام ذی طوی پر رات:

اس وقت شہر مکہ کا غربی دروازہ ذو طوی کے مقام پر تھا پھر یہ مقام ابیار زاہر کے نام سے مشہور ہوا آج کل یہ مکہ کا محلہ ہے جس کا نام جرول ہے یہ مقام شارع جبل کعبہ پر واقع ہے، مسجد حرام شریف کے باب عمرہ سے نکل کر پہلے محلہ "الشبیکہ" ہے اس کے بعد "جرول" ہے یہ نشیبی علاقہ ہے۔ احقر نسیم صدیقی غفرلہ

1۔ اشعۃ اللمعات، ۴: ۴۵۶۔

2۔ فیوض الحرمین، ۸۰۔

شیخ عبد الفتاح حسین ذو طوی کے تحت لکھتے ہیں:

"مکہ میں مشہور محلہ جرول ہے وہاں زچہ بچہ کا ہسپتال، اس کے سامنے ذو طوی کنواں ہے۔"[1]

آپ ﷺ تین ذوالحج بروز ہفتہ یہاں پہنچے چار ذوالحج کی رات آپ ﷺ نے یہاں بسر فرمائی، نماز فجر ادا فرمائی بخاری میں ہے رسول اللہ ﷺ:

"مقام ذی طوی میں تشریف فرما ہوئے رات وہیں بسر کی حتی کہ فجر کی نماز ادا فرمائی۔"[2]

داخلہ سے پہلے غسل:

دخول مکہ اور بیت اللہ کے طواف کے لیے غسل فرمایا حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب بھی مکہ شریف آتے تو یہاں رات بسر کرتے فجر کی نماز ادا کرتے:

"اور غسل کرتے اور بیان کرتے رسول اللہ ﷺ کا یہی معمول تھا۔"[3]

تو دخول مکہ کے لیے غسل بہتر اور مستحب عمل ہے۔

نوٹ: آج کل خصوصاً حج کے موقعہ پر چونکہ شہر مکہ سے پہلے حجاج کہیں نہیں ٹھہرتے بلکہ سیدھے بذریعہ بس شہر میں داخل کر دیے جاتے ہیں لہٰذا حجاج اپنی رہائش گاہ سے غسل کر لیں اور پھر عمرہ کے لیے جائیں اور اگر

www.ziaetaiba.com

1۔ افصاح، ۱۹۴۔
2۔ البخاری، ۴۹۱۔
3۔ البخاری، کتاب الحج۔

بھیڑ ہو تو وضو ہی کافی ہے لیکن فقط عمرہ کے لیے جانے والے حضرات ٹیکسی روک کر کسی بھی راستہ کی مسجد کے ملحقہ غسل خانوں میں غسل کر سکتے ہیں۔

شہر مکہ میں داخلہ:

اس سفر میں سات دن چار ذوقعدہ کے اور تین ذوالحج کے لگے آپ ﷺ مقام حجون (جنت المعلی) کی طرف سے مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہے رسول اللہ ﷺ:

"بلند گھاٹی کی طرف سے مکہ میں داخل ہوئے اور نیچی گھاٹی سے وہاں سے نکلے۔"[1]

شیخ خالد ابو صالح ان دونوں مقامات کے بارے میں لکھتے ہیں کہ:

"اس بلند گھاٹی کا آج کل نام حجون ہے اور نیچی گھاٹی کو کدی کہا جاتا ہے جو باب عمرہ کے پاس ہے۔"[2]

اہل مکہ کا استقبال:

جب آپ ﷺ مکۃ المکرمہ داخل ہوئے تو اہل مکہ خصوصا بنو عبدا ۔ کے نوجوانوں نے آپ ﷺ کا ا ل کیا اور خوشی کا ا ر کیا حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جب رسول اللہ ﷺ مکہ داخل ہوئے

1۔ البخاری، کتاب الحج۔

2۔ حاشیہ حجۃ الوداع لابن کثیر، ۱۶۵۔

"تو ا ل کرنے والوں میں بنعبدا کے بچے بھی تھے ان میں سے بعض کو آپ ﷺ نے سواری پر آگے اور بعض کو پیچھے لیا۔"[1]

چاشت کا وقت:

جب آپ ﷺ مکہ خصوصا حرم کعبہ میں داخل ہو رہے تھے تو وہ چاشت کا وقت تھا حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

"ہم مکہ میں جب داخل ہوئے تو سورج خوب بلند ہو چکا تھا یعنی چاشت کا وقت تھا۔"

سب سے پہلا عمل:

آپ ﷺ کا مکہ میں سب سے پہلا عمل ید وضو ہے ام المومنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔

"مکہ میں داخلہ کے بعد او عمل یہ تھا کہ آپ ﷺ نے وضو فرمایا۔"[2]

آپ نے پیچھے پڑھا آپ ﷺ نے غسل فرمایا ہوا تھا اب ید وضو فرمایا۔

مسجد حرام میں داخلہ:

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

"رسالتماٰب ﷺ مسجد حرام کے دروازے پر تشریف لائے اور وہاں اپنی سواری کو دیا اور پھر مسجد حرام میں داخل ہوئے۔"

1۔ البخاری، باب استقبال الحاج۔

2۔ البخاری، الطواف علی الوضوٴ۔

باب السلام سے داخلہ:

مسجد شریف میں آپ ﷺ باب السلام سے داخل ہوئے اس وقت اس کا نام "باب عبد مناف" تھا۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں:

"ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ باب عبد مناف سے مسجد میں داخل ہوئے۔"[1]

پھر اس دروازہ کے دو نام مشہور ہوئے۔ باب بنی شیبہ اور باب السلام، یہ جگہ اور دروازہ صفا و مروہ کے درمیان ہے۔

اس طرف سے داخلہ کی حکمت:

محدثین اور اہل سیر نے اس کی متعدد بیان کی ہیں۔

(۱) یہ کعبہ کے دروازہ والی ہے اور یہ دیگر جہات سے افضل ہے امام عز بن عبد السلام "ا اعد" میں فرماتے ہیں:

"باب کعبہ والی دیگر اطراف سے افضل ہے۔"

(۲) کعبہ کا دروازہ اس طرف ہے اور کسی بھی گھر میں آنے کا طریقہ یہی ہے کہ اس کے دروازہ کی طرف سے آیا جائے امام قسطلانی رقمطراز ہیں۔

"کعبہ کا دروازہ اسی پر ہے اور گھروں میں دروازہ کی طرف سے ہی آیا جاتا ہے۔"[2]

1۔ سبل الہدی، ۸: ۴۶۲ بحوالہ طبرانی۔

2۔ المواہب مع زرقانی، ۱۱: ۳۷۷۔

کعبہ اور مولد النبی کا دروازہ سبحان اللہ:

یاد رہے کعبہ کا دروازہ اسی پر ہے جس میں حضور ﷺ کی جائے ولادت ہے۔ مولانا حسن رضا خاں نے خوب کہا:

بنائی پشت نہ کعبہ کی ان کے گھر کی طرف
جنہیں ہے وہ ا وقار کرتے ہیں

بلکہ مولد پاک کا دروازہ بھی کعبہ ہی کی طرف ہے۔(ن اللہ، ن اللہ، ن اللہ)

بیت اللہ پر نظر:

رسول اللہ ﷺ کی مبارک نگاہ جب بیت اللہ پر پڑی تو آپ ﷺ نے ہاتھ اٹھا کر دعا کی حضرت حذ بن اسید رضی اللہ عنہ سے ہے جب آپ ﷺ نے بیت اللہ کو دیکھا تو یہ دعا کی۔

"اے اللہ اپنے اس مقدس گھر کی عزت، ، بکتریم، رحمت اور ل میں اضافہ فرما اور ہر اس شخص کی ، بکتریم، رگی اور عزت میں اضافہ فرما جو اس کا حج یا عمرہ کرے۔"[1]

حضرت مکحول سے ہے رسول اللہ ﷺ نے جب بیت اللہ کو دیکھا تو ہاتھ بلند فرمائے کہی اور یہ دعا مانگی:

"اے اللہ تو سلام ہے یعنی سلامتی د والا اور سلامتی تیری ہی طرف سے اے ہمارے رب ہم سلام کا ہدیہ پیش کرتے ہیں اے اللہ اس گھر کی رگی،

1۔ المواہب، ۱۱: ۳۷۸۔

، تکریم اور عزت و ل میں اضافہ فرما اسی طرح جو اس کا حج یا عمرہ کرے اس کی تکریم، ، رگی اور میں اضافہ فرما۔" [1]

دعا کی مقبولیت:

جب بیت اللہ کی پہلی زیارت ہوتی ہے تو یہ نہایت ع و خشوع اور عا ی کے ا رکا وقت ہوتا ہے اس وقت انسان کا دل بات شکر و خوشی سے لبریز ہونا چاہیے، ایسے موقعہ پر اپنے رب اکرم سے خوب مانگا جائے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا ارشاد گرامی ہے۔

"کعبہ کی زیارت کے وقت رحمت کے دروازے جاتے ہیں اور دعا قبول کی جاتی ہے۔" [2]

لیکن آپ نے غور کیا رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے تا قیامت آنے والے تمام حجاج اور عمرہ کرنے والوں کے لیے دعا فرمائی ہمیں بھی چاہیے ہم اپنی دعا میں تمام امت مسلمہ کو یاد رکھیں امام ابن حجر فرماتے ہیں کہ:

"دعا کھڑے ہو کر کی جائے۔ سنت یہ ہے کہ حاجی کھڑا ہو کر دعا کرے" [3]

ساتھ ساتھ اللہ کا شکر ادا کیا جائے کہ اس نے کس قدر کرم فرمایا کہ میں اس کے مقدس گھر کی زیارت اور اس کے حرم میں داخل ہو گیا۔

"امام ابو بکر کے بارے میں ہے جب بیت اللہ آیا تو بے ہوش ہو کر گر پڑے۔"

1۔ السنن الکبری، ۵: ۷۳۔

2۔ ابن ماجہ۔

3۔ حاشیہ علی ایضاح، ۲۲۲۔

تحیۃ المسجد ادا نہیں فرمایا:

آپ ﷺ کا مبارک معمول یہ تھا جب کسی مسجد میں داخل ہوتے تو دو نفل بطور   المسجد ادا فرمائے مگر آج آپ ﷺ نے مسجد حرام میں داخلہ کے موقعہ پر   المسجد کے نوافل ادا نہیں فرمائے کیوں کہ بیت اللہ کا طواف ہی تحیہ ہے امام صالحی لکھتے ہیں جب آپ ﷺ مسجد حرام میں داخل ہوئے تو:

"آپ ﷺ سیدھے کعبہ کے پاس تشریف لے گئے آپ نے المسجد ادا نہیں فرمائی کیوں کہ مسجد حرام میں طواف اس کا قائم مقام ہوتا ہے۔"[1]

تو حاجی کو چاہیے وہ بیت اللہ کی زیارت اور دعا کے بعد کعبہ کے پاس چلا جائے نوافل وغیرہ ادا نہ کرے البتہ اگر جماعت کا وقت ہے تو پہلے نماز ادا کرے۔ یعنی فرض نماز کا وقت ہو تو پہلے اسے ادا کریں تا کہ فضیلت والے وقت میں نماز ادا ہو تاہم یہ   ل رہے کہ صحیح السـ ھوہ عالم دین کی اقتدا میں جماعت کا ا   م کیا جائے۔ احقر نسیم صدیقی غفرلہ

حجر اسود کا بوسہ:

آپ ﷺ نے سب سے پہلے حجر اسود کا ا   م کیا (ہاتھ لگایا اور اسے بوسہ دیا) حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

"جب ہم کعبہ کے پاس پہنچے تو اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ نے حجر اسود کا ا   م فرمایا۔"[2]

1۔ سبل الہدی،۸: ۴۶۲۔

2۔ مسند احمد،۳: ۳۲۰۔

www.ziaetaiba.com

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا:

”آپ نے حجر اسود کا ا م فرمایا اور اسے بوسہ دیا۔“ [1]

ایک روایت میں یہ اضافہ بھی ہے کہ:

”آپ ﷺ نے حجر اسود کو فرمایا۔ پھر کافی دیر تک اس پر اپنے مبارک ہونٹ رکھ دیے۔“ [2]

حجر اسود پر ہ:۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں:

”رسول اللہ ﷺ نے حجر اسود پر ہ فرمایا۔“

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بارے میں مروی ہے انہوں نے حجر اسود کو چوما اور اس پر ہ کیا اور فرمایا:

”میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ عمل کرتے ہوئے دیکھا۔“ [3]

تین دفعہ سجدہ:

امام ابو داؤد طیالسی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے جو روایت نقل کی ہے اس میں تین دفعہ ہ کا ذکر ہے:

”رسول اللہ ﷺ نے حجر اسود کو تین دفعہ بوسہ دیا اور تین دفعہ ہی اس پر ہ فرمایا۔“ [4]

www.ziaetaiba.com

1۔ البخاری، ۲۴۶۔

2۔ المواہب، ۱۱: ۳۷۹۔

3۔ سبل الہدی، ۱: ۱۷۸۔

4۔ سبل الہدی، ۸: ۴۶۴۔

رسول اللہ رو پڑے:

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

”جب آپ ﷺ نے حجر اسود کو بوسہ دیا تو آپ ﷺ کی مبارک آ ں سے آنسو بہہ پڑے۔“[1]

آنسو یہاں بہائیں جائیں:

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے حضور ﷺ نے جب مبارک ہونٹ حجر اسود پر رکھے تو کافی دیر تک روتے رہے“

آپ ﷺ نے چہرہ اقدس اٹھایا تو دیکھا حضرت عمر بھی رو رہے ہیں فرمایا:

”عمر یہ آنسو بہانے کا مقام ہے“[2]

حجر اسود کا مقام:

حجر اسود پتھر ہے، اسے چومنا نبی اکرم ﷺ کی سنت ہے، اس پتھر کی بہت سی ہیں ان میں سے یہ ہیں۔

(۱) اللہ تعالیٰ کا دایاں ہاتھ:

www.ziaetaiba.com

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے حجر اسود کے بارے میں فرمایا:

1۔ السنن الکبریٰ، ۵: ۷۴۔

2۔ سبل الہدیٰ، ۷: ۷۳۔

"یہ زمین میں اللہ تعالیٰ کا دایاں ہاتھ ہے۔" [1]

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے یہ الفاظ بھی مروی ہیں کہ:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حجر اسود زمین میں اللہ تعالیٰ کا دایاں ہاتھ ہے۔ اس سے وہ اپنے بندوں کو مصا کا شرف عطا فرماتا ہے۔

گویا حجر اسود کو چومنا اللہ تعالیٰ کے دائیں ہاتھ کو بوسہ د کا شرف پانا ہے۔

(۲) حجر اسود کی شفاعت / یہ نفع و نقصان دینے کا اختیار رکھتا ہے:

امام دارمی، ابن مہ، ابن ن اور حاکم نے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا روز قیامت اللہ تعالیٰ حجر اسود کو اس حال میں اٹھائے گا:

اس کی د والی دو آ اور بو والی زباں ہو گی جس سے یہ اپنے چومنے والے کے بارے میں گواہی دے گا۔ [2]

امام بیہقی نے شعب الایمان میں اور حاکم نے مستدرک میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے نقل کیا:

"ہم نے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے ساتھ کعبہ کا طواف کیا انہوں نے حجر اسود سے مخاطب ہو کر کہا میں جانتا ہوں تو نہ نفع دیتا ہے اور نہ نقصان، اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو تجھے بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا میں تجھے کبھی نہ

1۔ الکامل لابن عدی، ۱: ۳۳۶۔

2۔ ۔الدارمی، ۲: ۴۲۔

چومتا اس پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا "اے امیر المومنین یہ نقصان بھی دیتا ہے اور نفع بھی۔"

کیوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا حجر اسود کو روز قیامت اس حال میں لایا جائے گا:

"اس کی زبان ہو گی جس سے یہ بول کر اپنے ا م کرنے والے کی توحید پر گواہی دے گا۔"

اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا:

"میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں اس قوم میں رہنے سے جس میں اے ابوالحسن (حضرت علی) تم نہ ہوں"[1]

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے حجر اسود کے بارے میں فرمایا:

"اس پتھر کو زباں اور ہونٹ دیے جائیں گے اور یہ ہر اس شخص کی روز قیامت شفاعت کرے گا جس نے اس کا ا م کیا ہو گا۔"[2]

اضطباع اور طواف:

پھر آپ ﷺ حجر اسود کے دائیں طرف ہوئے اور حالت اضطباع میں طواف شروع فرمایا یعنی چادر دائیں بغل کے نیچے سے نکال کر بائیں کاندھے پر ڈال لی حضرت یعلی بن امیہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا

"آپ حالت اضطباع میں طواف فرما رہے تھے۔"

1۔ شعب الایمان، ۳: ۴۵۱۔
2۔ شعب الایمان، ۳:۴۵۔

انہی سے دوسری روایت میں ہے:

”رسول اللہ ﷺ بیت اللہ کے پاس تشریف لائے اور طواف شروع فرمایا تو آپ حضرمی چادر میں حالت اضطباع میں تھے۔“[1]

ان سے تیسری روایت میں ہے کہ:

”آپ ﷺ نے طواف شروع فرمایا تو آپ یمنی سبز چادر میں حالت اضطباع میں تھے۔“[2]

حضرت ملا علی قاری ”اخضر“ کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں ”اس سے مراد یہ نہیں کہ تمام چادر سبز تھی۔ بلکہ اس میں سبز دھاریاں تھیں۔“[3]

نوٹ: یاد رہے اضطباع کی ضرورت محض حالت طواف میں ہوتی ہے۔

تین چکروں میں رمل:

طواف کے تین چکروں میں آپ ﷺ نے رمل فرمایا یعنی پہلوان کی طرح چھوٹے قدم اور کاندھوں کو حرکت دیتے ہوئے تیز چلے اور چار میں تیز نہ چلے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

”جب آپ ﷺ مکہ تشریف لائے اور حجر اسود کو بوسہ دیا تو میں نے دیکھا آپ ﷺ پہلے تین چکروں میں تیز چلے۔“[4]

1۔ مسند احمد، ۴: ۲۲۳۔
2۔ ابوداؤد، کتاب المناسک۔
3۔ المرقاۃ، ۵: ۴۷۶۔
4۔ البخاری، کتاب الحج۔

انہی سے دوسری روایت کے الفاظ ہیں:

"آپ ﷺ پہلے تین چکروں میں تیز چلے اور چار میں آرام سے"[1]

رمل کی ابتداء:

رمل کی ابتدا یوں ہوئی تھی جب حضور ﷺ صحابہ کے ساتھ سن سات ہجری میں عمرۃ القضاء کے لیے مکہ تشریف لائے تو مشرکین نے یہ طعن کیا ان لوگوں کو یثرب کے نجار نے کمزور کر دیا ہے اب ان میں وہ پہلی طاقت کہاں؟ تو آپ ﷺ نے صحابہ سے فرمایا:

"تین چکروں میں خوب پہلوانوں کی طرح چلو۔"[2]

تاکہ پتہ چلے مسلمانوں میں کسی قسم کی جسمانی کمزوری نہیں۔

رمل کے بارے میں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے:

"اگرچہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کو غلبہ دے دیا اور کفر کو مٹا دیا ہے مگر ہم ہر اس شئ کو نہیں چھوڑ سکتے جو ہم رسول اللہ کے ساتھ کیا کرتے تھے۔"[3]

یاد رہے یہ طواف عمرہ آپ ﷺ نے پیدل فرمایا کیوں کہ پیچھے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے گزر چکا:

"آپ ﷺ نے سواری کو مسجد حرام کے دروازہ پر دیا اور پھر اس میں داخل ہوئے۔"[4]

1۔ البخاری، کتاب الحج۔

2۔ البخاری، کیف کان بدالرمل۔

3۔ البدایۃ، باب حجۃ الوداع۔

4۔ السنن الکبری، ۵: ۷۴۔

خواتین کے لیے اہم نوٹ:

خواتین رمل نہ کریں یہ صرف مردوں کے لیے سنت ہے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: ”خواتین کے لیے رمل سنت نہیں ہے۔“[1]

ہر چکر میں حجر اسود کا بوسہ:

اس طواف کے ہر چکر میں آپ ﷺ نے رکن یمانی کا استلام فرمایا اور حجر اسود کو بوسہ دیا حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ:

”رسول اللہ ﷺ نے ہر چکر میں رکن یمانی اور حجر اسود کا استلام ترک نہ فرمایا“[2]

شیخ محب الدین طبری اس کے تحت لکھتے ہیں:

”اس میں اس بات کی نشاندہی ہے کہ ہر چکر میں بوسہ اور استلام مستحب ہے۔“[3]

رکن یمانی کو محض ہاتھ لگانا آپ ﷺ سے ثابت ہے نہ آپ ﷺ نے اسے چوما ہے اور نہ ہی استلام کے بعد ہاتھ کو چوما ہے ابن قیم فرماتے ہیں کہ:

”آپ اسے رکن یمانی کو ہاتھ لگانا تو ثابت ہے مگر اسے بوسہ دینا ثابت نہیں اور نہ ہاتھ لگا کر اسے چومنا ثابت ہے“[4]

1۔ الترمذی، ۲۹۹۔

2۔ ابوداؤد، کتاب الحج۔

3۔ القری لقاصداء القری، ۲۸۴۔

4۔ زاد المعاد، ۱: ۲۱۹۔

امام قسطلانی ان دونوں ارکان سے استلام کی حکمت لکھتے ہیں:

"ان میں سے حجر اسود والے گوشے کو دو فضیلتیں حاصل ہیں ایک تو حجر اسود ہے اور دوسرا یہ کہ وہ سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کی بنیاد پر ہے جب کہ رکن یمانی میں صرف ایک فضیلت ہے کہ وہ سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کی بنیاد پر ہے دوسرے دونوں گوشوں کو ان میں سے کوئی بھی شرف حاصل نہیں لہذا پہلے کو بوسہ دیا جائے دوسرے کو استلام یعنی ہاتھ لگایا جائے اور دوسرے دونوں کو نہ چوما جائے اور نہ ہی استلام کیا جائے۔"[1]

بوسہ اور استلام کے وقت کلمات:

جب آپ ﷺ استلام فرماتے تو "بسم اللہ واللہ اکبر" اور جب بوسہ دیتے تو "اللہ اکبر" پڑھتے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے "رسول اللہ ﷺ جب رکن کا استلام فرماتے تو کہتے اللہ کے نام سے اور وہ سب سے بڑا ہے اور جب حجر اسود کو بوسہ دیتے تو کہتے اللہ سب سے بڑا ہے"[2]

جب آپ ﷺ نے طواف زیارت حالت سواری میں فرمایا (جیسا کہ تفصیلاً آرہا ہے) تو اپنی چھڑی وغیرہ سے حجر اسود کی طرف اشارہ فرماتے اور تکبیر کہتے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

"جب آپ ﷺ حجر اسود کے سامنے آتے تو ہاتھ میں جو شی بھی تھی اس سے اس کی طرف اشارہ فرماتے اور تکبیر (اللہ اکبر) کہتے۔"[3]

1۔ المواہب، ۱۱: ۳۷۹۔
2۔ المواہب، ۱۱: ۳۷۹۔
3۔ البخاری، باب التکبیر عند الرکن۔

طواف نماز کی طرح ہے:

واضح رہے حضور ﷺ نے طواف کعبہ کو نماز قرار دیا ہے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ:

”رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بیت اللہ کا طواف نماز ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے اس میں گفتگو کو جائز رکھا ہے جو بھی گفتگو کرے اچھی ہی کرے۔“ [1]

طواف کے ہر چکر کو نماز کی رکعت سمجھا جائے اور ہر چکر کا افتتاح وابتدا حجر اسود سے کی جائے جس طرح نماز کی ابتدا میں تکبیر تحریمہ کہتے ہوئے ہاتھ اٹھائے جاتے ہیں اس طرح ہر چکر کی ابتدا میں حجر اسود کو بوسہ یا ہاتھ یا کوئی شی لگا کر چوما جائے یا اٹھا کر اس کی طرف اشارہ کر لیا جائے علامہ سیّد سلیمان اشرف بہاری ”مسجد حرام اور حجر اسود کی حضوری“ کے عنوان کے تحت رقمطراز ہیں:

”مسجد حرام میں حاضر ہو کر سب سے پہلے حجر اسود کی طرف رخ کر کے تکبیر و تہلیل کہنا چاہیے، جب اس سنگ مقدس کے پاس پہنچے تو رو بہ کعبہ حجر اسود کے قریب اس کی دائیں جانب یوں کھڑا ہو کہ تمام پتھر اپنے سیدھے ہاتھ کو رہے پھر طواف کی نیت کرے۔ اے اللہ میں تیرے عزت والے گھر کے طواف کا ارادہ کرتا ہوں بس تو اسے مجھ پر آسان فرمائے اور اسے قبول فرمالے۔“

اس نیت کے بعد کعبہ کو منہ کیے اپنے داہنے سمت چلے جب سنگ اسود کے مقابل جو ادنی حرکت سے حاصل ہوتا ہے کانوں تک دونوں ہاتھ اس طرح اٹھائے جیسے تکبیر تحریمہ کے وقت نماز میں ہاتھوں کو بلند کرتے ہیں لیکن ہتھیلیاں حجر اسود کی طرف ہو اور کہیے۔

1۔ سنن سعید بن منصور۔

شروع اللہ کے نام سے اور سب تعریف اللہ ہی کے لیے ہے اور اللہ سب سے بڑا ہے اور درود و سلام رسول اللہ پر ہو۔

اب میسر ہو سکے تو حجر مطہر پر دونوں ہتھیلیاں اور ان کے درمیان منہ رکھ کر یوں بوسہ دے کہ آواز پیدا نہ ہو تین بار ایسا کرے یہ نصیب ہو تو کمال سعادت ہے، ہجوم کے سبب سے اگر یہ موقع نہ ملے تو ہاتھ سے حجر اسود کو چھو کر اپنا ہاتھ چوم لے اگر ہاتھ نہ پہنچ سکتا ہو تو پھر کسی پاک لکڑی سے حجر اسود کو چھو کر اس لکڑی ہی کو چوم لے اگر ہاتھ نہ پہنچ سکتا ہو تو ہاتھوں سے اس کی طرف اشارہ کر کے ہاتھوں کو بوسہ دے لے اصطلاح شریعت میں اسے تقبیل و استلام کہتے ہیں۔[1]

نوٹ: کچھ لوگوں کا یہ کہنا درست نہیں کہ ہاتھوں کو چوما نہ جائے کیوں کہ اس میں محدثین اور فقہاء کرام نے تصریح کی ہے کہ جس شی کے ساتھ حجر اسود کی طرف اشارہ کیا جائے اسے بھی چوما جائے کیوں کہ اس میں حجر اسود کی تعظیم ہے عظیم محدث امام نووی رقمطراز ہیں:

"اگر حجر اسود کا بوسہ یا اسے ہاتھ لگانا دشوار ہو تو ہاتھ یا ہاتھ میں شی کے ساتھ حجر اسود کی طرف اشارہ کرے اور اس کو چوم لے۔"[2]

امام ابن حجر مکی لکھتے ہیں:

"امام نووی کا قول واضح کر رہا ہے کہ اشارہ والی شی کو چومنا سنت ہے۔"[3]

1۔ الحج، ۷۸، ۷۹۔

2۔ الایضاح، ۲۶۶۔

3۔ ایضا، ۲۶۵۔

www.ziaetaiba.com

طواف میں حضور قلب اور خشوع و خضوع:

طواف نماز کی طرح ہے تو اس میں ذکر الٰہی میں گم ہو جانا اور خوب خشوع و خضوع اور حضور دل سے کام لینا ضروری ہے۔ امام نووی آداب طواف کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"طواف میں اپنے ظاہر و باطن، حرکت، نگاہ اور چال میں خوب خشوع، خضوع، حضور دل اور ادب کا خیال رکھا جائے کیوں کہ طواف نماز ہے تو اس کے ادب کو بجالایا جائے اور دل میں یہ عظمت جاگزیں ہونی چاہیے کہ میں کس ہستی کے گھر کا طواف کر رہا ہوں۔"[1]

یعنی یہ عام گھر نہیں بلکہ تمام کائنات کے خالق و مالک کا گھر ہے اسی لیے علماء نے یہ تصریح کی ہے اگر کھانے وغیرہ کی حاجت ہو تو طواف کو مؤخر کر لیا جائے جیسا کہ نماز میں حکم ہے۔

نگاہ نیچی رکھی جائے:

امام ابن حجر لکھتے ہیں کہ:

"طواف کرنے والے کو چاہیے اس کی نگاہ جھکی ہوئی مطاف کی طرف رہنی چاہیے نہ کہ آسمان اور کعبہ کی طرف ہو۔"[2]

آگے چل کر لکھتے ہیں طواف کے آداب میں سے یہ بھی ہے اس کے دوران کعبہ کی طرف نہ دیکھا جائے جیسا کہ نماز میں ہے۔

1۔ الایضاح، ۲۴۲۔

2۔ حاشیہ علی الایضاح، ۲۷۴۔

www.ziaetaiba.com

امام سراج الدین بلقینی کے حوالے سے لکھا:

آج تک کسی امام نے دوران طواف کعبہ کی طرف دیکھنے کو سنت نہیں کہا۔[1]

یاد رہے جب کعبہ کی طرف نہیں دیکھنا تو ادھر ادر دیکھنے کی کیسے اجازت ہوسکتی ہے؟ بس اپنے دل و نگاہ کو اپنے خالق ومالک کی طرف متوجہ کرلیا جائے۔

نوٹ:

(۱) یہ دوران طواف کا معاملہ ہے حجر اسود کا استلام کرتے وقت کعبہ کی طرف جو نگاہ پڑتی ہے اس میں کوئی حرج و ممانعت نہیں۔

(۲) اگر رکن یمانی کو ہاتھ نہ لگ سکے تو حاجی بغیر استلام گزر جائے وہاں ہاتھوں سے اشارہ نہ کیا جائے۔

حضرت عمر کا حکم:

حجر اسود کو بوسہ دیتے وقت یہ خیال ضروری ہے کہ کسی کو اذیت نہ ہو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو آپ ﷺ نے فرمایا تم نہایت طاقتور ہو، حجر اسود کو بوسہ دیتے وقت کسی کمزور کو اذیت نہ پہنچانا اگر موقعہ مل جائے۔

اسے بوسہ دو ورنہ تکبیر کہتے ہوئے گزر جاؤ۔[2]

یعنی ہاتھ اٹھا کر اشارہ کرو اور انہیں چوم لو

1۔ ایضا، ۲۷۶۔

2۔ مسند احمد، ۱: ۲۸۔

حضرت عبد اللہ بن عمر کا عمل:

اس معاملہ میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا عمل سخت پابندی کا ہے امام نافع کا بیان ہے میں نے دیکھا کہ:

وہ ہمیشہ بوسہ لیتے خواہ اژدھام ہوتا حتی کہ ان کی نکسیر پھوٹ پڑی۔ خون دھونے کے بعد پھر آئے اور بوسہ لیا۔[1]

خود حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا فرمان ہے جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ کو استلام کرتے ہوئے دیکھا ہے:

میں نے کبھی بھی ان کا استلام ترک نہیں کیا نہ بھیڑ میں اور نہ آسانی میں۔[2]

الغرض بوسہ کے لیے خصوصا دور سے آئے ہوئے حجاج کو حتی الوسیع کوشش کرنی چاہیے بشرط یہ کہ کسی کی تکلیف و اذیت کا سبب نہ بنے اگر معاملہ سخت ہو تو محض استلام و استقبال ہی کر لیا جائے جیسا کہ حضور ﷺ نے دیگر طوافوں میں کیا۔

(تفصیل آگے آرہی ہے)

دونوں کے درمیان دعا:

حضرت عبد اللہ بن سائب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے میں نے رسول اللہ ﷺ کو رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان یہ دعا پڑھتے ہوئے سنا:

1۔ القری، ۲۸۵۔

2۔ البخاری، کتاب الحج۔

www.ziaetaiba.com

رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ

اے ہمارے پالنہار ہماری دنیا بھی بہتر فرما اور آخرت بھی بہتر فرمادے اور ہمیں آگ کے عذاب سے محفوظ فرمادے۔ [1]

حضرت عبداللہ بن عباس سے منقول ہے آپ ﷺ نے دونوں کے درمیان یہ دعا بھی پڑھی:

رَبِّ قَنِّعْنِیْ بِمَا رَزَقْتَنِیْ وَبَارِكْ لِیْ فِیْهِ وَاخْلُفْ عَلٰی كُلِّ غَائِبَةٍ لِّیْ بِخَیْرٍ

اے اللہ مجھے اس پر قناعت عطا فرما جو تو نے عطا کیا ہے اور اس میں برکت عطا فرما اور میرے ہر کام کا انجام بہتر فرما۔ [2]

میزاب رحمت کے سامنے:

جب آپ ﷺ دوران طواف میزاب رحمت کے سامنے سے گزرتے تو یہ دعا کرتے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ الرَّاحَةَ عِنْدَ الْمَوْتِ وَالْعَفْوَ عِنْدَ الْحِسَابِ

اے اللہ میں موت کے وقت راحت اور حساب کے وقت معافی کا خواستگار ہوں۔

www.ziaetaiba.com

یاد رہے اس دعا کے علاوہ آپ ﷺ سے طواف اور کعبہ کے پاس کوئی مخصوص دعا منقول نہیں۔ امام ابن منذر اس بارے میں فرماتے ہیں:

1۔ الطبقات لابن سعد، ۲: ۱۲۸۔

2۔ شعب الایمان، ۳: ۴۵۴۔

اس دعا کے علاوہ طواف میں آپ ﷺ سے کوئی دعا ثابت نہیں۔ [1]

یہ بھی نہایت آسانی ہے۔ لہٰذا کسی کتاب کو حالت طواف میں سامنے رکھنے یا مخصوص کلمات کا پڑھنا کوئی ضروری نہیں ہاں دل اور توجہ کا خالق کی طرف کرنا ہی ضروری ہے۔

امام محمد اور امام ابن ہمام کسی دعا کے مخصوص نہ کرنے کی وجہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

دعا کے مقرر کرنے سے رقت وسوز ختم ہو جاتا ہے کیوں کہ اس صورت میں یاد کی ہوئی دعا دہرانا ہو گا بلکہ بر موقعہ حسب توفیق کوئی دعا کر لی جائے اور اپنے رب کو بڑی ہی عاجزی کے ساتھ یاد کر لیا جائے۔ [2]

پانی نوش فرمایا:

دوران طواف آپ ﷺ نے پیاس محسوس فرمائی تو پانی طلب فرما کر نوش فرمایا حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ:

"رسول اللہ ﷺ نے دوران طواف پیاس محسوس فرمائی توزمزم لانے کا حکم دیا جو حاضر کیا گیا تو آپ ﷺ نے اسے نوش فرمایا۔" [3]

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ:

"رسول اللہ ﷺ نے دوران طواف پانی نوش فرمایا" [4]

www.ziaetaiba.com

1۔ المواہب مع زرقانی، ۱۱: ۳۸۰۔
2۔ فتح القدیر، ۲: ۴۵۷۔
3۔ سنن دار قطنی۔
4۔ القری، ۲۷۳۔

نوٹ: یہ کون سے طواف میں عمل فرمایا اس کے تعین پر ابھی تک کوئی روایت مطالعہ میں نہیں آئی امام صالحی نے طبرانی کے حوالے سے نقل کیا ہے جس سے محسوس ہوتا ہے کہ یہ عمل حجۃ الوداع کے موقعہ پر ہوا۔[1]

فراغت کے بعد بوسہ:

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

"رسول اللہ ﷺ جب طواف سے فارغ ہوئے۔ تو حجر اسود کا بوسہ لیا اور اسے مبارک ہاتھ لگا کر چہرہ اقدس پر پھیرے"[2]

حضرت ملا علی لکھتے ہیں کہ:

"یہ بات صحت کے ساتھ ثابت ہے جب آپ اطواف سے فارغ ہوئے تو حجر اسود کو چوما اسے دونوں ہاتھوں سے چھوا اور ہاتھ چہرے پر لگائے"[3]

مقام ابراہیم پر نوافل:

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے پھر آپ ﷺ مقام ابراہیم کی طرف یہ آیت مبارکہ تلاوت فرماتے ہوئے بڑھے۔

مقام ابراہیم کو جائے نماز بناؤ۔[4]

نسائی کی روایت میں ہے آپ ﷺ نے آیت مبارکہ پڑھتے وقت:

1۔ سبل الہدی، ۸: ۴۶۴۔
2۔ السنن الکبری، ۵: ۷۴۔
3۔ المرقاۃ، ۵: ۴۲۷۔
4۔ البقرہ، ۱۲۵۔

”آواز بلند فرمائی تا کہ لوگ سن لیں۔“

آپ وہاں اس طرح کھڑے ہوئے کہ:

”مقام ابراہیم، آپ ﷺ اور بیت اللہ کے درمیان تھا۔“[1]

دو نوافل ادا فرمائے اور ان میں فاتحہ کے بعد پہلی رکعت میں سورۃ الکافرون اور دوسری میں سورہ اخلاص تلاوت فرمائی۔

واضح رہے اگر مقام ابراہیم کے پاس جگہ نہ ہو تو یہ نوافل کسی جگہ بھی ادا کیے جاسکتے ہیں حضرت ام سلمہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں مروی ہے کہ انہوں نے یہ نوافل حرم سے باہر ادا کیے تھے۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں ہے کہ:

انہوں نے مسجد سے باہر نوافل ادا کیے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مقام ذی طور پر یہ نوافل ادا کیے۔[2]

نوافل اکٹھے بھی ادا کیے جاسکتے ہیں:

ہر طواف کرنے والے کو اجازت ہے وہ ہر طواف کے بعد نوافل ادا کرے یا متعدد طواف کرنے کے بعد اکٹھے نوافل ادا کرلے سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک موقعہ پر آپ انے تین طواف مکمل کرنے کے بعد نوافل ادا فرمائے۔

حضور ﷺ نے تین طواف مکمل فرمائے پھر مقام ابراہیم کے پیچھے آکر چھ رکعات ادا فرمائیں اور ہر دو رکعت کے بعد دائیں بائیں سلام کہا۔[3]

1۔ المسلم، کتاب الحج۔

2۔ القری، ۳۵۲ بحوالہ موطا۔

3۔ القری لقاصد ام القری، ۳۵۴۔

یاد رہے یہ نوافل واجب ہیں۔ یعنی ہر طواف کے بعد مقام ابراہیم پر دو نفل ادا کرنا واجب ہے۔

احناف کے ہاں یہ نوافل واجب ہیں۔[1]

لہٰذا ان کی ادائیگی نماز فجر اور عصر کے بعد بھی ہو سکتی ہے کیوں کہ ان اوقات میں نفل نماز ممنوع ہے واجب ولازم نماز کی ادائیگی ان میں جائز ہوتی ہے یہی وجہ ہے ان میں قضا نماز، جنازہ اور سجدہ تلاوت کیا جا سکتا ہے۔

حضور کا عمل:

ایک موقعہ پر خود حضور ﷺ نے عصر کے بعد طواف فرمایا اور دو نوافل ادا فرمائے حضرت ابن ابی ملیکہ سے مروی ہے کہ:

"رسول اللہ ﷺ نے عصر کے بعد طواف فرمایا اور نوافل ادا کیے۔"[2]

حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہے کعبہ شریف پر ہاتھ رکھ کر فرمایا جو مجھے جانتا ہے فبہا جو نہیں جانتا وہ جان لے میرا نام جندب ہے اور میں صحابی رسول ہوں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا مکہ کے علاوہ عصر و فجر کے بعد نماز نہ ادا کی جائے۔[3]

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کسی کو کسی وقت بھی بیت اللہ کے طواف سے منع نہ کرو۔

1۔ حجۃ الوداع،۷۹۔

2۔ القریٰ،۲۱۔

3۔ اخرجہ الشافعی والبیہقی۔

اور جس وقت رات دن میں نماز ادا کرنا چاہے کر لے۔[1]

اس سے مراد طواف کے نوافل ہیں۔

حجر اسود کا استلام:

مقام ابراہیم پر ادائیگی نوافل کے بعد آپ ﷺ نے حجر اسود کا استلام فرمایا حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

آپ ﷺ نے دو رکعات نفل ادا فرمائے اس کے بعد پھر آپ نے حجر اسود کا استلام فرمایا۔[2]

مسلم کے الفاظ ہیں نوافل کے بعد:

پھر آپ ﷺ حجر اسود کی طرف لوٹے اور اس کا استلام فرمایا۔[3]

چشمہ زمزم پر:

اس کے بعد آپ ﷺ چشمہ زمزم پر تشریف لائے زمزم نوش فرمایا اور سر اقدس پر بھی ڈالا۔[4]

حضرت ملا علی قاری لکھتے ہیں کہ یہ بات صحت کے ساتھ ثابت ہے آپ ﷺ نے ادائیگی نوافل کے بعد حجر اسود کا استلام فرمایا۔ اس کے بعد:

1۔ ابو داؤد، نسائی، ترمذی۔

2۔ مسند احمد۔

3۔ المسلم، کتاب الحج۔

4۔ مسند احمد۔

آپ ﷺ زمزم پر تشریف لائے اسے نوش فرمایا اور سر اقدس پر بھی ڈالا۔[1]

پھر حجر اسود کا استلام:

زمزم نوش فرمانے کے بعد پھر حجر اسود کا استلام فرمایا۔ مسلم میں حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے ہے کہ:

مقام ابراہیم پر نوافل اور زمزم نوش فرمانے کے بعد آپ ﷺ حجر اسود کی طرف تشریف لائے اور اس کا استلام فرمایا۔[2]

علماء امت نے آپ ﷺ کے اس معمول کے پیش نظر لکھا ہے کہ جیسے طواف کی ابتدا حجر اسود کے استلام سے کی جاتی ہے اس طرح صفا و مروہ کی سعی کی ابتدا بھی اسی کے استلام سے کرنی چاہیے لہذا ہر وہ طواف جس کے بعد سعی ہو اس میں سعی سے پہلے استلام کرنا چاہیے امام مرغینانی لکھتے ہیں:

"ہر وہ طواف جس کے بعد سعی ہو اس میں استلام مستحب ہے کیوں کہ جس طرح طواف کا افتتاح استلام حجر سے کیا جاتا ہے اسی طرح سعی کی ابتدا بھی اس سے کی جانی چاہیے"۔[3]

صفا کی طرف:

www.ziaetaiba.com

حجر اسود کے استلام کے بعد آپ ﷺ باب صفا سے صفا (پہاڑی) کی طرف سعی کے لیے چلے جب آپ ﷺ اس کے قریب پہنچے تو یہ آیت مبارکہ

1۔ مرقاۃ المفاتیح، ۵: ۴۲۷۔
2۔ المسلم، کتاب الحج۔
3۔ البدایہ۔

تلاوت فرمائی۔

اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ

صفا و مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں۔ [1]

اور فرمایا ہم اس پہاڑی سے سعی کی ابتدا کریں گے جس کا ذکر ہمارے رب نے پہلے فرمایا ہے یعنی صفا سے سعی کی ابتدا کریں گے اسی لیے فقہا ائمہ اربعہ نے فرمایا:

سعی کی ابتدا صفا سے کرنا واجب ہے۔

اگر کسی نے سعی مروہ سے شروع کی تو اس کا اعتبار نہ ہوگا۔

صفا پر عروج:

آپ ﷺ صفا (پہاڑی) کے اوپر تشریف لے گئے یہاں تک کہ بیت اللہ دکھائی دینے لگا۔

آپ ﷺ نے کعبہ کی طرف رخ کیا اللہ تعالیٰ کی توحید بیان کرتے ہوئے یہ کلمات تین دفعہ پڑھے۔

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اس کا ذات و صفات میں ہرگز کوئی شریک نہیں، سلطنت اسی کی ہے، اسی کے لیے حمد ہے اور وہ ہر شی پر قادر ہے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جس نے اپنا وعدہ پورا فرمادیا، اپنے بندے کی مدد فرمائی تمام لشکروں کو اس نے تنہا شکست دے دی پھر دعا مانگی۔

1۔ البقرہ۔

ہاتھ اٹھا کر دعا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

"رسول اللہ ﷺ جب طواف سے فارغ ہوئے تو صفا کی پہاڑی کی طرف تشریف لائے اس پر چڑھے حتی کہ بیت اللہ نظر آنے لگا تو آپ ﷺ نے دونوں ہاتھ اٹھائے اللہ تعالیٰ کی حمد کی اور مشیت الٰہی کے مطابق دعا کی۔"[1]

مروہ کی طرف:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی اکرم اصفا سے اتر کر مروہ کی طرف روانہ ہوئے۔

جب آپ پست جگہ پر آئے تو درمیانی چال دوڑے حتی کہ جب بلند جگہ آئی تو آرام سے چلے۔[2]

حضرت حبیبہ بنت ابی تجراۃ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے میں نے رسول اللہ ﷺ کو صفا و مروہ کے درمیان سعی کرتے ہوئے دیکھا ہے:

آپ سعی فرما رہے تھے اور شدت سعی کی وجہ سے مبارک تہہ بند اڑ رہا تھا۔

اور آپ اصحابہ سے فرما رہے تھے:

"صفا و مروہ کے درمیان سعی کیا کرو اللہ تعالیٰ نے تم پر سعی لازم کر دی ہے"۔

1۔ المسلم، کتاب الحج۔

2۔ مسند احمد، ۳: ۳۲۰۔

www.ziaetaiba.com

صحابہ کے ذہن میں یہ بات بار بار آرہی تھی کہ ان پہاڑوں پر کفار نے بت رکھے ہوئے تھے اور وہ یہاں سعی کرتے تھے اور وہ یہاں سعی کرتے تھے ہمیں یہاں سعی نہیں کرنی چاہیے اس لیے آپ نے فرمایا یہ پہاڑیاں اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ہیں تم یہاں سعی کیا کرو۔[1]

حضرت ام ولد شیبہ بن عثمان سے ہے میں نے رسول اللہ ﷺ کو صفاو مروہ کے درمیان سعی کرتے ہوئے اور یہ فرماتے ہوئے سنا۔

"پست اور سنگریزوں والا حصہ تیزی سے طے کیا جائے۔"[2]

نوٹ: آج کل دوڑنے کی جگہ پست نہیں بلکہ برابر ہے وہاں سبز لائٹ کے نشان ہیں ان کے درمیان مرد حضرات درمیانی چال دوڑیں لیکن خواتین وہاں بھی آرام سے چلیں ام المومنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بعض خواتین کو دوڑتے ہوئے دیکھا تو فرمایا تمہیں ہمارا طریقہ نہیں آتا۔

"تمہارے لیے دوڑنا سنت نہیں ہے۔"[3]

سعی اور اضطباع:

روایات میں یہ بھی ملتا ہے کہ آپ ﷺ نے جب صفاو مروہ میں سعی فرمائی تو اس وقت آپ ﷺ حالت اضطباع میں تھے بنو یعلی بن امیہ میں سے بعض نے بیان کیا ہے۔

1۔ بخاری و مسلم۔
2۔ النسائی، کتاب المناسک۔
3۔ القری، ۳۷۰۔

www.ziaetaiba.com

"میں نے رسالت مآب ﷺ کو صفا و مروہ میں حالت اضطباع میں سعی کرتے ہوئے دیکھا۔"[1]

اس روایت کو حافظ ابن کثیر نے "البدایہ" میں اور شیخ محب الدین طبری نے "القری" میں نقل کیا ہے، شیخ طبری نے اس کے بعد لکھا:

"اضطباع، طواف میں سنت ہے اور مشہور یہی ہے کہ سعی میں بھی سنت ہے۔"[2]

عظیم محدث امام نووی مسئلہ اضطباع کی تفصیل میں لکھتے ہیں "جب آدمی طواف سے فارغ ہو جائے تو اضطباع ختم کر کے نماز ادا کرے اور جب نماز سے فارغ ہو جائے تو دوبارہ اضطباع کر کے صفا و مروہ میں سعی کرے۔"[3]

نوٹ: حنفی مقلد دوران سعی اضطباع نہیں کریں۔ یہ عمل امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہما کے نزدیک ہے۔ احقر نسیم احمد صدیقی

مروہ پر:

آپ ﷺ جب مروہ پہاڑی تک پہنچے تو اس کے اوپر چڑھے حتی کہ بیت اللہ نظر آنے لگا قبلہ کی طرف رخ فرمایا اس طرح حمد و دعا کی جیسے صفا پر کی تھی۔

سعی کے درمیان دعا:

(۱) ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے رسول اللہ ﷺ دوران سعی یہ دعا پڑھا کرتے:

1۔ مسند احمد، ۴: ۳۲۳۔
2۔ القری، ۳۷۳۔
3۔ کتاب الایضاح، ۲۳۲۔

رَبِّ اغۡفِرۡ وَارۡحَمۡ وَاهۡدِنِيۡ السَّبِيۡلَ الۡاَقۡوَمَ

اے میرے رب معاف فرمادے، رحم فرما اور مجھے سیدھے اور صحیح راہ پر استقامت عطا فرما۔

(۲) بنو نوفل قبیلہ کی ایک صحابیہ کا بیان ہے نبی کریم ﷺ نے صفا و مروہ کے درمیان یہ دعا مانگی۔

رَبِّ اغۡفِرۡ وَارۡحَمۡ اِنَّكَ اَنۡتَ الۡاَعَزُّ الۡاَكۡرَمُ

اے میرے رب معاف فرما اور رحم فرما بلاشبہ تیری ذات اقدس نہایت ہی عزت والی اور بزرگ و برتر ہے۔[1]

واضح رہے آج کل صفا سے کعبہ نظر آتا ہے مگر مروہ کے آگے تعمیرات کی وجہ سے کعبہ نظر نہیں آتا تو وہاں کعبہ کی طرف رخ کر لینا ہی کافی ہو گا۔

مروہ پر اعلان:

سعی کا اختتام آپ ﷺ نے مروہ پر کیا اور اعلان فرمایا جس کے ساتھ قربانی کا جانور نہیں وہ عمرہ مکمل ہوتے ہی احرام کھول دے اور پھر حج کے لیے آٹھ ذوالحج کو مکہ سے احرام باندھ لے اور جن کے ساتھ قربانی ہے وہ عمرہ کے بعد احرام نہ کھولیں بلکہ اسی احرام سے حج کریں۔

چونکہ دور جاہلیت سے یہ بات چلی آرہی تھی کہ حج کے دنوں میں عمرہ کی ادائیگی گناہ ہے اس لیے صحابہ نے عرض کیا: یارسول اللہ کیا ہمارے لیے ہر شی حلال ہو جائے گی فرمایا:

1۔ القری لقاصد ام القری،۳۶۸۔

www.ziaetaiba.com

"جب تم پر احرام کی پابندیاں ختم ہو گئیں تو ہر شی حلال ہو جائے گی۔"

ایک روایت میں ہے فرمایا:

"تم حالت حلال میں ہو۔ حتی کہ ترویہ کا دن (آٹھ ذوالحج) آجائے تو تم حج کا احرام باندھو"

اب صحابہ کے ذہن میں یہ بات آرہی تھی کہ آپ ﷺ تو احرام کھول نہیں رہے ہم آپ سے پہلے احرام کیسے کھول لیں کیوں کہ ان اہل محبت پر آپ ﷺ سے پہلے کوئی کام کرنا نہایت دشوار تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

"اے صحابہ اگر بعد میں معلوم ہونے والی بات مجھے پہلے معلوم ہو جاتی تو میں ساتھ قربانی نہ لاتا۔"

ایک اور روایت کے الفاظ ہیں:

"اگر میرے ساتھ قربانی نہ ہوتی تو میں بھی احرام کھول دیتا۔"

بس آپ ﷺ کے یہ فرمانے کی دیر تھی:

"تو تمام لوگوں نے احرام کھول کر حجامت کروالی البتہ حضور ﷺ اور جن صحابہ کے ساتھ ھدی تھی انہوں نے احرام کو جاری رکھا۔"

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ:

"ہم نے بیویوں سے فائدہ اٹھایا خوشبو لگائی، لباس پہن لیا حالانکہ ہمارے اور یوم عرفہ کے درمیان صرف چار راتیں باقی تھیں۔" [1]

1۔ المسلم، کتاب الحج۔

احرام کھولنے والوں میں آپ ﷺ کی ازواج مطہرات بھی تھیں کیوں کہ ان کے ساتھ قربانی کے جانور نہ تھے بخاری و مسلم میں ہے:

چونکہ امہات المومنین نے ساتھ قربانی کے جانور نہ تھے اس لیے انہوں نے بھی احرام کھول دیا۔

آپ ﷺ کی صاحبزادی سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے بھی اس وجہ سے احرام کھول دیا جیسا کہ آگے آ رہا ہے۔

احرام نہ کھولنے والے:

احرام نہ کھولنے والوں میں نبی اکرم ﷺ کے علاوہ حضرت ابو بکر، حضرت عمر، حضرت علی، حضرت طلحہ، حضرت زبیر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم شامل ہیں۔ [1]

یہ اجازت تا قیامت ہے:

جب آپ ﷺ نے یہ اعلان فرمایا کہ جن کے ساتھ ھدی نہیں وہ عمرہ کر کے احرام کھول دیں تو صحابی رسول حضرت سراقہ بن جعشم رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

یارسول اللہ یہ جو آپ نے حج کے ساتھ عمرہ کی اجازت دی ہے۔ یہ صرف اسی سال کے لیے ہے یا ہمیشہ کے لیے ہے؟

تو آپ ﷺ نے مبارک دونوں ہاتھوں کی انگلیاں ایک دوسرے میں داخل کیں اور فرمایا یہ صرف اسی سال کے لیے نہیں بلکہ اجازت ہمیشہ کے لیے ہے۔

1۔ حجۃ الوداع،۸۹۔

اسی روایت کے تحت امام زرقانی جمور علما سے اس روایت کا معنی نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ حج کے مہینوں میں تاقیامت عمرہ کی ادائیگی جائز ہے اور مقصد دور جاہلیت کا بطلان اور رد ہے۔[1]

نوٹ: صفا و مروہ کے درمیان یہ سعی آپ ﷺ نے پہلے طواف کی طرح پیدل ہی فرمائی تھی۔

مقام ابطع کی طرف روانگی:

آپ ﷺ نماز ظہر کا وقت شروع ہونے سے پہلے عمرہ سے فارغ ہوئے اور مقام ابطع (وادی محصب) پر قیام کے لیے روانہ ہوگئے۔ تمام صحابہ بھی آپ کے ساتھ تھے، نماز ظہر آپ نے وہاں جاکر ادا فرمائی اس کا دوسرا نام بطحا بھی ہے حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

نوٹ: اب یہ جگہ معاہدہ کے نام سے معروف ہے اور یہاں گورنر مکہ اور وزارت داخلیہ کے دفاتر واقع ہیں۔ احقر نسیم صدیقی غفرلہ

زوال سے پہلے آپ ﷺ مقام بطحا کی طرف تشریف لے گئے، وہاں وضو فرما کر نماز ظہر دو رکعت ادا فرمائی آپ کے سامنے نیزہ بطور سترہ نصب تھا۔[2]

1۔ زرقانی، ۱۱: ۹۳۸۸۔

2۔ مسند احمد، ۴: ۳۰۹۔

سرخ خیمہ میں قیام:

وہاں آپ ﷺ کا قیام خیمہ میں تھا جس کا رنگ سرخ تھا امام صالحی لکھتے ہیں:

"پھر آپ ﷺ روانہ ہوئے تمام لوگ آپ کے ساتھ تھے حتی کہ مکہ کے جانب مشرق مقام ابطح پر چمڑا کے سرخ رنگ کے خیمہ میں قیام پذیر ہوئے۔"[1]

یہ جگہ اس وقت شہر مکہ سے باہر مشرق کی جانب تھی شیخ خالد ابو صالح اس مقام کے بارے میں رقمطراز ہیں:

یہ مکہ سے باہر وادی محصب سے متصل مقام ہے۔[2]

صحابہ کی محبت کا ایک حسین منظر:

حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے "میں ابطح کے مقام پر رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا آپ ﷺ سرخ خیمہ میں تشریف فرما تھے، حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اذان دی انہوں نے اذان میں دائیں بائیں منہ بھی پھیرا جس جگہ آپ ﷺ نے جماعت کروانی تھی اس کے سامنے انہوں نے بطور سترہ نیزہ نصب کیا اور پھر آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔

جب بلال خیمہ سے باہر آئے تو ان کے ہاتھوں میں آپ ﷺ کے وضو سے بچا ہوا پانی تھا۔ جیسے ہی صحابہ نے وہ مقدس پانی دیکھا:

1۔ سبل الہدی، ۸: ۴۶۷۔

2۔ حاشیہ علی حجۃ الوداع، ۲۱۷۔

تو تمام نے وہ پانی ہاتھوں میں لے کر اپنے چہروں پر سجانا شروع کر دیا۔

پھر آپ ﷺ نماز پڑھانے کے لیے خیمہ سے باہر تشریف لائے آپ نے سرخ دھاری دار چادر اوڑھ رکھی تھی میں نے آگے بڑھ کر آپ ﷺ کا دست مبارک پکڑا۔

تو میں نے بھی اسے اپنے چہرے پر ملا تو وہ برف سے زیادہ ٹھنڈا اور کستوری سے زیادہ خوشبودار تھا۔

اس موقعہ پر مجھے آپ ﷺ کی مبارک پنڈلیاں دیکھنے کا شرف ملا جو کبھی بھولتا ہی نہیں، صورت حال یہ ہے:

میں اب بھی ان کی چمک دمک کا مشاہدہ کر رہا ہوں۔ [1]

یمن سے حضرت علی کی آمد:

آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت خالد بن ولید کے بعد یمن کا امیر بنا کر بھیجا ہوا تھا وہاں سے وہ حضرت ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ اور دیگر ساتھیوں سمیت حضور ﷺ کے ساتھ حج کی ادائیگی کے لیے مکہ پہنچے ان کی ملاقات آپ ﷺ سے اسی مقام ابطح میں ہی ہوئی حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے ساتھ قربانی لائے تھے جب کہ حضرت ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ کے ساتھ قربانی نہ تھی۔

www.ziaetaiba.com

جو نیت رسول اللہ کی:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے "جب حضرت علی رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کی خدمت میں پہنچے تو آپ نے پوچھا علی احرام کے وقت کیا نیت کی تھی؟

1۔ البخاری، ۱: ۵۰۲۔

عرض کیا یا رسول اللہ میں نے یہ نیت کی تھی:

جو نیت میرے نبی ﷺ نے کی ہے وہی میری ہے۔[1]

اسی طرح حضرت ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے میں یمن سے حج کے لیے آیا تو اس وقت رسول اللہ ﷺ مقام بطحاء میں تشریف فرما تھا آپ ﷺ نے مجھ سے پوچھا ابو موسی کس کا احرام باندھا تھا؟

عمرہ کا یا حج کا؟ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ میں نے یوں نیت کی تھی:

میں اس کا احرام باندھ رہا ہوں جس کا رسول اللہ ﷺ نے باندھا[2]

چونکہ میرے ساتھ قربانی نہ تھی اس لیے آپ ﷺ نے فرمایا طواف وسعی کر کے احرام کھول دو۔

حضرت علی اور سیّدہ عالم (خاتون جنت):

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ہے جب میں حج کے لیے پہنچا سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ملاقات ہوئی تو دیکھا انہوں نے احرام کھول دیا ہے میں نے کہا تم نے یہ کیا کیا؟ انہوں نے بتایا رسول اللہ ﷺ نے ایسے تمام لوگوں کو حکم دیا ہے جن کے پاس قربانی نہ تھی کہ وہ احرام کھول دیں اس لیے میں نے بھی احرام کھول دیا ہے میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے اس کی تصدیق فرمائی، مجھے فرمایا چونکہ تمہارے پاس ھدی ہے اس لیے تم عمرہ کر کے احرام نہ کھولو بلکہ اسی احرام سے حج بھی ادا کرو۔[3]

1۔ البخاری، ۱: ۲۱۱۔
2۔ البخاری، ۱: ۲۱۱۔
3۔ المواہب مع زرقانی، ۱۱: ۳۹۳۔

قیام کی مدت:

مقام ابطح میں آپ ﷺ اتوار کا بقیہ حصہ، پیر، منگل، بدھ اور اگلی رات وہاں بسر فرمائی گویا مکہ میں منی جانے سے پہلے آپ کا قیام چار دن رہا، وہاں آپ ﷺ اتوار کی ظہر سے لے کر جمعرات کی فجر تک بیس نمازیں ادا فرمائیں اور انہیں قصر فرمایا۔

ان دنوں حرم کعبہ تشریف آوری:

اس قیام کے دوران آپ ﷺ حرم کعبہ تشریف لائے یا نہیں؟ اس بارے میں اگرچہ اختلاف ہے ابن قیم اور حافظ ابن کثیر وغیرہ کی رائے یہی ہے کہ آپ ﷺ حرم کعبہ تشریف نہیں لائے لیکن دیگر علماء کی رائے یہ ہے آپ تشریف لاتے رہے یہ دوسری رائے ہی مختار ہے کیوں کہ بعض شواہد ایسے ہیں جن سے واضح ہوتا ہے کہ ان دنوں حرم کعبہ میں آپ کی تشریف آوری ہوئی۔

(ا) سات ذوالحج کا خطبہ:

یہ بات مسلمہ ہے آپ ﷺ نے سات ذوالحج کو خطبہ دیا جس میں منی روانگی سے لوگوں کو آگاہ فرمایا یہ خطبہ مکہ میں ہوا نہ کہ مکہ سے باہر کیوں کہ طبقات ابن سعد میں ہے:

"یوم ترویہ (آٹھ ذوالحج) سے پہلے سات ذوالحج کو آپ ﷺ نے مکہ میں خطبہ دیا۔"

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ:

www.ziaetaiba.com

سات ذوالحج کو رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو خطبہ دیا اور مناسک کی تعلیم دی۔[1]

اور یہ خطبہ مسجد حرام میں ہی تھا حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے:
رسول اللہ ﷺ نے خطبہ دیا تو آپ کی پشت مبارک مقام ملتزم کی طرف تھی۔[2]

اس خطبہ میں یہ بھی تعلیم تھی ہر آدمی تم میں سے یہ کوشش کرے:
آٹھ ذوالحج کی ظہر کی نماز منی میں ادا کرے۔[3]

انہی سے دوسری روایت کے یہ الفاظ منقول ہیں اس حجۃ الوداع کے موقعہ پر رسول اللہ ﷺ نے:

بیت اللہ کا دروازہ پکڑا پھر لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا اے مسلمانو! درج ذیل چیزیں قیامت کی علامات ہیں۔ نماز ضائع کرنا، شہوات کی پیروی اور حکمرانوں کا خائن و ظالم ہونا اور وزراء کا فاسق و فاجر ہونا۔[4]

خود حافظ ابن کثیر نے ایک مقام پر ساتویں دن خطبہ کا ذکر کرتے ہوئے کہا ہے:

یہ بات منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے آٹھ ذوالحج سے پہلے دن خطبہ ارشاد فرمایا تھا اس دن کو "یوم زینت" کا نام دیا جاتا ہے کیوں کہ اس میں قربانیوں کو مزین کیا جاتا تھا۔[5]

www.ziaetaiba.com

1۔ السنن اکبری، ۵: ۱۱۱۔
2۔ القری، ۳۷۶ بحوالہ مسند احمد۔
3۔ القری، ۳۷۵۔
4۔ حجۃ الوداع، ۹۱۔
5۔ البدایہ، باب حجۃ الوداع۔

اسی وجہ سے جمہور علماء کی رائے ہے کہ سات ذوالحج کو امیر حج خطبہ دے اور یہ خطبہ دینا سنت ہے۔

(۲) بیت اللہ کا طواف:

شیخ محب الدین طبری نے "السیرۃ لملا" کے حوالے سے نقل کیا ہے

جس دن آپ ﷺ منی کی طرف روانہ ہوئے اس دن:

آپ ﷺ نے بیت اللہ کا طواف فرمایا۔[1]

یہ شواہد واضح کر دیتے ہیں کہ آپ ﷺ ان دنوں حرم کعبہ تشریف لائے تھے۔

مکہ سے منی روانگی:

آپ ﷺ نے آٹھ ذوالحج (یوم الترویہ) بروز جمعرات فجر کی نماز مقام ابطح میں ادا فرمائی، جن لوگوں نے عمرہ کر کے احرام کھول دیا تھا انہوں نے یہیں سے حج کا احرام باندھ لیا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

ہم نے مقام ابطح سے احرام باندھا۔[2]

چاشت کے وقت آپ ﷺ مکہ سے منی روانہ ہوئے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے جب آپ ﷺ کو سواری لے کر اٹھی تو آپ نے بلند آواز سے تلبیہ شروع فرمایا۔

1۔ القری، ۳۷۷۔
2۔ المسلم، کتاب الحج۔

حضرت بلال کی خدمت:

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے ہمیں صحابہ نے بتایا جب رسول اللہ ﷺ آٹھ ذوالحج کو منیٰ روانہ ہوئے تو آپ ﷺ کی سواری کے ایک جانب حضرت بلال رضی اللہ عنہ تھے ان کے ہاتھ میں ایک لکڑی تھی:

جس پر کپڑا تھا جس کے ذریعے وہ رسول اللہ ﷺ پر سایہ کر رہے تھے۔[1]

تاکہ دھوپ سے آپ ﷺ محفوظ رہیں۔

ظہر کی نماز منیٰ میں:

آپ ﷺ نے آٹھ ذوالحج کی نماز ظہر منیٰ میں ادا فرمائی حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے رسول اللہ ﷺ نے:

آٹھ ذوالحج کی نماز ظہر تا نو ذوالحج کی نماز فجر منیٰ میں ادا کیں۔[2]

رات منیٰ میں:

مذکورہ روایت سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ آپ ﷺ نے آٹھ ذوالحج کی ظہر کی نماز سے نو ذوالحج کی فجر کی نماز تک پانچ نمازیں منیٰ میں ادا فرمائیں۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے ہے جب آٹھ ذوالحج کا دن آیا تو ہم لوگ حج کا احرام باندھ کر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ منیٰ روانہ ہوئے۔

1۔ البدایہ، باب حجۃ الوداع۔

2۔ مسند احمد، ۱: ۲۹۷۔

آپ ﷺ نے ہمیں وہاں ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور فجر کی نماز پڑھائی۔
یاد رہے یہ جمعہ کی رات تھی۔

نو ذوالحج کو عرفات روانگی:

نو ذوالحج جمعۃ المبارک کو آپ ﷺ نے فجر کی نماز منی میں ادا فرمائی
حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں آپ ﷺ نے تمام لوگوں کو اپنی اپنی جگہ بیٹھے رہنے کا حکم دیا اور پھر ان کلمات سے اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کی۔

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ

اللہ سب سے بلند ہے اللہ سب سے بزرگ برتر ہے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ سب سے بڑا ہے اللہ سب سے بڑا ہے اور تمام حمد اللہ کے لیے ہے۔

اور یہ تکبیر ہر نماز کے بعد ایام تشریق کے آخری دن عصر کے بعد تک جاری رہی۔[1]

طلوع آفتاب کے بعد روانگی:

پھر آپ ﷺ منی میں ٹھہرے رہے یہاں تک کہ سورج اچھی طرح طلوع ہو گیا۔ فرمایا: عرفات کے پاس مقام نمرہ میں میرے لیے خیمہ لگاؤ، اس کے بعد آپ ﷺ میدان عرفات کی طرف روانہ ہوئے، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اس روانگی کا منظر یوں بیان کرتے ہیں کہ:

1۔ کتاب الدعوات للبیہقی۔

www.ziaetaiba.com

"ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ منیٰ سے عرفات روانہ ہوئے۔ ہم میں سے کچھ لوگ تلبیہ پڑھ رہے تھے اور کچھ تکبیر اور ہم تکبیر کہہ رہے تھے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہے:

تلبیہ پڑھنے والے نے تلبیہ پڑھا اسے کسی نے منع نہ کیا اور تکبیر کہنے والے نے تکبیر کہی اسے بھی کسی نے منع نہ کیا۔[1]

ابن سعد کے الفاظ ہیں:

آپ ﷺ نے دونوں کو ساعت فرمانے کے باوجود کسی کو منع نہیں فرمایا۔[2]

طریق ضب پر:

آپ ﷺ عرفات کی طرف ضب کے راستہ پر تشریف لے گئے اور واپسی عازمین کے راستہ سے ہوئی۔ ضب اس پہاڑ کا نام ہے جو مسجد خیف کے پاس سے شروع ہوتا ہے اس راستہ کی نشاندہی کرتے ہوئے شیخ عبد الفتاح حسین لکھتے ہیں۔

جب اس راستہ پر عرفات کی طرف چلو تو مسجد مزدلفہ تمہارے بائیں ہاتھ ہو جاتی ہے اب حج کے موقعہ پر عرفات جانے کے لیے اسی راستہ پر گاڑیاں چلتی ہیں۔

اسی طرح زمین کے بارے میں کہتے ہیں اب یہ پہاڑ اخشبین کے نام سے مشہور ہیں عرفہ اور مزدلفہ کے درمیان واقع ہیں۔

1۔ البخاری، کتاب الحج۔

2۔ طبقات ابن سعد جلد دوئم۔

جب اس راستہ پر عرفات کی طرف چڑھو تو مسجد مزدلفہ تمہارے دائیں طرف آئے گی پھر یہ راستہ مازمین کے درمیان سے گزرتا ہے۔[1]

یوم عرفہ کا مقام:

وقوف عرفات کے دن کو یوم عرفہ کہا جاتا ہے چونکہ اس دن حج کا سب سے بڑا اور اہم رکن ادا کیا جاتا ہے اس لیے اللہ تعالیٰ نے اسے بلند مقام اور فضیلت عطا فرما رکھی ہے اس حوالے سے کچھ چیزیں پڑھ لیں تاکہ اس دن کی قدر واہمیت ذہن میں آشکار ہو جائے اور اس میں بجائے گپیں مارنے کے اپنے رب کو منانے کی کوشش کریں اور عہد کر لیں آئندہ اس کے تعلق بندگی میں رشتہ مضبوط کرنے کی کوشش کریں گے۔

(۱) دوزخ سے سب سے زیادہ آزادی:

ام المومنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

عرفہ کے دن سے بڑھ کر کسی دن میں اللہ تعالیٰ دوزخ سے لوگوں کو آزاد نہیں فرماتا۔

اور اپنا قرب عطا فرماتے ہوئے ملائکہ میں فخر کرتا ہے اور فرماتا ہے یہ مجھ سے کیا چاہتے ہیں۔[2]

1۔ الافصاح ص ۲۷۱۔
2۔ المسلم، نسائی۔

www.ziaetaiba.com

(۲) ملائکہ میں فخر:

حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے منقول ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ اہل عرفہ پر عموما اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر خصوصا ملائکہ میں فخر فرماتا ہے۔[1]

(۳) شیطان کا سب سے زیادہ جلنا اور رونا:

حضرت طلحہ بن عبد اللہ بن کریز رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

یوم بدر کے بعد یوم عرفہ کے موقعہ پر شیطان جس قدر ذلیل، رسوا، حقیر اور جلنا اور چلاتا ہے اس قدر کسی اور دن میں نہیں اس کی وجہ یہ بیان فرمائی: وہ رحمتوں کا نزول اور بڑے بڑے گناہوں پر معافی ملتے ہوئے دیکھتا ہے۔

عرض کیا گیا یوم بدر پر زیادہ کیوں رویا؟ فرمایا اس کی وجہ یہ تھی: اس نے جبریل امین کو ملائکہ کی صفیں درست کرواتے ہوئے دیکھا۔[2]

(۴) گناہ معاف کر دیے:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب یوم عرفہ کا پچھلا پہر شروع ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ آسمان دنیا پر اپنے شایان شان جلوہ افروز ہو کر فرماتے ہیں ملائکہ ان لوگوں کو دیکھو جو میری خاطر غبار آلود ہیں۔ تم گواہ ہو جاؤ۔

1۔ القری، ۴۰۷۔

2۔ مؤطا۔

میں نے ان کے گناہ معاف فرمادیے۔[1]

مزدلفہ سے آگے:

قریش بطور تفاخر مزدلفہ سے آگے نہیں جایا کرتے تھے اور دوسرے لوگ عرفات جاتے تھے ان کے ذہن میں یہ تھا شاید رسول اللہ ﷺ عرفات نہیں فقط مزدلفہ تک ہی جائیں گے لیکن مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے یہ حکم دیا۔

ثُمَّ اَفِيۡضُوۡا مِنۡ حَيۡثُ اَفَاضَ النَّاسُ وَاسۡتَغۡفِرُوا اللّٰهَ

تم وہاں سے واپس پلٹو یہاں سے دوسرے لوگ پلٹتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے مغفرت مانگو۔[2]

یہاں لوگوں سے مراد عام لوگ نہیں بلکہ سیّدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام اور دیگر انبیاء مراد ہیں۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

آپ ﷺ مزدلفہ سے گزر کر عرفات تشریف لے گئے۔

یاد رہے دور جاہلیت میں بھی آپ ﷺ دوسرے لوگوں کے ساتھ عرفات میں وقوف کرتے اگرچہ باقی قریش مزدلفہ تک ہی جاتے اور کہتے ہم اللہ تعالیٰ کے پڑوسی ہیں ہم حرم سے باہر نہیں جائیں گے۔

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کا بیان ہے دور جاہلیت میں ایک دفعہ میرا حمار گم ہو گیا میں اس کی تلاش میں عرفات گیا تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو وہاں

1۔ القری،۴۰۷بحوالہ شرح السنۃ للبغوی۔

2۔ البقرہ،۱۹۹۔

www.ziaetaiba.com

لوگوں کے ساتھ وقوف کرتے ہوئے دیکھا جب بعد میں مسلمان ہوا تو معلوم ہوا اللہ تعالیٰ نے اسی جگہ کو مقام وقوف بنایا ہے۔[1]

مقام نمرہ پر:

پیچھے گزر چکا ہے آپ ﷺ نے مقام نمرہ پر خیمہ نصب کرنے کا حکم دیا تھا آپ کے حکم کے مطابق وہاں خیمہ نصب تھا حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

مقام نمرہ میں آپ کے لیے خیمہ نصب تھا اس میں آپ جلوہ افروز ہوئے۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے آپ ﷺ صبح جلدی منی سے روانہ ہو کر عرفات تشریف لائے۔

مقام نمرہ میں آپ ﷺ تشریف فرما ہوئے۔[2]

صحابہ کا معمول:

اگرچہ حضور ﷺ کا دخول عرفات کے لیے غسل فرمانا مطالعہ میں نہیں آیا مگر صحابہ کرام کا معمول ضرور ملتا ہے کہ وہ جیسے دخول مکہ کے لیے غسل کرتے اسی طرح وقوف عرفات کے لیے غسل کیا کرتے۔

(۱) حضرت حارث بن عبد الرحمن کہتے ہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جب حالت احرام میں عرفات جاتے تو غسل کرتے۔[3]

1۔ المواہب اللدنیہ، ۱۱: ۳۹۶۔

2۔ ابوداؤد باب الخروج الی عرفۃ۔

3۔ القری، ۳۹۵۔

(۲) حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں ہے جب وہ وقوف کے لیے روانہ ہوتے تو غسل کرتے۔

(۳) حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے بارے عبد الرحمن بن یزید کہتے ہیں کہ

انہوں نے پیلو کے نیچے عرفات جانے کے لیے غسل کیا۔[1]

عظیم ماہر حدیث امام نووی حجاج کی رہنمائی کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

سنت یہ ہے کہ سورج ڈھلنے تک مقام نمرہ میں قیام کیا جائے اور جب سورج ڈھل جائے تو وقوف کے لیے حجاج غسل کر لیں۔[2]

آگے چل کر وقوف عرفات کے اداب و سنن بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

ان میں سے ایک یہ ہے کہ وقوف عرفات کے لیے غسل کیا جائے۔[3]

غالب گمان یہ ہے کہ انہوں نے (یعنی صحابہ کرام علیہم الرضوان) رسول اللہ ﷺ کو ایسے کرتے دیکھا ہے، امام محب الدین طبری نے باقاعدہ باب ماجاء فی الغسل للوقوف (وقوف عرفات کے لیے غسل کا بیان) قائم فرمایا ہے۔

نوٹ: آج کل ہمیں منی سے ہی غسل کر لینا چاہیے وہاں معقول انتظام ہے عرفات میں غسل کا کوئی انتظام نہیں۔

1۔ سنن سعید بن منصور۔

2۔ کتاب الایضاح، ۲۷۲۔

3۔ کتاب الایضاح، ۲۸۱۔

جب سورج ڈھل گیا:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے نو ذوالحج کو جب زوال کا وقت ختم ہونے لگا، سورج ڈھل گیا:

تو آپ ﷺ نے قصواء اونٹنی لانے کا حکم دیا جو تیار کر کے پیش کر دی گئی۔

بطن وادی میں:

آپ ﷺ قصوا اونٹنی پر سوار ہو کر بطن وادی میں تشریف لائے یہاں آپ ﷺ نے خطبہ حجۃ الوداع ارشاد فرمایا اس مقام کی نشاندہی اہل علم نے یوں کی ہے کہ مسجد نمرہ کی یہاں سے ابتدا ہوتی ہے یہی وہ مقام ہے جہاں رسول اللہ ﷺ نے خطبہ دیا اور ظہر و عصر کی نماز اکٹھی پڑھائیں شیخ عبداللہ بن جاسر مفید الانام میں لکھتے ہیں:

"مسجد نمرہ تمام کی تمام جگہ عرفات میں نہیں ہے منقول یہ ہے کہ اس کی ابتدائی دیوار و بنا اس مقام پر ہے جہاں رسول اللہ ﷺ نے سن دس ہجری کو عظیم خطبہ ارشاد فرمایا اور نماز ظہر و عصر دونوں کو بوقت ظہر اکٹھا ادا کیا تھا۔" [1]

www.ziaetaiba.com

مسجد نمرہ:

بعد میں اس مقام پر مسجد کی تعمیر ہوئی جو آج بھی مقام عرفات میں مسجد نمرہ کے نام سے مشہور ہے اس کا کچھ حصہ عرفات سے باہر اور کچھ حصہ عرفات

1۔ الافصاح، ۲۷۶۔

کے اندر ہے مسجد کے اندر حدود عرفات کی تختیاں لگی ہوئیں ہیں دونوں حصوں میں نماز ادا کی جاسکتی ہے۔

یہاں کا وقوف درست نہیں:

یہاں آپ نماز ادا کرسکتے ہیں مگر اس مقام پر وقوف درست نہیں۔
حضور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

وادی عرنہ کے علاوہ تمام عرفات جائے وقوف ہے۔[1]

اس لیے تمام امت کا اتفاق ہے کہ یہاں پر ٹھہرنا وقوف عرفہ شمار نہیں ہو گا آج کل اس مقام کے ارد گرد تار لگا دیے گئے ہیں تا کہ وہاں کوئی وقوف ہی نہ کرسکتے۔

سواری پر خطاب:

آپ ﷺ نے سواری پر ہی خطاب فرمایا حضرت خالد بن عداء بن ہوذہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

"میں نے رسول اللہ ﷺ کو عرفہ کے دن دیکھا لوگوں کو سواری پر خطبہ اس حال میں دے رہے کہ آپ کے مبارک پاؤں رکابوں میں تھے۔"

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

"رسول اللہ ﷺ نے اپنی اونٹنی قصواپر خطبہ ارشاد فرمایا۔"

1۔ الطبقات، ۲: ۱۷۳۔

حضرت نبیط رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

"میں نے رسول اللہ ﷺ کو مقام عرفات میں سرخ اونٹ پر خطبہ دیتے ہوئے دیکھا۔"[1]

حضرت عمرو بن خارجہ رضی اللہ عنہ سے ہے مجھے حضرت عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں اس وقت بھیجا جب آپ ﷺ عرفات میں تھے میں پہنچ کر آپ کی اونٹنی کے نیچے اس طرح کھڑا ہو گیا کہ:

اس کا لعاب میرے سر پر گر رہا تھا میں نے رسول اللہ ﷺ کو خطبہ دیتے ہوئے سنا۔[2]

تاقیامت انسانیت کے لیے کامل ہدایات:

آپ ﷺ اس موقعہ پر بڑا تفصیلی خطاب فرمایا جو آپ کی تمام تعلیمات کا نچوڑ اور روح ہے اس میں نجی زندگی سے لے کر بین الاقوامی معاملات کے لیے بنیادی اصول طے فرما دیے آج انسانیت کے احترام کا ڈھنڈوراء پیٹنے والے اس سے رائی کے دانہ کے برابر آگے نہ بڑھ سکے بلکہ جس نے بھی کوئی خیر حاصل کی ہے وہ اسی خطبہ سے ہے۔ خاص طور پر حاجی احبان اسے اس مقام پر پڑھیں جو یہاں پر ارشاد فرمایا گیا تھا اور عہد کریں ہم تمام زندگی اس کے مطابق بسر کرنے کی مسلسل کوشش و جدوجہد کریں گے۔ آیئے اس کے مطالعہ کا شرف پایئے۔

1۔ ابوداؤد، کتاب المناسک۔

2۔ الترمذی، کتاب الوصایا۔

خطبہ حجۃ الوداع

ایا الناس اسمعو قول فانی لا ادری لعلی لا القاکم بعد عامی هذا بهذا الموقف ابدا ایا الناس ان دماء کم و اموالکم علیکم حرام الی ان تلقوا ربکم کھرمة یومکم هذا و کحرمة شهرکم هذا وانکم ستلقون ربکم فسئا لکم عن اعمالکم و قد بلغت فمن کانت عنده امانة فلیودها الی من ائتمنه علیها وان کل ربا موضوع ولکن لکم رئوس اموالکم لاتظلمون ولا تظلمون قضی الله انه لا ربا وان ربا عباس بن عبدالمطلب موضوع کله وان کل دم کان فی الجاهلیة موضوع وان اول دمائکم اضع دم ابن ربیعة بن الحرث بن عبدالمطلب، وکان مسترضعا فی بنی لیث فقتلته هذیل فهو اول ما ابدا به من دماء الجاهلیة والعمد قود و شبه العمد ما قتل بالعضا والحجر و فیه مائة بغیر فمن زاد فهم من اهل الجاهلیة

لوگو! میری باتیں غور سو سنو کیوں کہ شاید اس سال کے بعد اس مقام پر میں پھر تم سے نہ مل سکوں۔ لوگو! اس وقت تک کہ تم اپنے رب سے جاملو، تمہارے خون اور تمہارے اموال ایک دوسرے پر اسی طرح حرام (محترم اور قابل تحفظ) ہیں۔ جیسے تمہارے اس دن کی حرمت ہے اور جیسے تمہارے اس مہینے کی حرمت ہے اور تم جلد ہی اپنے پروردگار سے ملوگے اور وہ تم سے تمہارے

اعمال کے بارے میں سوال کرے گا اور میں نے تم تک بات پہنچا دی۔ پس جس کسی کے پاس کوئی امانت ہو وہ اسے اس حقدار کو ادا کر دے جس نے امانت تفویض کی، اور تمام سود ساقط کر دیے گئے البتہ تم سرمایہ اصل کے حقدار ہو، نہ تم کسی پر ظلم کرو اور نہ تم پر ظلم کیا جائے۔ اللہ نے فیصلہ صادر کر دیا ہے کہ سود نہیں چلے گا۔ اور میں بہ حیثیت نمائندہ مختار کے اعلان کرتا ہوں کہ عباس بن عبدالمطلب کا سود سارے کا سارا کالعدم ہے اور دور جاہلیت کے خون (کے دعوے) تمام ختم کیے جاتے ہیں اور سب سے پہلے جس خون کے دعوے کو میں (قرابتدارانہ اختیار کی بنا پر) ختم کرتا ہوں، وہ ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب کا خون ہے جسے بنی سعد کے ہاں رضاعت کے دوران میں ہذیل نے قتل کر دیا تھا۔ یہ پہلا معاملہ ہے جس سے میں دور جاہلیت کے خون کے دعووں کو ختم کرنے کا آغاز کرتا ہوں۔

(☆ اور قتل عمد کے لیے قصاص ہے اور عمد کے مشابہ قتل جو لاٹھی یا پتھر (کی ضرب) سے واقع ہو جائے تو اس کے لیے سو اونٹ (بطور دیت) ہیں پھر جس کسی نے اس مقدور کو بڑھایا تو وہ اہل جاہلیت میں سے ہے۔)

اما بعد ایها الناس فان الشیطان قد یئس (من ان یعبد بارضکم هذاه ابدا ولکنه ان یطع فیما سری ذلك فقد رضی به مما یحقرون من اعمالکم فاعذروه علی دینکم ایها الناس ان النسئی زیادة فی الکفر یضل به الدین کفروا یحلونه عاما ویحرمونه عاما لیوطوا عدة ما حرم الله فیحلوا ما حرم الله و یحرموا ما احل الله وان الزمان قد استدار کهیئته یوم خلق الله السموات والارض وان عدة الهور عند

اللہ اثنا عشر شھرا منھا اربعۃ حرم: ثلاثۃ متوالیۃ و رجب مضر الذی بین جمادی و شعبان.

بعد ازیں اے لوگو! (میں یہ کہتا ہوں کہ) اب شیطان اس بات سے تو بالکل مایوس ہو چکا ہے کہ تمہاری اس سرزمین میں آئندہ کبھی بھی اس کی عبادت کی جائے گی لیکن یہ ممکن ہے کہ اس سے کم درجہ میں اس کی اطاعت کی جائے۔ سو اب وہ تمہارے انہی اعمال (گناہوں) پر مطمئن ہو چکا ہے جنہیں تم معمولی سمجھتے ہو۔ پس اپنے دین کے معاملے میں چوکنے رہو، اے لوگو! سال کے مہینوں کی ترتیب کو (اپنے مفاد کے تحت) بدلنا کفر کی روش میں ایک اضافہ ہے اس حرکت کی وجہ سے وہ لوگ مزید ہی میں ڈال دیے جاتے ہیں جنہوں نے کفر کا راستہ اختیار کیا جب کہ وہ کسی سال اس حرکت (فطری کیلنڈر میں تصرف) کو حلال کر لیتے ہیں اور کسی سال حرام ٹھہرا لیتے ہیں ان کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ (ہیر پھیر کر کے) ان مہینوں کی گنتی کو پورا کر لیں جنہیں اللہ نے محترم ٹھہرایا ہے پس (حقیقت میں) جو کچھ اللہ نے حرام کیا ہے اسے وہ حلال کر لیے ہیں اور جو کچھ حلال ٹھہرایا ہے اسے حرام قرار دے لیتے ہیں اور حق یہ ہے کہ آج زمانے (کا نظام ترتیب) گھوم پھر کر اسی دن کی (فطری) حالت پر آگیا ہے جب کہ اللہ نے آسمانوں اور زمین کی تخلیق کی تھی اور اللہ کے ہاں مہینوں کی تعداد بارہ ہے جس میں سے چار مقدس و محترم ہیں تین متواتر ہیں (یعنی ذیقعد، ذی الحجہ اور محرم) اور چوتھا ماہ رجب ہے، جو جمادی (مادی الاخری) اور شعبان کے درمیان آتا ہے۔

اما بعد ایها الناس فان لکم علی نسائکم حقا و لھن علیکم حقا لکم علیھن ان لا یوطن فرشکم احدا تکرھونه و علیھن ان لا یاتین بفاحشة مبینة فان فعلن فان الله قد اذن لکم ان تھجر ومن فی المضاجع و تضربوھن ضربا غیر مبرح فان انتھین فلھن رزقھن و کوتھن بالمعروف وانتوصوا بالنساء خیرا فانھن عندکم عوان لایملکن لانفسھن شیئا و انکم انما اخزتموھن بمانة الله واستحللتم فروجھن بکلمات الله ارقائکم! ارقائکم! اطعموھم مما تاکلون وا کسوھم مما تك سون فاعلوا ایها الناس قولی فانی قد بلغت و قد ترکت فیکم ما ان اعتصمتم به فلن تضلوا ابدا امرا بینا: کتاب الله وسنة نبیه۔ ایها الناس اسمعوا قولی واعقلوه، تعلمن ان کل مسلم اخ للمسلم، وان المسلمین اخوة فلا یحل لامری ء من اخیه الا ما اعطاه عن طیب نفس منه فلا تظلمن انفسکم اللھم ھل بلغت قالوا: اللھم نعم فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم اللھم اشھد

بعد ازیں، اے لوگو! (میں کہتا ہوں کہ) تمہیں اپنی عورتوں پر حق حاصل ہے اور تمہاری عورتوں کا تم پر حق آتا ہے، ان پر تمہارا حق یہ ہے کہ وہ تمہارے بستروں پر کسی کو نہ سونے دیں، جو کہ تمہارے لیے ناگوار ہے اور ان پر یہ بھی لازم ہے کہ وہ کھلی کھلی بیحیائی کی مرتکب ہوں پھر اگر وہ ایسا کریں تو ایسی صورت میں اللہ نے تمہیں اذن دیا ہے کہ تم انہیں (تادیبا) خواب گاہوں میں الگ کر دو اور (اگر اس سے بھی اصلاح نہ ہو تو) ان کو صرف اس حد تک بدنی سزا

دو کہ بدن پر نشان ڈالنے والی ضرب نہ لگے اور اگر اس سے وہ باز رہیں تو ان کو معروف طریقے کے مطابق (اچھے) کھانے اور پہناوے کا حق حاصل ہے۔

عورتوں کے بارے میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ ان کے ساتھ بھلائی کا رویہ اختیار کرو کیوں کہ وہ تمہارے زیر نگیں رکھی گئی ہیں وہ اپنے لیے خود کچھ نہیں کر سکتیں اور تم نے انہیں اللہ کی امانت کے طور پر حاصل کیا ہے اور ان کے جسموں کو (ازدواجی تعلق کے لیے) اللہ کے کلمات (احکام) کے تحت اپنے لیے حلال کے لیے۔

تمہارے غلام! تمہارے غلام! (ان کے بارے میں متفسیر ہو) ان کو وہی کھانا کھلاؤ جو کچھ تم خود کھاتے ہو اور ان کو ویسا ہی لباس پہناؤ جیسا تم پہنتے ہو۔ پس اے لوگو میری بات کو اچھی طرح سمجھو کیوں کہ میں نے پیغام پہنچا دیا اور میں نے تمہارے درمیان وہ چیز چھوڑی ہے جس کا سرشت اگر مضبوطی سے تھام رکھو گے تو تم ابد تک کبھی بھی گمراہ نہیں ہو گے وہ نہایت واضح حقیقت (شریعت) ہے۔ خدا کی کتاب اور اس کے رسول کی سنت اے لوگو! میری بات (غور سے) سنو اور اسے (عقل سے کام لے کر) سمجھو اچھی طرح جان لو ہر مسلم دوسرے مسلم کا بھائی ہے اور تمام مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں پس کسی شخص کے لیے اپنے بھائی کی طرف سے سوائے اس کے کوئی چیز (حاصل کرنا) روا نہیں جو کچھ وہ اپنی دلی رضامندی سے اسے دے دے پس (اس اصول کی خلاف ورزی کر کے) باہم وگر ظلم نہ کرنا۔

اے میرے پروردگار! کیا میں نے بات پہنچا نہیں دی؟.....

لوگوں نے کہا: ہاں، اے پروردگار (آپ نے بات پہنچادی) پھر رسول پاک ﷺ نے فرمایا: اے پروردگار! تو خود گواہ رہ![1]

قال ابن اسحق: وحدثنی یحیی بن عباد بن عبداله بن الزبیر عن ابیه عباد قال: کان الرجل الذی یصرخ فی الناس بقول رسول الله ﷺ و هو بعرفة ربیعة بن امیة بن خلف قال: یقول له رسول الله ﷺ: قل: ایها الناس، ان رسول الله ﷺ یقول: هل تدرون ای شهر هذا فیقوله لهم فیقولون: ال شهر الحرام، فیقول له: قل لهم: ان الله قد حرم علیکم دمائکم و اموالکم الی ان تلقوا ربکم کحرمة شهرکم هذا۔ ثم یقول: قل یایها الناس ان رسول اله ﷺ یقول: هل تدرون ای بلد هذا قال: فیمسرخ به، قال فیقولون: البلد الحرام قال فیقول قل لهم: ان اله قد حرم علیکم دمائکم و اموالکم الی ان تلقوا ربکم کحرمة بلدکم هذا قال: ثم یقول: قل یاایها الناس ان رسول الله ﷺ یقول: هل تدرون ای یوم هذا قال: فیقوله لهم فیقولون: یوم الحج الاکبر قال: فیقول: قل لهم ان الله قد حرم علیکم دمائکم و اموالکم الی ان تلقوا ربکم کحرمة یومکم هذا

ابن اسحق نے لکھا ہے کہ یحیی بن عباد بن عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے اپنے والد حضرت عباد سے یہ روایت کی ہے:

"اللہ کے رسول ﷺ جب عرفہ میں تھے تو جو شخص حضور کے ارشادات کو بلند آواز سے پکار کر لوگوں کے سامنے تھے وہ ربیعہ بن امیہ بن خلف

1۔ سیرۃ ابن ہشام، ج ۴۔

تھے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ ان سے ربیعہ سے فرماتے تھے: کہو کہ اے لوگو! اللہ کے رسول فرماتے ہیں کہ آیا تم سمجھتے ہو کہ یہ کونسا مہینہ ہے؟" پھر وہ (ربعیہ) یہی کہتے اور لوگ (جواب میں کہتے) مقدس مہینہ!"

پھر رسول اللہ ﷺ اس سے (ربیعہ سے) فرماتے: ان سے کہو کہ اللہ نے تم پر تمہارے خون اور اموال اس مہینے کی حرمت کی مانند حرام کر دیے ہیں اس وقت تک کے لیے کہ تم اپنے پروردگار سے جاملو پھر فرماتے کہ کہو اے لوگو! اللہ کے رسول کہتے ہیں کہ آیا تم سمجھتے ہو کہ یہ کونسا شہر ہے؟

راوی نے کہا کہ پھر وہ (ربیعہ) یہی بات پکارتے۔ راوی نے کہا کہ پھر لوگ (جواب میں) کہتے کہ "یہ مقدس شہر ہے"۔

راوی نے کہا کہ پھر حضور (ربیعہ سے) فرماتے کہ ان سے کہو کہ اللہ نے تم پر تمہارے خون اور تمہارے اموال اسی طرح حرام کر دیے ہیں جیسے اس شہر کی حرمت ہے اس وقت تک کے لیے کہ تم اپنے پروردگار سے جاملو۔

راوی نے کہا: پھر حضور ﷺ (ربیعہ سے) فرماتے کہ کہو: "اے لوگو! اللہ کے رسول اللہ ﷺ کہتے ہیں کہ آیا تم سمجھتے ہو کہ یہ کونسا دن ہے؟

راوی نے کہا: پس وہ (ربیعہ) اس سے یہی بات کہتے۔

پھر لوگ (جواب میں) کہتے: "یہ حج کا بڑا دن ہے۔"

راوی نے کہا، پھر حضور ﷺ (ربیعہ سے) فرماتے: "ان سے کہو کہ اللہ نے تم پر تمہارے خون اور اموال اسی طرح حرام کر دیے ہیں جس طرح اس دن کی حرمت ہے اس وقت تک کے لیے کہ تم اپنے پروردگار سے جاملو۔"[1]

1۔ سیرۃ ابن ہشام، ج ۴۔

ایھا الناس انہ لا نبی بعدی ولا امۃ بعد کم الا فاعبدوا ربکم وصلوا خمسکم وصوموا شھرکم وادوا زکاۃ اموالکم طیبۃ بھا انفسکم و تحجون بیت ربکم و اطیعوا ولات امرکم تدخلوا جنۃ ربکم

(مزید ایک روایت میں یہ کلمات شامل ہیں) اے لوگو! قطعی طور پر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے اور نہ تمہارے بعد کوئی (نئی) امت! پس اچھی طرح سن لو۔ اب تم اپنے رب کی عبادت کرو۔ نماز پنجگانہ ادا کرو، ماہ رمضان کے روزے رکھو، اپنے اموال کی زکوۃ پاکیزگی دل کے ساتھ صرف کرو، اپنے پروردگار کے گھر کا حج کرو۔ اپنے سرداران حکومت کی اطاعت کرو اور جنت میں جگہ پاؤ۔[1]

جمہرۃ الخطب میں یہ الفاظ ہیں:

فلا ترجعوا بعدی کفارا یضرب بعضکم رقاب بعض الا ھل بلغت اللھم اشھد ایھا الناس ان ربکم واحد وان اباکم واحد کلکم لادم و ادم من تراب ان اکرمکم عند الہ اتقاکم و لیس لعربی علی عجمی فضل الا بالتقوی.

(ایک اور روایت کے الفاظ یہ ہیں) پس میرے بعد کفر کی روش کی طرف نہ پلٹ جانا کہ تم میں سے کچھ لوگ دوسروں کی گردنیں مارنے لگیں

کیا میں نے بات پہنچا نہیں دی؟

1۔ معدن الاعمال: روایت ۱۱۰۸، ۱۱۰۹۔

اے اللہ! تو گواہ رہیو!

اے لوگو! بلاشبہ تم سب کا پروردگار ایک ہے، اور بلاشبہ تم سب کے آباء و اجداد ایک تھے۔ تم سب کے سب آدم سے ہو اور آدم مٹی سے اٹھائے گئے۔ اللہ کی بارگاہ میں تم میں سے زیادہ عزت وار وہ ہے جو تم میں سے زیادہ صاحب تقوی ہے۔ سن لو نہ کسی عربی کو کسی عجمی پر کوئی فضیلت ہے، نہ کسی عجمی کو کسی عربی پر اور نہ کسی گورے کو کالے پر نہ کسی کالے کو گورے پر سوائے اس کے کہ تقوی کی بنا پر (فضیلت) ہو۔

الا لا فضل لعربی علی عجمی ولا لعجمی علی عربی ولا لاحمس علی اسود ولاسود علی احمر الا بلتقوی الا ھل بلغت اللھم اشھد وانتم مسئولون عنی فما انتم قائلون قالوا نشھد انك قد بلغت الرسالة و نصحت الامة و کشفت الخمة و ادیب الامانة حق الاداء فقال ثلثا: اللھم اشھد اللھم اشھد، اللھم اشھد، فلیبلغ الشاھد الغائب ایھا الناس ان اللہ قد قسم لکل وارث نصیبه من المیراث ولا یجوز و میته فی اکثر من الثلث و الولد للفراش و للعاھر الحجر من ادعی الی غیر ابیه او تولی غیر موالیه فعلیه لعنة اللہ والملائکة والناس اجمعین لا یقبل منه صرف ولا عدل والسلام علیکم و رحمة اللہ

کیا میں نے بات پہنچا نہیں دی؟ اے اللہ! تو خود گواہ رہیو!

اور تم لوگوں سے میرے متعلق (آخرت میں) سوال کیا جائے گا تو پھر تم یا کہو گے؟

www.ziaetaiba.com

لوگوں نے کہا: "ہم شہادت دیتے ہیں کہ یقیناً آپ نے پیغام پہنچا دیا اور امت کو نصیحت فرمادی اور غبار کو صاف کر دیا اور امانت اس طرح ادا کر دی جیسا امانت کے ادا کرنے کا حق ہوتا ہے۔ پھر حضور ﷺ نے تین بار فرمایا:

اے اللہ! تو گواہ رہیو! اے اللہ تو گواہ رہیو! اے اللہ تو گواہ رہیو!

جو یہاں موجود ہے وہ (یہ باتیں) اس تک پہنچا دے جو یہاں موجود نہیں ہے۔ اے لوگو! اللہ نے ہر وارث کے لیے میراث میں سے حصہ مقرر کر دیا ہے اور وصیت ایک تہائی مال سے زائد کے لیے کرنا جائز نہیں ہے۔

اور لڑکا اس کا جس کے بستر پر پیدا ہوا، اور زانی کے لیے پتھر جس کسی نے اپنے آپ کو اپنے باپ کے سوا کسی اور سے منسوب کیا اور اپنے صاحب ولا کے سوا کسی اور سے تعلق جوڑا تو اس پر اللہ کی طرف سے لعنت ہے اور فرشتوں کی طرف سے اور انسانوں کی طرف سے اس جرم کا (قیامت کے دن) اس سے کوئی فدیہ یا عرضانہ قبول نہیں کیا جائے گا اور تم پر سلامتی ہو اور اللہ کی رحمت۔[1]

اذان و اقامت بلال:

خطبہ کے بعد حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم ہوا انہوں نے عرفات کی فضاؤں میں اذان کی صورت میں اللہ کی بڑائی اور حضور ﷺ کی رسالت کا اعلان کر کے لوگوں کو نماز کی دعوت دی۔

1۔ جمہرۃ الخطب۔

ظہر و عصر کی ادائیگی:

اقامت کے بعد آپ ﷺ نے نماز ظہر کی دو رکعتیں پڑھائیں پھر حضرت بلال نے اقامت کہی تو آپ ﷺ نے عصر کی دو رکعتیں پڑھائیں حدیث میں ہے پہلی اقامت کے بعد:

ظہر پڑھائی پھر دوسری تکبیر ہوئی عصر پڑھائی اور ان دونوں نمازوں کے درمیان آپ ﷺ نے کوئی نوافل وغیرہ ادا نہیں فرمائے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہے جب ظہر کی نماز کا وقت ہوا تو آپ ﷺ نے ظہر و عصر کو اکٹھا ادا فرمایا۔[1]

اس روایت نے یہ بھی واضح کر دیا کہ ان نمازوں کا اجتماع نماز ظہر کے قوت میں ہوا یعنی عصر کو ظہر کے وقت میں ہی ادا کر لیا گیا۔

وقوف کے لیے روانگی:

نماز ظہر و عصر کی ادائیگی سے فارغ ہو کر رسول اللہ ﷺ سوار ہوئے اور وقوف عرفات کے لیے عرفات میں داخل ہوئے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے جب آپ ﷺ نے نماز ادا فرمائی۔

تو رسول اللہ ﷺ سوار ہو کر مقام وقوف میں تشریف لائے۔[2]

یہاں سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ وقوف کا وقت زوال کے بعد شروع ہوتا ہے نہ کہ پہلے۔

1۔ ابوداؤد، کتاب المناسک۔
2۔ المسلم، کتاب الحج۔

وقوف کی جگہ:

آپ ﷺ عرفات میں کہاں ٹھہرے؟ اس بارے میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ہے جب آپ ﷺ جائے وقوف میں تشریف میں لائے۔

تو قصواء اونٹنی کا چہرہ پتھروں کی طرف تھا اور پیدل چلنے والوں کا اجتماع آپ کے سامنے تھا۔[1]

یہاں بطن سے مراد وجہ ہے امام قسطلانی فرماتے ہیں مختار یہی ہے کہ بطن سے مراد چہرہ ہے اب معنی یہ ہو گا:

آپ نے اونٹنی کا رخ پتھروں کی طرف کیا۔[2]

جبل رحمت:

یہ جگہ رحمت کے نام سے معروف ہے آج کل وہاں ستون بنا ہوا ہے اور یہ مقام عرفات کے درمیان ہے امام نووی فرماتے ہیں "عرفات تمام کا تمام جائے وقوف ہے لیکن اس کا سب سے افضل مقام وہ ہے یہاں رسول اللہ ﷺ نے قیام فرمایا اور وہ جبل رحمت کے دامن میں بچھے ہوئے پتھروں کے پاس ہے اور یہ جبل رحمت عرفات کے وسط میں ہے۔"[3]

1۔ المسلم، کتاب الحج۔

2۔ المواہب اللدنیہ، ۱۱: ۴۰۳۔

3۔ کتاب الایضاح، ۲۷۵۔

امام طبری اس کی حکمت لکھتے ہیں:

”اس جگہ کا انتخاب آپ انے شاید اس لیے فرمایا ہو کہ انبیاء علیہم السلام کی جائے وقوف ہے۔“[1]

رخ انور قبلہ کی طرف:

وقوف عرفات آپ ﷺ نے حالت سواری میں فرمایا اور آپ ﷺ کا رخ انور قبلہ کی طرف تھا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ وقوف عرفہ میں آپ کی کیفیت و حالت کا بیان یوں کرتے ہیں۔

آپ ﷺ نے رخ انور قبلہ کی طرف فرمایا۔

حالت سواری میں:

آپ ﷺ نے تمام وقوف حالت سواری میں فرمایا حافظ ابن کثیر احادیث کی روشنی میں لکھتے ہیں آپ ﷺ نے وقوف فرمایا۔

توزوال سے لے کر غروب آفتاب تک حالت سواری میں رہے۔[2]

اس سے واضح ہو جاتا ہے اگر کوئی آدمی گاڑی وغیرہ گاڑی چھت کی جانب سے کھلی ہے تو ٹھیک ہے اس لیے کہ وقوف کے وقت محل وقوف زمین تا آسمان کھلا ہوا کسی درخت کے نیچے یا خیمے کے نیچے ٹھیک نہیں میں بیٹھا لیٹا رہتا ہے تو اس کا وقوف بھی ہو جاتا ہے۔

1۔ القری ۳۸۷۔

2۔ البدایہ، حجۃ الوداع۔

وقوف عرفات کا مقام:

یاد رہے ارکان حج میں سب سے بلند مقام جس رکن کو حاصل ہے وہ وقوف عرفات ہے یہی وجہ ہے متعدد ارشادات عالیہ میں آپ ﷺ نے اس کے وقوف کو حج قرار دیتے ہوئے فرمایا۔

وقوف عرفات حج ہے۔[1]

وقوف کا وقت:

وقوف عرفات کا وقت نو ذوالحج کے زوال کے بعد سے لے کر دس ذوالحج کی طلوع فجر تک ہے، کوئی بھی شخص حالت احرام میں حج کی نیت سے اس وقت میں عرفات میں داخل ہو جائے اس کا حج ہو جائے گا اور کوئی شخص اس وقت میں عرفات میں داخل نہیں ہوتا تو اس کا حج نہیں ہو گا حضرت عبدالرحمن بن نعمر دیلمی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عرفات میں وقوف کر رہا تھا علاقہ جد کے کچھ لوگ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حج کے بارے میں عرض کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا حج وقوف عرفہ کا نام ہے۔

جس نے مزدلفہ کی طلوع فجر سے پہلے پہلے عرفات کے وقوف کو پالیا اس کا حج ادا ہو گیا۔[2]

1۔ النسائی، کتاب المناسک۔

2۔ النسائی، کتاب المناسک۔

اسی لیے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ:

جو مزدلفہ کی طلوع فجر سے پہلے عرفات میں وقوف نہ کر سکا اس کا حج فوت ہو گیا۔[1]

الغرض یہ اہم وقت نو ذوالحج کے زوال سے لے کر دس ذوالحج کی طلوع فجر تک ہے۔

عرفات میں معمولات نبوی:

اس اہم فریضہ کی ادائیگی کے موقعہ پر اللہ تعالیٰ کے حبیب ﷺ کے مبارک معمولات کیا تھے ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔

سب سے اہم معمول اللہ تعالیٰ سے مانگنا:

وقوف عرفہ میں آپ ﷺ کا سب سے اہم معمول اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنے لیے اور اپنی امت کے لیے دعا کرنا اور مانگنا ہے بلکہ آپ ﷺ نے اس دن دعا کو سب سے افضل عمل قرار دیا حضرت علی اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"دوران وقوف دعا سے بڑھ کر کوئی عمل افضل نہیں۔"[2]

www.ziaetaiba.com

افضل دعا کا دن:

اس دن کی دعا کو آپ ﷺ نے سب سے افضل دعا بھی قرار دیا۔

1۔ القری ۳۸۸ بحوالہ مؤطا۔

2۔ القری، ۳۹۹۔

حضرت عمرو بن شعیب اپنے دادا سے بیان کرتے ہیں کہ:

"رسول اللہ ﷺ نے یوم عرفہ میں دعا کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرمایا۔ سب سے افضل دعا عرفہ کے دن کی ہے۔"[1]

آپ ﷺ کی دعائیں:

یہاں ہم آپ ﷺ کی وہ دعائیں ذکر کر رہے ہیں جو اس نہایت ہی اہم موقعہ پر آپ نے کیں تھیں انہیں ترجمہ کے ساتھ اچھی طرح یاد و محفوظ کر لیں اور حالت وقوف میں بار بار انہیں خشوع و خضوع کے ساتھ مانگیں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عرفہ کے وقوف میں سب سے افضل دعا وہ ہے جو میں اور مجھ سے پہلے انبیاء علیہم السلام نے کی تھی۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَحدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِيْ بَصَرِيْ نُوْرًا وَّ فِيْ سَمْعِيْ نُوْرًا وَّ فِيْ قَلْبِيْ نُوْرًا. اَللّٰهُمَّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ وَ يَسِّرْ لِيْ اَمْرِيْ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ وَسْوَاسِ الصَّدْرِ وَ شَتَّاتِ الْاَمْرِ وَ شَرِّ فِتْنَةِ الْقَبْرِ وَ شَرِّ مَا يَلِجُ فِي اللَّيْلِ وَ شَرِّ مَا يَلِجُ فِي النَّهَارِ وَ شَرِّ مَا تَهُبُّ بِهِ الرِّيَاحُ وَ شَرِّ بَوَالِقِ الدَّهْرِ.

اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت و پوجا کے لائق نہیں، اس کا ذات و صفات میں کوئی ہم پلہ نہیں، اے اللہ تمام سلطنت تیری ہے، حمد تیرے لیے ہے اور ہر شی پر قادر ہے اے اللہ میری آنکھوں میں نور، کانوں میں نور اور دل میں نور پیدا فرما دے، اے اللہ میرے لیے میرا سینہ کھول دے، میرے لیے میرے

1۔ الترمذی، کتاب الدعوات۔

معاملات آسان فرمادے اے اللہ میں سینے کے وسواس سے امور کی بہتات سے، فتنہ قبر کے شر سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔[1]

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں حجۃ الوداع کے موقعہ پر آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے حضور یہ دعا بھی کی تھی:

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ تَسۡمَعُ کَلَامِیۡ وَ تَرٰی مَکَانِیۡ وَ تَعۡلَمُ سِرِّیۡ وَعَلَانِیَّتِیۡ وَلَا یَخۡفٰی عَلَیۡكَ شَیۡءٌ مِّنۡ اَمۡرِیۡ اَنَا الۡبَائِسُ الۡفَقِیۡرُ الۡمُسۡتَغِیۡثُ الۡمُسۡتَجِیۡرُ الۡوَجِلُ الۡمُشۡفِقُ الۡمُقِرُّ الۡمُعۡتَرِفُ بِذَنۡبِہٖ، اَسۡئَالُكَ مَسۡاَلَۃَ الۡمِسۡکِیۡنِ وَ اَبۡتَھِلُ اِلَیۡكَ اِبۡتِھَالَ الذَّلِیۡلِ وَ اَدۡعُوۡكَ دُعَا الۡخَائِفِ الضَّرِیۡرِ، مَنۡ خَضَعَتۡ لَكَ رَقَبَتَہٗ وَفَاضَتۡ لَكَ عِبۡرَۃٌ وَّ ذَلَّ لَكَ جَدُّہٗ وَ رَغِمَ لَكَ اَنۡفُہٗ اَللّٰھُمَّ لَا تَجۡعَلۡنِیۡ بِدُعَاكَ رَبِّ شَقِیًّا وَّ کُنۡ بِیۡ رَءُوۡفًا رَّحِیۡمًا یَا خَیۡرَ الۡمَسۡئُوۡلِیۡنَ وَیَا خَیۡرَ الۡمُعۡطِیۡنَ.

اے اللہ تو میری گفتگو سن رہا ہے، تو میری جگہ کو دیکھ رہا ہے تو میرے باطن و ظاہر سے آگاہ ہے، میرا کوئی بھی معاملہ تجھ سے مخفی و پوشیدہ نہیں، میں محتاج، حاجت مند مدد کا طالب، پناہ کا طالب ڈرنے والا، خوف کرنے والا اپنے گناہوں کا اعتراف و اقرار کرنے والا ہوں، میں تجھ سے مسکین کی طرح مانگ رہا ہوں میں تیری بارگاہ میں کمزور و عاجز کی طرح زاری کر رہا ہوں، تجھ سے میں اس کی طرح مانگ رہا ہوں جو نہایت گھاٹے اور خسارے والا ہو کر تیرے سامنے گردن جھکا دیتا ہے تیری بارگاہ میں آنسو بہاتا ہے، اس کا جسم تیری بارگاہ میں کانپتا ہے اس کی ناک تیری بارگاہ میں خاک آلود ہوتی ہے۔

1۔ السنن الکبری، ۵: ۱۱۷۔

امت کے لیے دعا:

اس موقعہ پر آپ ﷺ نے امت کے لیے جو دعائیں کیں ان کے بارے میں حضرت عباس بن مرداس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے:

عرفہ کے دن پچھلے پہر اپنی امت کے لیے بخشش و مغفرت اور رحمت کی بہت زیادہ دعا کی۔

تو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ سے فرمایا:

میں نے آپ کی دعا قبول فرمالی مگر ظالم کو معاف نہیں کروں گا۔

آپ نے عرض کیا: اے میرے رب آپ اس پر قادر ہیں کہ مظلوم کو ظالم کے ظلم کے مقابلہ میں بہتر اجر عطا فرمادیں اور اس ظالم کو معاف فرمادیں مگر دعا کا یہ حصہ اللہ تعالیٰ نے اس شام قبول نہ فرمایا۔

مزدلفہ میں پھر دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے قبول فرمالی۔[1]

اس کی تفصیل وقوف مزدلفہ میں آئے گی۔

عرفات میں تلبیہ:

عرفات میں دعاؤں کے ساتھ ساتھ آپ ﷺ کا تلبیہ پڑھنا بھی منقول ہے حضرت عکرمہ بن خالد مخزومی کے بارے میں مروی ہے ان کے ہاں مقام عرفات میں تلبیہ پڑھنے پر گفتگو چل نکلی تو کہنے لگے کیا تمہیں علم نہیں رسول اللہ ﷺ نے عرفات میں تلبیہ پڑھا تھا اور پھر بیان کیا میں نے آپ ﷺ کو صحابہ کے جھرمٹ میں وقوف عرفات کرتے ہوئے دیکھا تو آپ پڑھ رہے تھے۔

1۔ البدای، حجۃ الوداع۔

میں حاضر ہوں اے اللہ، میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں یقینا آخرت کی بھلائی ہی اصل بھلائی ہے۔[1]

عرفات جاتے ہوئے تلبیہ کے بارے میں پیچھے گزر چکا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کچھ لوگ ہم میں سے تلبیہ کہہ رہے تھے اور کچھ تکبیر، آپ ﷺ نے سننے کے باوجود کسی کو منع نہیں فرمایا۔

ہاتھ اٹھا کر مساکین کی طرح دعا:

آپ ﷺ نے وہاں جس قدر دعائیں کیں ان میں آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دامن دل کے ساتھ ہاتھ بھی پھیلائے ہوئے تھے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے۔

میں نے رسول اللہ ﷺ کو عرفات میں یوں دعا مانگتے ہوئے دیکھا، ہاتھ سینے تک اٹھائے ہوئے تھے اور جیسے کوئی مسکین کسی سے کھانا مانگتا ہے اس طرح اپنے رب سے مانگ رہے تھے۔[2]

ایک ہاتھ اٹھائے رکھا:

حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

جب آپ ﷺ بارگاہ الٰہی میں ہاتھ پھیلائے دعا کر رہے تھے تو سواری کی نکیل گر گئی تو آپ ﷺ نے ایک مبارک ہاتھ سے نکیل کو پکڑا مگر دوسرا دعا کے لیے اٹھائے رکھا۔[3]

1۔ سنن سعید بن منصور۔
2۔ السنن الکبری، ۶: ۱۱۷۔
3۔ النسائی، کتاب المناسک۔

دودھ نوش فرمالیا:

عرفہ کے دن صحابہ کو اس میں شک لاحق ہوا کہ رسالت مآب ﷺ آج حالت روزہ میں ہیں یا نہیں۔ بعض کی رائے تھی کہ آپ ﷺ حالت زوزہ میں ہیں اور بعض اس کا انکار کر رہے تھے ہم نے دودھ کا پیالہ آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں بھیجا، اس وقت آپ ﷺ سواری پر وقوف فرمارہے تھے تو آپ نے اسے نوش فرمایا۔

مسلم کے الفاظ ہیں کہ:

آپ وقوف فرمارہے تھے ہم نے دودھ کا پیالہ بھیجا تو آپ ﷺ نے اس سے نوش فرمالیا اور لوگ آپ ﷺ کا دیدار پارہے تھے۔[1]

جس سے واضح ہوگیا آپ ﷺ عرفہ کے دن روزہ میں نہ تھے۔

روز قیامت تلبیہ کہتے ہوئے:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے ہم عرفات میں حضور ﷺ کے ساتھ وقوف کررہے تھے تو اچانک ایک حاجی سواری سے گر گئے گردن ٹوٹ جانے کی وجہ سے ان کا وصال ہوگیا آپ ﷺ نے ان کے غسل و کفن کے بارے میں ہدایات دیتے ہوئے فرمایا انہیں دو ہی کپڑوں میں کفن دو۔ انہیں خوشبو نہ لگانا، ان کے سر کو دھونی نہ دینا اور نہ ہی کفن کو کیوں کہ روز قیامت اللہ تعالیٰ انہیں اسی حال میں اٹھائے گا اور یہ تلبیہ کہہ رہے ہوں گے۔[2]

1۔ المسلم، کتاب الصیام۔

2۔ البخاری، کتاب جزاء الصید۔

یعنی انہیں حالت احرام میں ہی دفن کر دو یہ اسی حال میں روز قیامت اٹھیں گے۔

تکمیل دین کا اعلان:

اسی مقام عرات میں ہی آپ ﷺ پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی جس میں یہ اعلان کر دیا کہ آپ ﷺ پر شریعت کا نزول مکمل ہو رہا ہے اور اس کے بعد کوئی دین اور شریعت نہ ہو گی اب تا قیامت آپ ﷺ کی نبوت و رسالت اور شریعت ہو گی ارشاد فرمایا۔

آج میں نے مکمل فرما دیا تمہارے لیے تمہارا دین اور تمام کر دی تم پر اپنی نعمت اور پسند کر لیا تمہارے لیے میں نے اسلام کو بطور دین۔[1]

طارق بن شہاب کہتے ہیں ایک یہودی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس آکر کہنے لگا اے امیر المومنین تمہاری کتاب میں ایک آیت مبارکہ ہے اگر وہ ہم پر نازل ہوتی تو ہم نازل ہونے والے دن کو یوم عید قرار دیتے آپ نے پوچھا وہ کونسی آیت ہے کہنے لگا:

الیوم اکملت لکم والی آیت

آپ نے فرمایا:

اللہ کی قسم میں اس دن کو جانتا ہوں جب یہ آیت مبارکہ رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوئی اور میں اس وقت گھڑی سے بھی آگاہ ہوں جس میں یہ آیت آپ ﷺ پر نازل ہوئی تھی اور وہ جمعہ کے دن عرفہ کا پچھلا پہلا تھا۔[2]

1۔ المائدہ۔

2۔ البخاری، کتاب الایمان۔

www.ziaetaiba.com

یعنی تم تو ایک عید بناتے ہمارے لیے تو اس دن کئی عیدیں ہیں۔ وہ عرفات کا دن ہونے کے ساتھ ساتھ جمعہ کا دن ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اہل اسلام کے لیے عید کا دن قرار دیا ہے۔

سورج ڈوب گیا:

نو ذوالحج کو جب اچھی طرح سورج ڈوب گیا تو آپ ﷺ نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو اپنے پیچھے سوار کیا اور عرفات سے مزدلفہ کی طرف روانہ ہوئے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

آپ ﷺ عرفات میں وقوف کیے ہوئے تھے کہ سورج ڈوب گیا اور تھوڑی تھوڑی زرد بھی ختم ہوی جو سورج کی ٹکیا کے غروب کے وقت ہوتی ہے آپ نے حضرت اسامہ کو اپنے پیچھے بٹھایا اور عرفات سے کوچ فرمایا۔

حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے:

"مجھے عرفہ کی شام حضور ﷺ کے پیچھے سواری کرنے کا شرف حاصل ہوا۔ جب سورج ڈوب گیا تو آپ ﷺ نے کوچ فرمایا۔"[1]

یاد رہے یہ وقت نہایت ہی قیمتی ہوتا ہے عصر کے بعد ہی بسوں میں آکر بیٹھ جانا اور گپیں لگانا ہرگز مناسب نہیں بلکہ غروب آفتاب تک حجاج کو اپنی اپنی جگہ دعائیں مانگتے رہنا چاہیے۔ اگر سواری نہ بھی ملی تو کوئی بات نہیں آدمی پیدل مزدلفہ آسکتا ہے بشرطیکہ کمزور نہ ہو اور نہ ہی سامان زیادہ ساتھ ہو۔

1۔ مسند احمد، ۵: ۲۰۵۔

خصوصی رحمت کا وقت:

پیچھے آپ یوم عرفہ کی فضیلت کا مطالعہ کر چکے ہیں اس دن میں کس قدر اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کا نزول ہوتا ہے یہاں صرف اتنا عرض کرنا ہے کہ یہ واپسی کا وقت نہایت ہی اہم ہوتا ہے تابعی بزرگ حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ صحابہ و تابعین کے حوالے سے نقل کرتے ہیں۔

ان کی رائے یہ تھی کہ امیر حج کی واپسی کے موقع پر مغفرت و بخشش کا نزول ہوتا ہے۔[1]

سوچیے جو شخص پہلے ہی بھاگ نکلا کیا وہ اس خصوصی رحمت سے محروم نہ ہو جائے گا؟ اے اللہ ہمیں ہر موقعہ پر صبر و شکر کی توفیق عطا فرما۔

آرام سے روانگی:

جب مزدلفہ کی طرف آپ ﷺ کی سواری روانہ ہوئی تو آپ نے اس کی نکیل خوب کھینچ کر رکھی وئی تھی تاکہ زیادہ تیز نہ چلے بلکہ درمیانی چال چلے حضرت عروہ کہتے ہیں میں حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھا ان سے پوچھا گیا۔

حجۃ الوداع کے موقع پر آپ ﷺ نے جب عرفات سے کوچ فرمایا تو روانگی کی رفتار کیسی تھی؟

انہوں نے بتایا:

آپ ﷺ کی سواری درمیانی چال چل رہی تھی ہاں جب اژدحام نہ ہوتا تو تیز چلتے۔[2]

1۔ سنن سعید بن منصور۔

2۔ البخاری، کتاب الحج۔

آرام سے چلو:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے جب عرفہ کے دن آپ ﷺ مزدلفہ کی طرف روانہ ہوئے تو آپ نے پیچھے سے اونٹوں کو مارنے اور سخت سست کہتے ہوئے سنا۔

تو آپ نے عصا مبارک سے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا لوگو! آرام سے چلو اونٹوں کا دوڑانا نیکی نہیں۔ [1]

انہی سے دوسری روایت میں ہے کہ جب لوگوں نے تیز چلنے کی کوشش کی تو آپ ﷺ نے منادی کو حکم دیا۔

تو اس نے یہ اعلان کیا لوگو! گھوڑوں اور سواریوں کو دوڑانا نیکی نہیں۔ [2]

حضرت مجاہد کہتے ہیں چونکہ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو آپ ﷺ نے عرفات سے روانگی کے وقت اپنے ساتھ سوار فرمالیا تھا اس لیے لوگوں نے ان سے پوچھا ہیں روانگی کے بارے میں بتاؤ تو انہوں نے فرمایا جب آپ ﷺ عرفات سے واپس لوٹے تو اونٹنی کی نکیل خوب کھینچ کر رکھی ہوئی تھی اور دست اقدس کے اشارہ سے لوگوں کو فرما رہے تھے۔

آرام سے چلو آرام سے چلو۔ [3]

آج کل گاڑیوں کا معاملہ ہے جلد بازی سے کام نہیں لینا چاہیے تاکہ کوئی نقصان نہ ہو جائے۔

1۔ البخاری، کتاب الحج۔
2۔ مسند احمد، ۱: ۲۵۱۔
3۔ مسند احمد، ۵: ۲۰۸۔

مازمین کا راستہ:

آپ نے پہلے پڑھا منی سے عرفات روانگی براستہ "ضب" ہوئی تھی جب آپ ﷺ عرفات سے واپس مزدلفہ روانہ ہوئے تو یہ دوسرا راستہ تھا جسے "مازمین" کا راستہ کہا جاتا ہے یہ عرفات مزدلفہ کے درمیان دو پہاڑ ہیں۔

شیخ عبدالفتاح حسین لکھتے ہیں:

اب اخشبین کے نام سے معروف ہیں۔[1]

مزدلفہ کے راستہ میں تلبیہ:

مزدلفہ کی طرف جاتے ہوئے راستہ میں آپ ﷺ مسلسل تلبیہ پڑھتے رہے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ:

نبی اکرم ﷺ مزدلفہ کے راستہ میں عرفات سے واپسی پر مسلسل تلبیہ کہتے رہے یہاں تک کہ آپ مزدلفہ داخل ہوگئے۔[2]

اس کا یہ معنی نہیں کہ مزدلفہ آکر ختم کردیا کیوں کہ حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت اسامہ اور حضرت فضل رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں کہ:

"رسول اللہ ﷺ نے جب سے حج کا احرام باندھا تلبیہ شروع فرمایا اور تلبیہ جاری رکھا حتی کہ جمرہ عقبہ کی رمی کے وقت تلبیہ کہنا ختم کیا۔"[3]

1۔ الافصاح، ۲۷۱۔

2۔ اخبار مکہ۔

3۔ بخاری و مسلم۔

حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ:

"میں عرفات سے حضور ﷺ کے ساتھ مزدلفہ لوٹا تو میں نے دیکھا آپ ﷺ نہایت سکون و وقار سے سفر فرما رہے تھے۔ اپنی سواری کو روک رہے تھے اور آپ نے جمرہ عقبہ کی رمی تک تلبیہ جاری رکھا۔"[1]

نماز آگے جاکر:

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

"جب آپ ﷺ مزدلفہ تشریف لا رہے تھے تو "شعب اذخر" پر اترے بول کیا اور وضو فرمایا لیکن کامل وضو نہ کیا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا نماز مغرب کی تیاری ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا نماز آگے چل کر ادا ہو گی۔"[2]

اس شعب کے بارے میں امام قسطلانی لکھتے ہیں:

شعب اذخر مازمین کے درمیان راستہ کے بائیں طرف جگہ ہے۔

امام قسطلانی لکھتے ہیں کہ:

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے یہاں آپ ﷺ نے جس پانی سے وضو فرمایا وہ زمزم تھا۔[3]

حضرت عبد اللہ بن عمر کا معمول:

حضرت انس بن سیرین سے منقول ہے میں نے ایک دفعہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ عرفات میں قیام کیا جب ہم مزدلفہ کی طرف روانہ

1۔ القری، ۴۱۵۔
2۔ البخاری، کتاب الحج۔
3۔ المواہب اللدینہ، ۱۱: ۴۱۳۔

ہوئے جب ہم اس گھاٹی پر پہنچے تو انہوں نے سواری بٹھائی ہم نے سواریاں بٹھا دیں اور محسوس کیا شاید آپ نماز مغرب ادا کریں گے لیکن آپ کے خادم نے ہمیں بتایا نماز کا ارادہ نہیں بلکہ بات یہ ہے کہ:

رسول اللہ ﷺ جب اس مقام پہنچے تھے تو آپ نے یہاں قضا حاجت کیا تو عبداللہ بھی اس مقام پر قضاحاجت کرنا پسند کرتے ہیں۔[1]

حضرت امام نافع سے روایت ہے کہ:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نماز مغرب اور عشاء مزدلفہ میں ہی اکٹھیں ادا کرتے تھے لیکن اسی گھاٹی سے گزرتے جہاں سے رسول اللہ ﷺ گزرے۔ اور آپ نے استنجا اور وضو فرمایا[2]

راستہ میں سوال:

حضرت ابو سوید بن حجیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے مجھے میرے خالو نے بیان کیا کہ مجھے مزدلفہ اور عرفات کے درمیان حضور ﷺ کی زیارت و ملاقات کا شرف نصیب ہوا۔ میں نے آپ کی سواری کی نکیل تھام لی اور عرض کیا یارسول اللہ وہ کونسی چیز ہے جو مجھے جنت کے قریب اور مجھے دوزخ سے دور کر دے؟ آپ ﷺ نے فرمایا نماز فرض ادا کرو، زکوۃ ادا کرو، بیت اللہ کا حج کرو اور جو لوگ تم لوگوں سے چاہتے ہو کہ وہ تمہارے ساتھ کریں خود تم ان کے ساتھ وہی کرو اور جو تم ناپسند کرتے ہو وہ تم نہ کرو۔[3]

1۔ مسند احمد، ۲: ۳۱۔
2۔ البخاری، کتاب الحج۔
3۔ القری، ۴۱۸۔

مزدلفہ میں جلوہ افروزی:

آپ ﷺ مزدلفہ میں جلوہ افروز ہوئے اور فرمایا:

میں یہاں ٹھہر رہا ہوں اور مزدلفہ تمام کا تمام جائے وقوف ہے۔[1]

یعنی مزدلفہ میں حاجی کسی جگہ بھی ٹھہر جائے اس کا وقوف درست ہوگا، آج کل حدود عرفات کی طرح مزدلفہ کی حدود کے بھی ہر طرف بورڈ آویزاں ہیں ان حدود کے اندر داخل ہونا ضروری ہے کچھ لوگ حدود شروع ہونے سے پہلے ہی وقوف کر لیتے ہیں جو ہرگز ہرگز درست نہیں۔

وادی محسر میں وقوف درست نہیں:

مزدلفہ اور منیٰ کے درمیان ایک وادی ہے جس کا نام "محسر" ہے اس میں وقوف درست نہیں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ہے مزدلفہ تمام کا تمام جائے وقوف ہے لیکن: وادی محسر سے دور رہو۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے کہ:

وادی محسر کے علاوہ تمام مزدلفہ جائے وقوف ہے۔[2]

کامل وضو:

پیچھے گزرا راستہ میں آپ ﷺ نے وضو فرمایا لیکن وہ کامل نہ تھا بلکہ صرف ایک ایک مرتبہ اعضا کو دھویا تھا حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب آپ ﷺ مزدلفہ پہنچے تو آپ ﷺ نے کامل وضو فرمایا۔

1۔ بخاری و مسلم۔
2۔ موطا۔

نماز مغرب وعشاء کی ادائیگی:

پھر اذان دی گئی اور آپ ﷺ نے نماز مغرب پڑھائی یہ تین رکعتیں تھیں اور پھر نماز عشاء کی دو رکعتیں پڑھائیں۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ:

رسول اللہ ﷺ نے مزدلفہ میں ایک اقامت کے ساتھ مغرب وعشاء کو جمع فرمایا نہ ان کے درمیان کچھ پڑھا اور نہ ان کے بعد۔[1]

انہی سے دوسری روایت میں ہے کہ:

آپ ﷺ نے مغرب کی تین اور عشاء کی دو رکعتیں ایک اقامت کے ساتھ ادا فرمائیں۔[2]

بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ مغرب کی نماز سواریاں بٹھانے سے پہلے ادا کی پھر سواریاں اپنی اپنی جگہ بٹھائی گئیں پھر نماز عشاء ادا کی گئی اور پھر سامان اتارا گیا حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ:

"آپ ﷺ نے مغرب پڑھائی پھر ہر آدمی نے اپنی اپنی جگہ سواری کو بٹھایا پھر تکبیر کہی گئی اور آپ نے عشاء پڑھائی۔"[3]

مسلم کی روایت میں ہے کہ:

مغرب کی نماز ادا کی پھر لوگوں نے سواریاں اپنی جگہ پر بٹھائیں لیکن سامان نہ اتارا حتی کہ نماز عشاء پڑھائی پھر سامان اتارا۔

1۔ البخاری، کتاب الحج۔
2۔ المسلم، کتاب الحج۔
3۔ البخاری، کتاب الحج۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا معمول بھی اس کی تائید کرتا ہے

عبدالرحمن بن یزید کا بیان ہے:

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ مزدلفہ پہنچے تو انہوں نے ایک آدمی کو اذان کا حکم دیا۔ پھر نماز مغرب ادا کی اس کے بعد دو رکعات بھی ادا کیں پھر شام کا کھانا منگوایا اور تناول فرمایا پھر ایک آدمی کو اذان و تکبیر کا کہا پھر انہوں نے نماز عشاء ادا کی۔ [1]

نوٹ: اس روایت میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مغرب کی دو سنتوں کا پڑھنا بھی ثابت ہو رہا ہے، امام نووی نے تصریح کی ہے کہ حجاج سنن مؤکدہ ترک نہ کریں۔

کمزور اور ضعیف خواتین کو اجازت:

کمزور اور ضعیف مردوں، خواتین اور بچوں کو حضور ﷺ نے رات کو ہی چاند غروب ہونے کے بعد منی جانے کی اجازت مرحمت فرمادی تاکہ صبح کے وقت اژدھام سے بچ سکیں اور اژدھام سے پہلے صبح کے وقت یہ رمی بھی کر سکیں

ام المومنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے ہم مزدلفہ میں ٹھہرے ہوئے تھے ام المومنین حضرت سودہ رضی اللہ عنہا چونکہ سست رفتار تھیں اس لیے انہوں نے لوگوں کے اژدھام سے پہلے منی جانے کی اجازت چاہی۔

"آپ ﷺ نے اجازت دے دی اور اژدھام سے پہلے منی چلی گئیں اور ہم صبح تک مزدلفہ رہے۔ اس کے بعد فرمایا کرتیں اگر میں بھی اجازت لے لیتی تو بہتر ہوتا۔" [2]

1۔ البخاری، کتاب الحج۔

2۔ البخاری، کتاب الحج۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے:

”رسول اللہ ﷺ نے اپنے اہل میں سے کمزور، خواتین کو رات ہی کو مزدلفہ سے منیٰ روانہ کر دیا تھا اور انہیں نصیحت بھی فرمائی۔ طلوع آفتاب سے پہلے جمرہ عقبہ کو رمی نہ کریں۔“[1]

ایک مقام پر اپنے بارے میں کہتے ہیں:

”میں ان لوگوں میں شامل تھا، جنہیں رسول اللہ ﷺ نے مزدلفہ کی رات اپنے کمزور اہل کے ساتھ منیٰ روانہ کر دیا تھا۔“

دوسرے مقام پر مزدلفہ سے سحری کے وقت چلنے کی تصریح بھی کرتے ہیں:

رسول اللہ ﷺ نے مزدلفہ سے بوقت سحری سامان دے کر مجھے منیٰ بھیج دیا۔[2]

ایک روایت میں اپنے والد حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے بارے میں کہتے ہیں کہ:

رسول اللہ ﷺ نے انہیں فرمایا چچا عباس تم کمزور اور خواتین کو لے کر چلے جاؤ اور صبح کی نماز منیٰ میں جا کر ادا کرو۔[3]

الغرض کمزور، عاجز اور ضعیف خواتین کو طلوع فجر سے پہلے مزدلفہ سے نکلنے کی اجازت ہے۔

1۔ مسند احمد، ۱: ۳۴۴۔
2۔ المسلم، کتاب الحج۔
3۔ الطحاوی۔

پھر آپ آرام فرما ہوئے:

نماز عشاء سے فارغ ہو کر آپ ﷺ آرام فرما ہو گئے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

پھر رسول اللہ ﷺ طلوع فجر تک لیٹ گئے۔ [1]

اس رات آپ ﷺ نے نوافل وغیرہ کے لیے قیام نہ فرمایا حالانکہ راتوں کو بیدار رہنا اور قیام کرنا آپ ﷺ کا محبوب معمول تھا لیکن منی سے صبح روانگی سے لے کر مزدلفہ کی عشاء تک آپ ﷺ سخت مصروف وقت بسر فرمایا پھر اگلے دن صبح (دس ذوالحج) متعدد کام کرنا تھا مثلا رمی، تریسٹھ اونٹوں کی قربانی اور طواف زیارت کے لیے مکہ روانگی وغیرہ تو اس لیے آپ ﷺ نے آج رات آرام فرمایا یہ بھی حجاج کے لیے شفقت ورحمت ہے اگر آپ ﷺ اس رات قیام فرماتے تو امت پر یہ قیام لازم ہو جاتا جو سخت دشوار تھا، کچھ لوگوں کا کہنا یہ ہے کہ آپ ﷺ نے نماز تہجد ادا فرمائی تھی لیکن شاہ ولی اللہ دہلوی اور مولانا بحر العلوم نے اس کی تردید کی ہے ، مولانا بحر العلوم لکھتے ہیں، حدیث میں الفاظ ہیں آپ ﷺ طلوع فجر تک آرام فرما ہوئے۔

جو واضح طور پر اس بات کی نشاندہی کر رہے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس رات، رات کے نوافل ادا نہیں فرمائے۔

حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی ترک نوافل کی حکمت یوں لکھتے ہیں:

اجتماعات میں بہت سے مستحبات آپ ﷺ اس لیے ترک فرما دیتے تھے تاکہ لوگ اسے سنت موکدہ ہی نہ بنالیں۔

1۔ المسلم کتاب الحج۔

جب فجر طلوع ہوئی:

جب دس ذوالحج بروز ہفتہ مزدلفہ میں فجر طلوع ہوئی تو رسول اللہ ﷺ بیدار ہوئے اور معمول سے کچھ پہلے نماز فجر ادا فرمائی حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

جب نماز صبح کا وقت شروع ہوا تو آپ ﷺ نے اذان و اقامت کے ساتھ نماز فجر ادا فرمائی۔ (المسلم، کتاب الحج)[1]

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں ہے:

"رسول اللہ ﷺ ہر نماز اپنے وقت پر ہی ادا فرمایا کرتے تھے مگر دو نمازیں۔ مغرب و عشاء کا جمع کرنا اور نماز فجر کا وقت سے پہلے ادا کرنا۔"[2]

اس سے بعض لوگوں کو مغالطہ ہو گیا کہ آپ ﷺ نے مزدلفہ میں نماز فجر وقت سے پہلے ادا کی حالانکہ تمام روایات میں یہ ثابت ہے کہ طلوع فجر کے بعد آپ ﷺ نے نماز فجر ادا فرمائی، اس روایت کا معنی محدثین نے یہ فرمایا ہے کہ اس دن آپ ﷺ نے فجر کی نماز اپنے سابقہ معمول سے کچھ پہلے ادا فرمائی تھی، نہ کہ وقت سے پہلے۔

امام شعبی بیان کرتے ہیں مجھے حضرت عروہ بن مفرس رضی اللہ عنہ نے بتایا میں آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں مزدلفہ کے مقام پر فجر کے وقت حاضر ہوا اور عرض کیا یارسول اللہ میں "جبل طی" سے حاضر ہوا ہوں میں نے بڑا سفر کیا اور سواری کو تھکا دیا ہے میں ہر پہاڑ پر وقوف کرتا آیا ہوں، کیا میرا حج ادا ہو جائے گا"

1۔ حجۃ اللہ البالغہ۔
2۔ البخاری، کتاب الحج۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

”جو شخص ہمارے ساتھ مزدلفہ میں اس نماز (فجر) میں شریک ہوا اور واپسی تک ہمارے ساتھ ٹھہرا اور اس سے پہلے وہ عرفات میں دن یا رات کو ٹھہر چکا تھا اس کا حج ہو جائے گا۔“[1]

امت کے لیے خوشخبری:

پیچھے عرفات میں امت کے لیے دعا کے تحت گزر چکا ہے آپ ﷺ نے دعا کی تھی مگر اس کا ایک حصہ اس شام قبول نہیں ہوا تھا آج صبح پھر آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دوبارہ دعا کی اللہ تعالیٰ نے قبول فرمالی جس پر آپ ﷺ نے خوب تبسم فرمایا حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے عرض کیا:

”ہمارے ماں باپ آپ پر فدا و قربان، اللہ تعالیٰ آپ کو ہمیشہ خوش و خرم رکھے“

آج آپ اس قدر کیوں تبسم فرمارہے ہیں؟“

شیطان کا سر پہ مٹی ڈالنا:

آپ نے فرمایا: جب شیطان کو اس بات کا علم ہوا اللہ تعالیٰ نے میری دعا قبول فرماکر میری امت کی مغفرت و بخشش فرمادی ہے تو وہ

”مٹی اٹھا اٹھا کر اپنے سر پر ڈال رہا ہے اور وہ یہ کہتے ہوئے چیخ و پکار کر رہا ہے میں تو مارا گیا جب میں نے اس کی یہ جزع افزع دیکھی تو ہنس پڑا۔“[2]

1۔ ابوداؤد، کتاب المناسک۔

2۔ ابوداؤد، ابن ماجہ۔

بعض لوگوں نے کہا ہے کہ یہ روایت قابل ذکر نہیں کیوں کہ اسے امام ابن جوزی نے موضوعات میں شامل کیا ہے حالانکہ یہ بات درست نہیں حافظ ابن حجر عسقلانی نے باقاعدہ اس پر مستقل کتاب لکھی جس کا نام "قوۃ الحجاج فی عموم المغفرۃ للحجاج" جس میں انہوں نے سب سے پہلے اسی حدیث پر گفتگو کی ہے، اس کے قابل استدلال ہونے دلائل کا ذکر کر کے فرماتے ہیں۔

ان تمام کا تقاضا یہی ہے کہ یہ موضوع نہیں بلکہ زیادہ سے زیادہ اس میں ضعف ہے جو کثرت طرق سے دور ہو جاتا ہے۔[1]

مزدلفہ میں تلبیہ:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے ہم مزدلفہ میں تھے میں نے اس ہستی سے سنا جس پہ اس مقام پر سورۃ البقرہ نازل ہوئی یعنی حضور ﷺ تو آپ پڑھ رہے تھے لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ[2]

مشعر حرام پر:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

فَإِذَا أَفَضْتُمْ مِنْ عَرَفَاتٍ فَاذْكُرُوا اللهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ[3]

جب تم عرفات سے واپس پلٹو تو مشعر حرام کے پاس اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو۔

1۔ المواہب اللدنیہ، ۱۱: ۴۱۷۔
2۔ المسلم، کتاب الحج۔
3۔ البقرہ، ۱۹۸۔

مزدلفہ کے پہاڑوں میں سے ایک پہاڑ کا نام مشعر حرام ہے جو جبل قزح کے نام سے مشہور ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب آپ ﷺ نماز فجر سے فارغ ہوئے تو سواری لانے کا حکم دیا، قصوا اونٹنی پر سوار ہوئے اور مشعر حرام پر تشریف لائے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول روایت میں جبل قزح کا تذکرہ ہے:

"مزدلفہ کی صبح کو آپ ﷺ قزح پہاڑ پر تشریف لائے۔"[1]

قبلہ رخ ہو کر دعا:

آپ ﷺ نے قزح پہاڑ پر رخ انور قبلہ کی طرف کیا۔

اور اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی اللہ کی بڑائی، اس کی تسبیح و تہلیل کی۔

کافی دیر آپ ﷺ وہاں دعا، تکبیر اور ذکر الٰہی میں مصروف رہے۔

نوٹ: آپ ﷺ کے اس معمول سے واضح ہو جاتا ہے کہ مزدلفہ میں نماز فجر کے بعد کا وقت بڑی اہمیت کا حامل ہے لیکن آج حجاج کو اس بات کا علم تک نہیں۔

مزدلفہ سے روانگی:

www.ziaetaiba.com

جب خوب سفیدی ہو گئی تو آپ ﷺ نے حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما کو اپنے ساتھ سوار فرمایا اور مزدلفہ سے منیٰ کی طرف روانہ ہوئے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں۔

1۔ المواہب اللدنیہ، ۱۱: ۴۲۶۔

"رسول اللہ ﷺ مزدلفہ سے طلوع آفتاب سے پہلے روانہ ہوئے۔"[1]

لیکن واضح رہے کہ خوب سفیدی ہوچکی تھی حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے الفاظ ہیں آپ ﷺ قزح پر تشریف فرما رہے۔

یہاں تک کہ خوب سفیدی ہوگئی تو آپ طلوع آفتاب سے پہلے مزدلفہ سے روانہ ہوئے اور حضرت فضل بن عباس کو ساتھ سوار فرمایا۔[2]

وقوف مزدلفہ کا وقت:

پچھلی گفتگو سے وقوف مزدلفہ کا وقت بھی متین ہوچکا کہ حجاج ساری رات مزدلفہ میں رہیں خصوصا نماز فجر ادا کر کے دعا وذکر الہی میں مشغول ہوں اور پھر طلوع آفتاب سے تھوڑا پہلے وہاں سے روانہ ہوں ہاں کمزور وضعیف لوگوں کے لیے اجازت ہے وہ پہلے جاسکتے ہیں۔

مشرکین کی مخالفت:

مشرکین عرفات سے مزدلفہ غروب آفتاب سے پہلے اور مزدلفہ سے طلوع آفتاب کے بعد منی روانہ ہو جایا کرتے تھے رسول اللہ ﷺ نے صحیح وقت کی نشاندہی فرما دی حضرت مسعود بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ہمیں مقام عرفات میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

مشرکین عرفات سے غروب آفتاب سے پہلے روانہ ہو جاتے لیکن ہم غروب آفتاب کے بعد روانہ ہوں گے اور وہ مزدلفہ سے طلوع آفتاب کے بعد

1۔ مسند احمد، ۱: ۲۳۲۔
2۔ المسلم، کتاب الحج۔

چلتے ہم اس سے پہلے روانہ ہوں گے۔[1]

وادی ”محسر“ اور تیزی سے گزر:

ا۔ آپ ﷺ نے عرفات سے مزدلفہ اور مزدلفہ سے وادی محسر تک سواری کو درمیانی چال پر رکھا جب آپ وادی محسر کے پاس پہنچے تو حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

سواری کو تیز فرمالیا۔

دوسری روایت کے الفاظ ہیں:

وادی محسر میں اسے آپ ﷺ نے تیز چلایا۔[2]

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے رسول اللہ ﷺ جب مزدلفہ سے واپس وادی محسر پہنچے تو سواری کو ضرب لگائی یعنی اسے تیز چلایا حتی کہ وادی سے زر گئے۔[3]

تیز رفتاری کی وجہ:

آپ ﷺ کا یہ معمول تھا جس جگہ کسی قوم پر عذاب آیا ہو تا وہاں سے تیز اور عاجزی کے ساتھ گزرتے اور یہ بھی ایک خوف خدا کی کیفیت ہے ”محسر“ میں اصحاب فیل (جو کعبہ کو گرانے آتے تھے) پر عذاب آیا تھا اس لیے آپ ﷺ وہاں سے تیزی سے گزرے امام نووی اس وادی کے نام کی وجہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

1۔ السنن الکبری، ۵: ۱۲۵۔

2۔ السنن الکبری، ۵: ۱۲۵۔

3۔ السنن الکبری، ۵: ۱۲۶۔

اس مقام پر اصحاب فیل کے ہاتھی تھک ہار کر عاجز آ گئے تھے۔

بعض نے اس کی وجہ یہ لکھی ہے:

یہی وہ جگہ تھی یہاں شیطان افسوس کرتے ہوئے چیخا تھا۔

کنکریوں کا حصول:

حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے یوم نحر (دس ذوالحج) کی صبح کو مجھے آپ ﷺ نے حکم دیا۔

ہمارے لیے کنکریاں چن کر لاؤ

میں نے چھوٹی چھوٹی کنکریاں لا کر دیں آپ ﷺ نے انہیں ہاتھ میں لیا اور فرمایا:

اس اس طرح کی کنکریاں ہونی چاہئیں۔

غلو سے بچو:

پھر آپ ﷺ نے فرمایا:

غلو سے بچو تم سے پہلے لوگوں کو دین میں غلو نے برباد کر دیا۔[1]

لوگ بڑے بڑے پتھر مارتے اور اب بھی مارتے ہیں بلکہ جوتے وغیرہ بھی مارتے ہیں اس لیے آپ ﷺ نے یہ تعلیم دی کہ ایسی زیادتی نہ کرو بلکہ راہ اعتدال اختیار کرتے ہوئے چھوٹی کنکریاں مارو، بڑی بڑی کنکریاں مارنے میں یہ نقصان بھی ہے کہ کنکری کسی آدمی کو بھی لگ سکتی ہے اگر بڑی ہو تو پھر شدید نقصان کا خطرہ ہو گا اسی لیے آپ ﷺ نے ہر معاملہ میں اعتدال کا حکم دے رکھا ہے۔

1۔ السنن الکبریٰ، ۱: ۱۲۷۔

کنکریاں لوبیا کے دانہ برابر:

یہ تو معلوم ہو گیا کہ آپ نے کنکریاں مزدلفہ کی صبح حاصل کی تھیں رہا معاملہ یہ کہاں سے حاصل کیں؟ تو اس بارے میں روایات سے یہی پتہ چلتا ہے وہ مقام، وادی محسر کے (مزدلفہ اور منی کے درمیان) قریب ہے، حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے "جب آپ ﷺ وادی محسر پہنچے تو آپ ﷺ نے لوگوں سے فرمایا:

"لوبیا کے دانہ کے برابر کنکریاں حاصل کرو تاکہ جمرہ کو رمی کی جاسکے۔"

اور ساتھ یہ بھی بیان کیا:

رسول اللہ ﷺ تلبیہ جاری رکھے ہوئے تھے یہاں تک کہ رمی کی۔[1]

راستہ میں خاتون کا سوال (حج کے بدل کی بابت):

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ہے جب رسول اللہ ﷺ مزدلفہ سے منی تشریف لا رہے تھے تو قبیلہ خثعم کی خاتون صحابیہ نے آپ ﷺ سے عرض کیا یارسول اللہ بندوں پر حج اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرض ہے مگر میرے والد اتنے بوڑھے ہیں کہ سواری پر ان کا ٹھہرنا دشوار ہے؟

کیا میں ان کی طرف سے حج کر سکتی ہوں؟

آپ ﷺ نے فرمایا ہاں تم کر سکتی ہو۔[2]

1۔ المسلم، کتاب الحج۔
2۔ بخاری و مسلم۔

ایک مرد کا سوال:

اسی طرح ایک آدمی نے آپ ﷺ سے عرض کیا، میری والدہ بوڑھی ہیں کیا میں ان کی طرف سے حج کر سکتا ہوں فرمایا یہ بتاؤ اگر تمہاری والدہ کے ذمہ کسی کا قرض ہو تو تم ادا کرو گے؟ عرض کیا ضرور ادا کروں گا فرمایا اللہ تعالیٰ کا حق اس ادائیگی کا زیادہ حقدار ہے

لہٰذا تم اپنی والدہ کی طرف سے حج کرو۔ [1]

منیٰ میں پہلا کام:

طلوع آفتاب کے بعد آپ ﷺ منیٰ پہنچے، درمیانہ راستہ سے سیدھے جمرہ عقبہ کی طرف روانہ ہوئے۔ حضرت جابر سے روایت ہے وادی محسر سے تیز رفتاری سے گزر کر منیٰ میں داخل ہوئے۔

پھر درمیانہ راستہ پر چلے جو بڑے جمرہ کی طرف جاتا تھا یہاں تک کہ اس کے پاس پہنچ گئے اسے سات کنکریاں ماریں ہر کنکری کے ساتھ تکبیر کہتے اور وہ کنکری کے ساتھ تکبیر کہتے اور وہ کنکریاں لوبیا کے دانہ برابر تھیں۔ [2]

یہ راستہ طریق ضب اور طریق مازمین کے درمیان تھا۔

چاشت کا وقت:

www.ziaetaiba.com

یہ یوم نحر (عید) دس ذوالحج کی صبح کی چاشت کا وقت تھا۔ جب آپ ﷺ نے رمی فرمائی حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے

1۔ النسائی۔
2۔ المسلم، کتاب الحج۔

"رسول اللہ ﷺ نے عید کے دن چاشت کے وقت اور باقی دنوں میں زوال کے بعد رمی فرمائی۔"[1]

سواری کی حالت میں:

آپ ﷺ نے یہ رمی حالت سواری میں فرمائی حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے رسول اللہ ﷺ نے:

عید کے دن جمرہ عقبہ کو ساری پر رمی فرمائی۔[2]

رمی کے وقت کیفیت:

حضرت جابر اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ:

"رسول اللہ ﷺ نے بطن وادی (پست جگہ) سے جمرہ عقبہ کو رمی فرمائی"۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ آپ کی کیفیت کو یوں بیان کرتے ہیں:

"جب آپ اجمرہ عقبہ کے پاس تشریف لائے تو آپ ﷺ اس طرح کھڑے ہوئے کہ:

بیت اللہ آپ کے بائیں طرف اور منی دائیں طرف تھا پھر سات کنکریاں ماریں۔"[3]

1۔ البخاری، باب الجہاد۔

2۔ مسند احمد، ۱: ۲۳۲۔

3۔ بخاری، کتاب الحج۔

اہم ہدایت:

حضرت ام جندب ازدیہ رضی اللہ عنہا سے ہے میں نے رسول اللہ ﷺ کو سواری کی حالت میں رمی کرتے ہوئے دیکھا ہر کنکری کے ساتھ آپ تکبیر کہہ رہے تھے، آپ کے پیچھے ایک آدمی سایہ کر رہا تھا میں نے لوگوں سے اس کے بارے میں پوچھا تو بتایا یہ فضل بن عباس ہیں لوگوں نے بھیڑ کر دی تو فرمایا لوگو! ایک دوسرے کو قتل نہ کرو، جب تم رمی کرو تو لوبیا کے دانہ کے برابر کنکری سے کرو۔[1]

تلبیہ کا اختتام:

آپ ﷺ نے جمرہ عقبہ کے پاس پہنچ کر تلبیہ ختم فرمایا عرفات اور مزدلفہ میں دیگر اذکار اور دعاؤں کے ساتھ ساتھ تلبیہ کا عمل جاری رہا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت ہے۔

"آپ نے تلبیہ جاری رکھا۔ حتی کہ جمرہ عقبہ کی طرف پہلی کنکری پھینکی"[2]

لیکن حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی روایت میں آخری کنکری کا ذکر ہے وہ بیان کرتے ہیں حضور ﷺ نے تلبیہ کا عمل جاری رکھا حتی کہ جمرہ عقبی کی رمی فرمائی۔

1۔ ابوداؤد، کتاب المناسک۔

2۔ السنن الکبری، ۵: ۱۳۷۔

تو ہر کنکری کے ساتھ تکبیر کہی اور آخری کنکری کے ساتھ تلبیہ بھی ختم کر دیا۔[1]

ممکن ہے ان کا مقصد یہ ہو کہ جمرہ عقبہ کی رمی کے ساتھ ہی آپ ﷺ نے تلبیہ کا عمل ختم فرما دیا کیوں کہ ساتھ یہ بھی کہہ رہے ہیں آپ ﷺ نے ہر کنکری پھینکتے وقت تکبیر کہی جس سے واضح ہو رہا ہے کہ رمی شروع کرتے ہی آپ نے تلبیہ ختم کر دیا اور اسی موقف کو احناف نے مختار کہا ہے۔

شاید میری تم سے آئندہ ملاقات نہ ہو:

چونکہ اس حج کے اکاسی دن بعد آپ ﷺ کا وصال ہو جانا تھا اس لیے آپ ﷺ نے اس سفر مبارک میں اپنے صحابہ کو اس طرف بھی متوجہ فرما دیا کہ آئندہ میری تمہاری ملاقات نہ ہو گی مجھ سے اچھی طرح حج کا طریقہ سیکھ لو۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے جب آپ ﷺ نے مزدلفہ اور منی کے راستہ میں صحابہ کو کنکریاں حاصل کرنے کا کہا تو ساتھ فرمایا۔

مجھ سے مناسک سیکھ لو شاید اس سال کے بعد میری تمہاری ملاقات نہ ہو۔[2]

شاید میں آئندہ حج نہ کر پاؤں:

اسی طرح جب آپ ﷺ حالت سواری پر رمی فرما رہے تھے تو حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ یہ فرما رہے تھے۔

1۔ السنن الکبری، ۵: ۱۳۷۔
2۔ السنن الکبری، ۵: ۲۵۔

اچھی طرح مناسک سیکھ لو شاید میں اس حج کے بعد حج نہ کر پاؤ۔[1]

حضرت ام الحصین رضی اللہ عنہا کا بیان ہے میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حجۃ الوداع میں حج کا شرف پایا میں نے حضرت اسامہ اور حضرت بلال رضی اللہ عنہما کو دیکھا ایک آپ کی سواری کی نکیل تھامے جب کہ دوسرے آپ کو سایہ کیے ہوئے تھے عید کا دن تھا آپ حالت سواری میں رمی کرتے ہوئے فرما رہے تھے۔

تم اچھی طرح مناسک حاصل کر لو شاید میں آئندہ کوئی حج نہ کر پاؤں۔[2]

ناصر الدین البانی اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

اس میں آپ ﷺ صحابہ کو اسی طرف اشارہ فرما رہے ہیں اب میں تم سے الوداع ہونے والا ہوں، میرے وصال کا وقت قریب آپہنچا ہے اس وقت اور فرصت کے لمحات کو غنیمت جانو مجھ سے امور دین خوب سیکھ لو اسی لیے اس حج کا نام حجۃ الوداع ہے۔[3]

ناصری الدین البانی، نجدی عقائد میں نہایت متشدد تھے، ان کا عقیدہ تھا کہ نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم آئندہ ایک دن بھی علم نہیں رکھتے، جب کہ قارئین ملاحظہ فرما رہے ہیں کہ یہاں حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے لیے وصال کا علم ثابت کر رہے ہیں یہ ان کی دوغلی پالیسی ہے۔ احقر نسیم صدیقی

نوٹ: سواری پر رمی کا مقصد بھی یہی تھا تاکہ لوگوں کو طریقہ معلوم ہو جائے آج کے دن صرف ایک ہی جمرہ کو رمی کرنا ہوتی ہے۔

1۔ المسلم، کتاب الحج۔
2۔ المسلم، کتاب الحج۔
3۔ حجۃ النبی، ۸۲۔

رمی اور طلوع آفتاب:

اوپر آپ نے پڑھا رسول اللہ ﷺ نے عید کے دن رمی چاشت کے وقت فرمائی لہذا طلوع آفتاب سے پہلے رمی جائز نہیں، مزدلفہ سے کمزور و ضعیف لوگ پہلے منی آ تو سکتے ہیں مگر رمی طلوع آفتاب کے بعد ہی کریں گے ان روایات پر نظر ڈال لیں سبھی میں یہ تھا مزدلفہ سے جانے والے لوگ جمرہ عقبہ کو طلوع آفتاب سے پہلے رمی نہ کریں۔[1]

قربان گاہ کی طرف:

آپ ﷺ جمرہ عقبہ کی رمی سے فارغ ہو کر قربان گاہ کی طرف روانہ ہوئے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے الفاظ ہیں:

پھر آپ ﷺ قربان گاہ کی طرف پلٹے۔[2]

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

جمرہ کو آپ ﷺ نے رمی فرمائی۔

پھر قربان گاہ تشریف لائے اور فرمایا یہ قربان گاہ ہے اور تمام منی میں قربانی ذبح کی جا سکتی ہے۔[3]

www.ziaetaiba.com

1۔ مسند احمد،۱: ۳۴۴۔
2۔ المسلم، کتاب الحج۔
3۔ مسند احمد،۱: ۷۵۔

قربان گاہ کی جگہ:

امام ابن التین کی تحقیق کے مطابق آپ ﷺ کی قربان گاہ جمرہ اولی کے پاس تھی آپ ﷺ کی قربان گاہ اس جمرہ اولی کے پاس تھی جو مسجد کے پاس ہے۔[1]

یادرہے منی میں آپ ﷺ کی قیام گاہ بھی اسی مقام پر تھی۔

حضرت ملا علی قاری فرماتے ہیں:

اصح یہ ہے کہ آپ ﷺ کی قربان گاہ آپ کی قیامگاہ کے پاس ہی تھی جو مسجد خیف کے قریب تھی۔[2]

مسجد خیف کی توسیع ہوئی تو وہ مقام مبارک مسجد میں آگیا وہاں الگ جگہ بنی ہوئی تھی سن ۱۹۸۳ء میں بندہ نے خود اس مقام کی زیارت کی تھی لیکن اب مساجد کی نئی تعمیر میں اس بات کا خیال نہیں رکھا گیا حالانکہ خادم الحرمین شاہ فہد نے باقاعدہ ہدایات جاری کیں تھیں کہ آثار کو قائم رکھا جائے۔

تریسٹھ اونٹ خود ذبح فرمائے:

حضور ﷺ مدینہ طیبہ سے تریسٹھ اونٹ ساتھ لائے تھے۔ سنتالیس حضرت علی رضی اللہ عنہ یمن سے لائے کل تعداد سو تھی رسول اللہ ﷺ نے اپنے دست مبارک سے تریسٹھ ذبح فرمائے بقیہ کے ذبح کے لیے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حکم دیا حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے

1۔ زرقانی علی المواہب، ۱۱: ۲۳۴۔

2۔ مرقاۃ المفاتیح، ۵: ۴۴۴۔

قربانی کے لیے جو اونٹ حضرت علی رضی اللہ عنہ یمن سے لائے اور جو رسول اللہ ﷺ مدینہ طیبہ سے لائے ان کی کل تعداد سو تھی ان میں آپ ﷺ نے اپنے دست مبارک سے تریسٹھ اونٹ ذبح فرمائے۔[1]

عمر شریف کے موافق:

امام ابن حبان، امام زرقانی اور دیگر محدثین نے تریسٹھ اونٹ قربانی دینے کی حکمت بیان کرتے ہوئے کہا: حضور ﷺ نے اپنی عمر شریف کے موافق قربانی دی جو تریسٹھ سال ہی ہے۔[2]

یعنی ہر سال کے بدلہ میں بطور شکرانہ ایک قربانی پیش کی۔

قربانیوں کا ادب و شوق:

صحابہ بیان کرتے ہیں وہ عجیب منظر تھا جب رسول اللہ قربانیاں ذبح فرمانے لگے کیوں کہ ہر اونٹ آپ کے سامنے خود لیٹ جاتا بلکہ ہر کوئی اس کوشش میں تھا اللہ تعالیٰ کے حبیب ﷺ دوسروں سے پہلے مجھے ذبح فرمائیں۔

حضرت عبد اللہ بن قرظ رضی اللہ عنہ اس منظر کو بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں ان قربانیوں میں سے پانچ کا گروپ آپ ﷺ کی خدمت میں لایا گیا ان تمام کی کیفیت یہ تھی کہ ہر کوئی آگے بڑھ کر پیش ہو رہی تھی کہ مجھے پہلے ذبح کیا جائے۔[3]

1۔ المسلم، کتاب الحج۔

2۔ البدایہ، حجۃ الوداع۔

3۔ سبل الہدیٰ، ۸: ۴۷۷۔

واقعۃ ان اونٹوں کو جو شرف نصیب ہوا وہ انہی کا حصہ ہے ہمیں امتی ہونے کے ناطے ضرور غور کرنا چاہیے ہمیں آپ ﷺ کی ذات گرامی کے ساتھ کس قدر محبت و عقیدت ہے؟ آپ ﷺ کی محبت و اتباع ہی اللہ تعالیٰ کے ہاں بخشش و قرب کا ذریعہ ہے۔

دو ارشادات عالیہ:

یہاں آپ ﷺ کے دو ارشادات عالیہ کا بھی مطالعہ کر لیں۔

(۱) آپ ﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا یہاں تک کہ میں اسے اس کے والد، اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔

یاد رہے والدین، اولاد اور لوگوں سے محبت میں برابر نہیں بلکہ حضور ﷺ سے ان سے بڑھ کر محبت لازم و فرض ہے۔

(۲) دوسرے مقام پر آپ ﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی مومن نہیں ہو سکتا۔ یہاں تک اس کی تمنائیں اور آرزوئیں میری تعلیمات کے تابع نہیں ہو جاتیں۔

یعنی عقائد و اعمال آپ ﷺ کی تعلیمات کے مطابق ہوں گے تب بندہ کامیاب ہو گا۔

اس موضوع پر ہماری کتاب "محبت و اطاعت نبوی" کا مطالعہ مفید رہے گا۔

www.ziaetaiba.com

حضرت علی کو ہدایات:

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ہدایات دیتے ہوئے فرمایا، ان کا چمڑا، گوشت اور ان کے لگام و بلان سب صدقہ کر دیں، ذبح کرنے والے کو ان میں سے بطور اجرت کوئی شی نہ دی جائے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ:

"رسول اکرم ﷺ نے مجھے قربانیوں پر مقرر کیا اور فرمایا ان کا گوشت، چمڑا اور پلان وغیرہ صدقہ کر دو اور کسی کو ان میں سے بطور اجرت کوئی شی نہ دیں۔"[1]

ازواج مطہرات کی طرف سے:

آپ ﷺ کی ازواج مطہرات بھی ساتھ تھیں۔

آپ ﷺ نے ان کی طرف سے ایک ایک گائے کو ذبح فرمایا۔

ام المومنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہے کہ حضور ﷺ نے حج کے موقع پر ہماری طرف سے ایک ایک گائے ذبح فرمائی۔[2]

خود بھی تناول فرمایا:

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جو ہدایات دی تھیں ان میں سے ایک یہ تھی۔

ہر قربانی میں سے تھوڑا تھوڑا گوشت لے کر اسے ایک جگہ تیار کریں تاکہ گوشت تناول کریں اور شوربا پئیں۔[3]

1۔ البخاری، کتاب الحج۔

2۔ النسائی۔

3۔ مسند احمد، ۱: ۲۶۰۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ:

ہر قربانی سے تھوڑا تھوڑا گوشت حاصل کر کے ہنڈیا میں پکایا گیا اور آپ ﷺ اس سے تناول فرمایا اور اس کا شوربا بھی پیا۔[1]

صحابہ کو اجازت:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ ﷺ نے ہمیں بھی اجازت مرحمت کرتے ہوئے فرمایا: کھاؤ اور جمع بھی رکھو۔

کہتے ہیں ہم تین دن منی میں بھی یہ گوشت کھاتے رہے بلکہ:

مدینہ طیبہ تک جاتے ہوئے راستہ میں بھی اسے استعمال کرتے رہے۔[2]

سر اقدس کا حلق:

قربانی سے فارغ ہو کر آپ ﷺ نے سر اقدس کے بال منڈوائے یعنی حلق کروایا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے جمرہ عقبہ کو رمی فرمائی۔

پھر قربانی اور پھر حلق کروایا۔[3]

یعنی آپ ﷺ بال مبارک چھوٹے نہیں کرواتے بلکہ استرہ کے ساتھ منڈوا دیتے جیسا کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہے:

رسول اللہ ﷺ نے حج کے موقعہ پر تمام بال مبارک منڈوا دیے۔[4]

1۔ مسند احمد، ۱: ۳۱۴۔
2۔ مسند احمد۔
3۔ مسند احمد، ۱: ۲۵۰۔
4۔ البخاری، کتاب الحج۔

مبارک بالوں کی تقسیم:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ہے آپ ﷺ نے جمرہ عقبہ کو کنکریاں ماریں، اس کے بعد قربانی دے کر اپنے خیمہ میں تشریف لائے حجام کو طلب فرمایا، حجام نے پہلے آپ کے سر اقدس کی دائیں جانب کے بال تراشے۔

آپ ﷺ نے حضرت ابو طلحہ انصاری کو بلا کر وہ مبارک بال عنایت فرمائے۔

پھر حجام نے بائیں جانب کے بال تراشنے کی سعادت حاصل کی۔

تو آپ ﷺ نے ابو طلحہ کو عطا کیے اور فرمایا انہیں لوگوں میں تقسیم کر دو۔[1]

تقسیم کی حکمت، وصال کی طرف اشارہ:

محدثین اور اہل سیر نے مبارک بالوں کی تقسیم کی حکمت بھی تحریر کی ہے امام زرقانی رقمطراز ہیں: رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام کے درمیان موئے مبارک اس لیے تقسیم فرمائے تاکہ ان میں برکات باقی رہیں اور یہ آقا کی یاد کا ذریعہ بنیں گویا اس کے ذریعے آپ ﷺ نے اپنے وصال کے قریب ہونے کی طرف اشارہ بھی فرما دیا۔[2]

1۔ بخاری و مسلم۔

2۔ زرقانی علی المواہب، ۱۱: ۴۳۷۔

حضرت ابو طلحہ اور قبر انور:

موئے مبارک عطا کرنے اور تقسیم کرنے میں حضرت ابو طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ کو ہی کیوں مخصوص فرمایا اس کی حکمت بھی ملاحظہ کر لیجیے۔

آپ ﷺ نے اس حقیقت کی طرف اشارہ فرمادیا کہ میری قبر انور اور لحد شریف بنانے کا شرف انہیں نصیب ہوا۔[1]

صحابہ پر یہ حقیقت اس وقت آشکار ہوئی جب حضرت ابو طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ کو آپ کی قبر انور بنانے کا شرف ملا۔

یہاں رک کر سوچیے:

آپ ﷺ کس قدر اپنے مبارک وصال سے آگاہ ہیں۔

(۱) تریسٹھ قربانیاں کیں اور واضح کیا میری عمر شریف تریسٹھ سال ہی ہو گی۔

(۲) بار بار اعلان فرمایا اب میری تمہاری ملاقات یہاں نہیں ہو گی۔

(۳) اب میں دوبارہ حج نہ کر پاؤں گا۔

(۴) صحابہ کو بطور یاد، مبارک بالوں کا تحفہ عنایت فرمادیا۔

(۵) قبر مبارک بنانے والے کو انمول انعام سے نواز دیا۔

کیا اس کے بعد یہ کہا جاسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حبیب ﷺ اپنے وصال سے آگاہ نہ تھے؟ کہنے والا بد نصیب ہی ہو گا۔

1۔ زرقانی، ۱۱: ۴۳۷۔

مبارک بالوں کے حصول کا خوبصورت منظر:

حضرت انس رضی اللہ عنہ بوقت حجامت مبارک بالوں کے حصول کا خوبصورت منظر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں میں نے اپنے آقا ﷺ کو اس حال میں دیکھا۔

حجام آپ ﷺ کی حجامت میں مصروف تھا اور صحابہ آپ کے اردگرد حلقہ باندھے ہوئے تھے وہ آپ ﷺ کا کوئی بال بھی زمین پر نہ گرنے دے رہے تھے بلکہ انہیں اپنے ہاتھوں پر اٹھا لیتے۔[1]

یاد رہے صرف ایک دفعہ نہیں بلکہ یہ صحابہ کی زندگی کا معمول تھا۔ جب بھی آپ ﷺ حجامت کرواتے وہ اسی طرح اردگرد بیٹھ جاتے اور بال مبارک حاصل کر لیتے۔

بالوں کی خوشبو کا عالم کیا ہو گا؟:

صحابہ کرام کا موئے مبارک کو حاصل کرنا حضور ﷺ کا ان کے درمیان تقسیم فرمانا، حضرت ابو طلحہ انصاری اور ان کی اہلیہ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہما کو خصوصاً عطا کرتا ان روایات میں متعدد اہل علم کے حوالے سے تطبیق و موافقت بیان کرنے کے بعد مولوی ذکریا سہارنپوری رقمطراز ہیں:

میں کہتا ہوں شاید آپ ﷺ نے مبارک پسینہ کو خوشبو میں ملانے کا حکم اس بنا پر دیا ہو جو جمع الوسائل میں مسلم کی روایت سے ہے کہ آپ ﷺ ام انس کے ہاں آرام فرماتے تھے۔ آپ کو پسینہ آیا تو انہوں نے اپنی شیشی میں اسے جمع کرنا

1۔ مسند احمد، ۳: ۱۳۳۔

شروع کیا۔ آپ بیدار ہوئے تو پوچھا یہ کیا کر رہی ہو عرض کیا یہ آپ کا پسینہ ہم بطور خوشبو استعمال کریں گے کیوں کہ یہ سب سے زیادہ خوشبودار ہوتا ہے۔

اس کے بعد کہتے ہیں:

جب یہ حال و شان آپ ﷺ کے مبارک پسینہ کا ہے تو آپ ﷺ کے مبارک بالوں کی خوشبو کا عالم کیا ہو گا؟[1]

صرف حج و عمرہ کے موقعہ پر:

یہاں یہ بات ذہن نشین رہے آپ ﷺ صرف حج اور عمرہ کے موقعہ پر حلق کروایا کرتے یعنی تمام بال منڈوا دیتے ورنہ عام حالت میں آپ ﷺ مام منڈواتے نہ تھے بلکہ بال رکھتے تھے۔

امام نبہانی نے اس بات کی تصریح ان الفاظ میں کی ہے:

حج و عمرہ کے علاوہ آپ ﷺ کا تمام بال منڈوانا ثابت نہیں لہذا سر پر بال رکھنا سنت ہے اب جو شخ علم کے باوجود اس کا انکار کرے وہ سا کا مستحق ہو گا۔[2]

مبارک ناخنوں کی تقسیم:

اس موقعہ پر آپ ﷺ نے ناخن مبارک بھی ترشوائے اور صحابہ میں تقسیم فرمائے کیوں کہ مسند احمد کی روایت میں ساتھ یہ الفاظ بھی ہیں بال مبارک ترشوانے کے بعد آپ ﷺ نے ناخن ترشوائے اور لوگوں میں تقسیم فرمائے۔

1۔ حجۃ الوداع، ۱۶۰۔

2۔ الانوار المحمدیہ، ۳۱۴۔

حضرت محمد بن زید رضی اللہ عنہما اپنے والد گرامی حضرت زید رضی اللہ عنہ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ میں اور میرا قریشی دوست منی میں حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں اس وقت حاضر ہوئے جب آپ قربانی کا گوشت تقسیم فرما رہے تھے میرے اور میرے دوست کے حصہ میں کوئی شی نہ آئی آپ ﷺ نے مجھے موئے مبارک عطا فرمائے اور میرے ساتھ کو مبارک ناخن عطا فرمائے۔[1]

دو روایات میں موافقت:

مشہور روایات میں یہی ہے کہ آپ ﷺ نے بال شریف اور ناخن مبارک تقسیم فرمادیے طبقات ابن سعد کی ایک روایت میں ہے:

آپ ﷺ نے بال اور ناخنوں کو دفن کرنے کا حکم فرمایا تھا۔[2]

اہل علم نے فرمایا ان روایات کے درمیان کوئی تعارض واختلاف نہیں۔

ممکن ہے آپ ﷺ نے پہلے انہیں دفن کرنے کا حکم دیا ہو پھر جب صحابہ کا حصول شوق دیکھا تو تقسیم فرمادیے۔[3]

نوٹ: ان موضوعات پر تفصیلی گفتگو کے لیے ہماری دو کتب، صحابہ کی وصیتیں اور "صحابہ کرام کے معمولات" کا مطالعہ کیجیے۔

حجامت کا شرف:

اس موقعہ پر آپ ﷺ کی حجامت مبارکہ کا شرف جس صحابہ کو نصیب ہوا ان کا اسم گرامی حضرت معمر بن عبد اللہ العدوی رضی اللہ عنہ ہے بعض نے حضرت

1۔ المواہب، ۱۱: ۴۳۹۔
2۔ الطبقات، ۲: ۱۷۴۔
3۔ حجۃ الوداع، ۱۵۹۔

www.ziaetaiba.com

خراش بن امیہ رضی اللہ عنہ کا نام لیا ہے لیکن انہوں نے اس موقعہ پر نہیں بلکہ عمرۃ القضیہ کے موقعہ پر شرف پایا تھا کیوں کہ ان کا اپنا قول ہے۔

میں نے عمرۃ القضیہ کے موقعہ پر مروہ کے پاس رسول اللہ ﷺ کے حلق کی سعادت حاصل کی تھی۔[1]

اللہ کا نہایت ہی کرم:

حضرت معمر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: حجۃ الوداع کے موقعہ پر مجھے آپ ﷺ کی خدمت کا موقعہ ملا، منیٰ میں جب آپ ﷺ قربانی سے فارغ ہوئے تو فرمایا آؤ میری حجامت کرو میں استرا لے کر آپ ﷺ کے پاس کھڑا ہوا آپ ﷺ نے میری طرف دیکھ کر خوش طبعی فرماتے ہوئے کہا اے معمر:

اللہ کا رسول اپنا سر تمہارے قابو میں اس حال میں دے رہا ہے کہ تمہارے ہاتھ میں استرا ہے، میں نے عرض کیا: یارسول اللہ، اللہ کی قسم یہ مجھ پر اللہ کا نہایت ہی احسان وکرم ہے۔[2]

حلق والوں کے لیے تین دفعہ دعا:

پیچھے گزرا آپ ﷺ نے قصر نہیں حلق کروایا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آپ ﷺ نے یہ دعا فرمائی۔

اے اللہ حلق کروانے والوں کو معاف فرمادے۔

1۔ زرقانی علی المواہب، ۱۱: ۴۳۸۔

2۔ مسند احمد، ۷: ۵۴۸۔

صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ قصر کرنے والوں کے لیے دعا فرمائیں آپ ﷺ نے پھر حلق کروانے والوں کے لیے دعا فرمائی پھر عرض کیا یارسول اللہ قصر کروانے والوں کے لیے بھی دعا فرمائیں آپ نے تیسری دفعہ بھی حلق والوں کے لیے ہی دعا فرمائی پھر قصر والوں کے لیے کہا تو آپ ﷺ نے ایک دفعہ ان کے لیے دعا فرمائی۔[1]

جب حلق کروانے والوں پر اتنا بڑا انعام ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حبیب کی تین دفعہ دعا نصیب ہوئی ہے تو پھر ہم اسے ہی حاصل کیوں نہ کریں۔

خواتین کے لیے قصر سنت ہے:

حلق صرف مردوں کے لیے ہے خواتین حلق نہیں کرواسکتیں بلکہ ان کے لیے صرف قصر ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

"رسول اللہ ﷺ نے خواتین کو حلق کروانے سے منع فرمایا۔"[2]

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے "رسول اللہ ﷺ نے فرمایا خواتین کے لیے حلق نہیں۔ خواتین کے لیے فقط قصر کروانا ہے۔"[3]

ایک پورا کی مقدار:

خواتین پر ایک پورے کی مقدار بال کٹوانا لازم ہوتا ہے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا خواتین قصر کرواتے ہوئے صرف ایک پورا کی مقدار بال کٹوائیں۔[4]

1۔ بخاری و مسلم۔
2۔ الترمذی۔
3۔ ابوداؤد۔
4۔ سنن سعید بن منصور۔

یاد رہے خواتین کو قصر سے وہی ثواب نصیب ہو جائے گا جو مردوں کو حلق کروانے سے ہوتا ہے۔

لباس پہن لیا:

حجامت سے فارغ ہو کر آپ نے احرام کھول کر لباس پہن لیا، خوشبو لگائی ام المومنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتیں ہیں میں نے حضور ﷺ کو عید کے روز طواف زیارت پر روانہ ہونے سے پہلے خوشبو لگائی۔ [1]

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا جب تم نے جمرہ عقبہ کو رمی کر لی تو اب تمہارے لیے بیویوں کے علاوہ احرام کی باقی تمام پابندیاں ختم، تو کسی نے خوشبو کے بارے میں پوچھا تو فرمایا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس موقعہ پر خوشبو لگاتے ہوئے دیکھا ہے۔ [2]

منیٰ میں ایک اہم اعلان:

حضرت عبد اللہ بن حذافہ السہمی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے "مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا لوگوں کے درمیان یہ اعلان کر دو ان دنوں میں روزہ جائز نہیں۔

یہ دن کھانے، پینے اور اللہ کے ذکر کے دن ہیں۔" [3]

1۔ المسلم، کتاب الحج۔

2۔ النسائی، کتاب المناسک۔

3۔ مسند احمد، ۳: ۴۱۵۔

طواف زیارت کے لیے مکہ روانگی:

پھر آپ ﷺ سوار ہوئے اور مکہ کی طرف طواف زیارت کے لیے روانہ ہوئے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ہے۔

"پھر آپ ﷺ سوار ہوئے اور بیت اللہ کے طواف کے لیے روانہ ہوئے۔"[1]

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے۔

"رسول اللہ ﷺ یوم نحر میں طواف کے لیے چلے ئے اور منی میں واپس آکر ظہر ادا کی۔"[2]

حالت سواری میں طواف:

طواف زیارت آپ ﷺ نے سواری کی حالت میں طواف فرمایا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔

"رسول اللہ ﷺ نے بیت اللہ کا طواف سوار ہو کر کیا۔"[3]

انہی سے ابوداؤد کی روایت میں مروی ہے رسول اللہ ﷺ مکہ تشریف لائے ہم لوگوں کو زمزم پلا رہے تھے آپ نے حالت سواری میں ہی طواف کیا۔[4]

www.ziaetaiba.com

1۔ السلم، کتاب الحج۔

2۔ المسلم، کتاب الحج۔

3۔ مسند احمد، ۱: ۲۱۴۔

4۔ ابوداؤد، کتاب المناسک۔

انہی سے تیسری روایت میں ساتھ سواری پر حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کا ذکر بھی ہے۔

حضور ﷺ سواری پر تشریف لائے اور آپ کے پیچھے اسامہ سوار تھے۔ [1]

حالت سواری میں طواف کی حکمت:

آپ ﷺ نے پہلا طواف پیدل فرمایا جب کہ طواف زیارت سواری کی حالت میں فرمایا اس کی حکمت یہی تھی تا کہ ہر کوئی آپ ﷺ کے افعال کو دیکھ سکے اور زیارت بھی کر سکے حافظ ابن حجر حکمت لکھتے ہوئے فرماتے ہیں:

تا کہ ہر کوئی آپ کا طریقہ حج سیکھ سکے

آگے آپ ﷺ کی سواری کا مقام بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

یہ بھی احتمال ہے کہ آپ ﷺ کی سواری اس حال میں آپ کی برکت کی وجہ سے بول و براز نہیں کیا کرتی تھی لہذا اس پر کسی دوسرے کو قیاس نہیں کیا جاسکتا۔

دوسرے مقام پر لکھتے ہیں۔

یہ بھی منقول ہے کہ آپ ﷺ کی سواری اللہ تعالیٰ کی طرف سے تربیت یافتہ اور سیکھی ہوئی تھی اور وہ آپ کو لیے ہوئے بول و براز نہیں کیا کرتی تھی۔ [2]

www.ziaetaiba.com

رہا یہ معاملہ کہ آپ اکی اہلیہ حضرت ام سلمۃ رضی اللہ عنہا نے بیمار ہونے کی وجہ سے سواری پر طواف کیا (جیسا کہ آگے آرہا ہے) تو فرماتے ہیں۔

1۔ المسلم، کتاب الحج۔

2۔ فتح الباری۔

ممکن ہے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی سواری کی بھی (حضور کی اجازت کی وجہ سے) خصوصیت ہو۔[1]

یعنی سواری پر طواف آپ ﷺ کی ہی خصوصیت ہے۔

رمل نہیں فرمایا:

اس طواف میں آپ ﷺ نے رمل نہیں فرمایا امام ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے رسول اللہ ﷺ نے طواف زیارت میں رمل نہیں کیا۔

نوٹ: اس سے یہ واضح ہو جاتا ہے جب پہلے طواف میں رمل ہو گیا تو دوسرے میں رمل کی ضرورت نہیں ہوتی۔ (رمل صرف اس طواف میں کیا جاتا ہے جو احرام کی حالت میں ہو۔ کیوں کہ طواف زیارت کے لیے احرام شرط نہیں عام لباس میں ہو سکتا ہے اس لیے رمل نہیں ہوتا۔)

چھڑی سے استلام:

چونکہ اس طواف میں آپ ﷺ سواری کی حالت میں تھے اس لیے آپ ﷺ نے چھری کے ذریعے حجر اسود کا استلام فرمایا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے سول اللہ ﷺ نے سواری پر طواف فرمایا۔

اور اپنی چھڑی سے حجر اسود کا استلام فرمایا۔[2]

1۔ فتح الباری۔

2۔ مسند احمد، ۱: ۲۱۴۔

www.ziaetaiba.com

چھڑی کا بوسہ:

حضرت ابو طفیل عامر بن واثلہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ ﷺ کو طواف کرتے ہوئے دیکھا
آپ ﷺ چھڑی حجر اسود کو لگا کر استلام فرماتے اور چھڑی کو بوسہ دے رہے تھے۔[1]

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ ﷺ نے اونٹنی پر طواف فرمایا چھڑی حجر اسود کو لگاتے۔
پھر واپس کر کے چھڑی کو بوسہ دیتے۔[2]

نوٹ: طواف کرنے والے کے لیے کس قدر آسانی ہے اگر بوسہ نہ لیا جا سکے تو ہاتھ لگا لیا جائے اگر وہ بھی مشکل تو دور سے سلام کر لیا جائے۔ امام احمد رضا قادری لکھتے ہیں، ہاتھ نہ پہنچے تو لکڑی سے سنگ اسود مبارک چھو کر اسے چوم لو، یہ بھی نہ بن پڑے تو ہاتھوں سے اس کی طرف اشارہ کر کے اسے بوسہ دے دو۔ یہی کیا کم ہے کہ حضور کے منہ رکھنے کی جگہ پر نگاہیں پڑ رہی ہیں۔[3]

نوافل کے لیے سواری بٹھائی:

www.ziaetaiba.com

جب طواف مکمل ہو یا تو مقام ابراہیم کے پاس اونٹنی کو بٹھایا اور دو

1۔ زرقانی، ۱۱: ۳۸۰۔
2۔ القری، ۲۷۴۔
3۔ فتاوی رضویہ، ۱۰: ۷۳۹۔

رکعت نفل ادا فرمائے حضرت جابر اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہم سے ہے جب آپ ﷺ طواف سے فارغ ہوئے۔

سواری کو مقام ابراہیم کے پاس بٹھایا اور دو نفل ادا فرمائے۔[1]

چشمہ زمزم پر:

اس کے بعد آپ ﷺ چشمہ زمزم پر تشریف لائے وہاں بنو عبد المطلب (آپ کے خاندان کے لوگ) مثلاً حضرت عباس رضی اللہ عنہ لوگوں کو زمزم پلا رہے تھے آپ ﷺ نے زمزم طلب فرمایا انہوں نے اپنے بیٹے حضرت فضل رضی اللہ عنہ سے فرمایا جاؤ اپنی والدہ کے پاس اور حضور کے لیے کھجور کا مشروب لاؤ آپ نے فرمایا بھئی مجھے زمزم دو عرض کیا اس میں لوگوں نے ہاتھ ڈالے ہیں فرمایا کوئی بات نہیں زمزم ہی دو الفاظ روایت ہیں "آپ ﷺ چشمہ زمزم پر تشریف فرما ہوئے فرمایا زمزم لاؤ عرض کیا اس میں لوگ داخل ہوتے ہیں اس لیے آپ ﷺ کے لیے گھر سے پانی لاتے ہیں فرمایا مجھے اس کی ضرورت نہیں مجھے اسی سے پلا دو جس سے لوگ پیتے ہیں۔[2]

زمزم میں تبرک:

اس چشمہ زمزم کو یہ شرف بھی حاصل ہے آپ ﷺ نے پانی منہ میں رکھ کر واپس اس میں بطور تبرک ڈالا تاکہ تا قیامت امت مسلمہ کے لیے برکت حاصل رہے۔

1۔ القریٰ، ۲۷۴ بحوالہ ابو داؤد۔

2۔ مسند احمد، ۱:۲۱۴۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے آپ ﷺ زمزم پر تشریف لائے ہم نے زمزم کا ڈول نکال کر پیش کیا۔

آپ ﷺ نے پیا، منہ میں پانی لے کر واپس اس میں ڈالا اور اسے ہم نے چشمہ زمزم میں انڈیل دیا۔

نوٹ: ہمیں زمزم پیتے ہوئے یہ تصور بھی کرنا چاہیے یہ ہمارے نبی ﷺ کا تبرک بھی ہے۔

کھڑے ہوکر نوش فرمایا:

آپ ﷺ نے زمزم کھڑے ہو کر نوش فرمایا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے میں نے آپ ﷺ کی خدمت میں زمزم پیش کیا۔

تو آپ ﷺ نے کھڑے ہوکر نوش فرمایا۔[1]

بقیہ اسامہ نے:

مسلم کی روایت میں یہ بھی ہے آپ ﷺ کا جو بقیہ تھا اسے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے پینے کا شرف حاصل کیا۔[2]

آپ کے نوش فرمانے کا معمول:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے آپ ﷺ کی خدمت میں زمزم کا ڈول پیش کیا گیا آپ نے ڈول کو پکڑا بسم اللہ پڑھی پھر منہ لگا کر خوب پیا پھر سر اقدس اٹھایا اور الحمد للہ کہا پھر بسم اللہ پڑھی اور منہ لگا کر پیا پھر سر اقدس

1۔ البخاری، کتاب الحج۔
2۔ المسلم، کتاب الحج۔

اٹھا کر الحمد للہ کہا پھر بسم اللہ پڑھ کر پیا اور سر اٹھا کر الحمد للہ کہا اور پھر فرمایا ہمارے اور منافقین کے درمیان فرق یہ ہے:

وہ اسے خوب پیٹ بھر کر نہیں پیتے۔[1]

میں بھی ڈول نکالتا:

آپ ﷺ نے زمزم پلانے کی خدمت کو نہایت پسند کیا اور فرمایا اگر یہ خطرہ نہ ہوتا لوگ تمہیں پریشان کریں گے تو میں بھی ڈول نکالنے میں تمہارے ساتھ شریک ہو جاتا۔

ایک روایت کے الفاظ ہیں:

اگر لوگوں کے اسے حج کا حصہ بنانے کا خطرہ نہ ہوتا تو میں تمہارے ساتھ ڈول نکالتا۔[2]

جب لوگوں کو پتہ چل جائے گا تو ہر کوئی کہے گا میں بھی ڈول نکالوں تو تمہیں پریشانی لاحق ہو گی اس لیے میں اس عمل کو ترک کرتا ہوں۔

اس کے بعد سعی:

اس کے بعد حسب سابق آپ ﷺ صفا و مروہ کی سعی فرمائی لیکن وہ بھی حالت سواری میں تھی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے۔

پھر آپ ﷺ نے صفا و مروہ کے درمیان سعی فرمائی۔[3]

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ہے:

www.ziaetaiba.com

1۔ اخبار مکہ، ۲: ۵۷۔
2۔ مسند احمد، ۱: ۲۷۲۔
3۔ القری، ۴۷۴ بحوالہ مسند احمد۔

پھر آپ باب الصفا سے باہر نکلے اس حال میں کہ حصرت ابن ام مکتوم نے آپ کی اونٹنی کی مہار پکڑی ہوئی اور متعر کہہ رہے تھے رسول اللہ ﷺ سن کر مسکرائے۔

حضرت ابو الطفیل رضی اللہ عنہ سے ہے میں نے رسول اللہ ﷺ کو حالت سواری میں طواف کرتے ہوئے دیکھا آپ کے ہاتھ میں چھڑی تھی جس سے آپ ﷺ حجر اسود کا استلام فرما رہے تھے۔ پھر آپ ﷺ صفا و مروہ کی طرف نکلے آپ نے سواری پر ہی سعی فرمائی۔[1]

یہ ہیں محمد یہ ہیں محمد ﷺ:

یہ طواف اور سعی آپ ﷺ نے حالت سواری میں فرمائے اس کی حکمت بیان کرتے ہوئے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

تاکہ تمام لوگ آپ ﷺ کی زیارت کا شرف پاسکیں آپ سے اپنے اپنے مسائل عرض کر سکیں کیوں کہ پیدل کی صورت میں لوگوں کا جمگٹا ہو جاتا تھا۔[2]

حالانکہ زیارت کرنے والوں کی صورت حال حصرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

کثیر لوگ زیارت کرنے کے لیے حاضر ہو گئے تھے حتی کہ گھروں سے باہر وہ خواتین بھی نکل آئیں تھیں اور ہر کوئی دوسرے کو دیدار کرواتے ہوئے کہہ رہا تھا یہ ہیں محمد یہ ہیں محمد ﷺ[3]

1۔ القری، ۲۷۵ بحوالہ ابوداؤد۔
2۔ المسلم، کتاب الحج۔
3۔ المسلم، کتاب الحج۔

کیا خوش بختی ان لوگوں کی جو حرم کعبہ میں طواف و سعی میں اللہ تعالیٰ کے حبیب ﷺ کے چہرہ اقدس کی زیارت کا شرف پا رہے تھے۔ (سبحان اللہ، سبحان اللہ، سبحان اللہ)

ظہر کہاں پڑھی؟:

یہ طواف اور سعی آپ ﷺ نماز ظہر سے پہلے ادا فرمائی رہا معاملہ یہ کہ آپ ﷺ نے اس دن ظہر کی نماز کہاں ادا فرمائی اس بارے میں حتمی رائے قائم نہیں کی جاسکتی کیوں کہ دونوں قسم کی روایات ہیں حضرت جابر اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے آپ ﷺ نے ظہر کی نماز مکہ میں ہی ادا کی لیکن حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ظہر کی نماز آپ ﷺ نے منی میں واپس جاکر ادا کی۔

جو بھی ہو طواف اور سعی آپ ﷺ نے ظہر سے پہلے مکمل کر لیے یہ دس ذوالحج ہفتہ کا دن تھا۔

نوٹ: یاد رہے دس کو ہی طواف کر لینا افضل ہے لیکن تین دن (دس، گیارہ، بارہ) کے اندر اندر کیا جاسکتا ہے۔

منی میں واپسی:

www.ziaetaiba.com

دن کے پچھلے پہر آپ ﷺ منی واپس تشریف لے گئے ام المومنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے:

پھر منی تشریف لے گئے اور ایام تشریق کی راتیں وہاں بسر کیں۔

منی میں سوال وجواب:

آپ ﷺ ان امور سے فارغ ہو کر تشریف فرما ہوگئے تاکہ لوگ مختلف معاملات کے بارے میں آپ سے رہنمائی لے سکیں مؤطا کے الفاظ ہیں:

رسول اللہ ﷺ منی میں تشریف فرما ہوگئے اور لوگوں نے آپ سے مختلف سوالات عرض کیے۔

مسلم کے الفاظ ہیں:

لوگوں کے سوالات کے لیے رسول اللہ ﷺ منی میں تشریف فرما ہوئے۔

کوئی حرج نہیں:

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے ہے آپ ﷺ منی میں لوگوں کی رہنمائی کے لیے تشریف فرما ہوئے تو ایک شخص نے عرض کیا یارسول اللہ مجھے علم نہ تھا۔

میں نے ذبح سے پہلے حجامت کروالی ہے۔

فرمایا: جاؤ قربانی کرو کوئی حرج نہیں۔

دوسرا شخص آیا اس نے عرض کیا مجھے علم نہ تھا۔

میں نے رمی سے پہلے قربانی کرلی ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

جاؤ رمی کرلو کوئی حرج نہیں

www.ziaetaiba.com

صحابی کہتے ہیں اس دن آپ ﷺ سے تقدیم و تاخیر کے حوالے سے جو بھی پوچھا گیا آپ نے یہی فرمایا کوئی حرج نہیں۔

کسی شی کی تقدیم و تاخیر کے بارے میں جو سوال کیا گیا آپ ﷺ نے یہی فرمایا کوئی حرج نہیں۔[1]

دوسری روایت کے الفاظ ہیں:

اس دن میں نے جو بھی تقدیم و تاخیر کے بارے میں جو سوال سنا کہ مجھ سے بھول ہو گئی یا مجھے علم نہ تھا تو آپ ﷺ نے یہی فرمایا کر لو کوئی حرج نہیں۔[2]

چار اہم امور:

دس ذوالحج (یوم نحر) کو چار اہم امور کی بجا آوری ہوتی ہے پہلے جمرہ عقبہ کی رمی پھر قربانی پھر حجامت پھر طواف زیارت و سعی ان میں ترتیب کا خیال رکھنا ضروری ہے اگر کسی نے علم ہونے کے باوجود اس ترتیب کو بدل دیا تو اس پر دم لازم آجائے گا۔

معتدل رائے:

ترتیب بدلنے سے دم لازم آتا ہے یا نہیں؟ اس بارے میں اہل علم کا اختلاف ہے بعض کے نزدیک لازم آتا ہے اور بعض کے نزدیک لازم نہیں آتا لیکن ان روایات کو سامنے رکھتے ہوئے معتدل رائے یہی بنتی ہے کہ اگر کسی شخص نے جان بوجھ کر اس ترتیب کو بدل ڈالا تو اس پر دم لازم آئے گا اگر کسی کو ترتیب کا

1۔ المسلم، کتاب الحج۔
2۔ المسلم، کتاب الحج۔

علم ہی نہیں تھا یا وہ بھول گیا تو اب دم لازم نہ ہو گا کیوں کہ سوال کرنے والے نے عرض کیا۔ مجھے علم نہیں تھا، اسی طرح بیان کرنے والے صحابی نے نسیان اور جہالت کے الفاظ ذکر کیے ہیں امام قسطلانی، امام طحاوی حنفی کے حوالے سے لکھتے ہیں:

ظاہر احدیث بعض کو بعض پر مقدم کرنے کی اجازت دے رہی ہے، البتہ یہ احتمال ہے کہ لا حرج کا معنی یہ ہو گا کہ گناہ نہیں اور یہ حکم اس شخص کا ہو گا جو بھول گیا یا اسے علم نہ تھا، لیکن جس نے ایسا دانستہ کیا اس پر دم لازم ہو گا۔[1]

حالت سواری پر:

بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ سے یہ سوالات کا سلسلہ حالت سواری میں ہی ہوا اور آپ ﷺ نے وہیں جوابات ارشاد فرمائے مسلم کے الفاظ ہیں:

رسول اللہ ﷺ سواری پر تشریف فرما تھے لوگوں نے آپ سے مختلف سوالات پوچھے۔[2]

روایات میں موافقت:

کچھ روایات سے پتہ چلتا ہے کہ جمرہ عقبہ کی رمی کے بعد سوالات ہوئے کچھ سے پتہ چلتا ہے کہ جب آپ ﷺ نے لباس پہن لیا تو اس موقعہ پر ہوئے بعض سے پتہ چلتا ہے کہ طواف کے بعد واپسی پر ہوئے لیکن ان میں کوئی اختلاف

1۔ المواہب اللدینہ، ۱۱: ۴۴۶۔
2۔ المسلم، کتاب الحج۔

نہیں کیوں کہ ہو سکتا ہے تینوں مواقع پر سوالات ہوئے اور آپ ﷺ نے رہنمائی فرمادی۔

یاد آتا ہے خدا دیکھ کے صورت تیری:

حضرت حارث بن عمرو السہمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں منی کے مقام پر اپنے کریم آقا علیہ السلام کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا لوگ آپ کے ارد گرد حلقہ بنائے حاضر تھے میں نے دیکھا:

جو کوئی آپ کے چہرہ انور کی زیارت کرتا وہ پکار اٹھا یہ چہرہ اقدس انوار الٰہی کا مظہر اتم ہے۔[1]

امام حسن رضا بریلوی نے کیا خوب کہا:

دیکھنے والے کہا کرتے ہیں اللہ اللہ
یاد آتا ہے خدا دیکھ کے صورت تیری

(ذوق نعت)

بہت سے لوگ آپ ﷺ کا چہرہ اقدس دیکھ کر ہی مسلمان ہو گئے تھے، حضرت ابو رمثہ التیمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں رسالت مآب ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا لوگوں نے مجھے آپ ﷺ کی نشاندہی کی جب میں نے آپ ﷺ کی زیارت کا شرف پایا تو میں پکار اٹھا یہ تو اللہ تعالیٰ کے نبی ہیں۔[2]

1۔ ابوداؤد، ا: ۲۴۳۔
2۔ شمائل ترمذی، باب ماجاء فی شیب رسول اللہ۔

یہ کسی جھوٹے کا چہرہ نہیں:

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ مدینہ طیبہ میں یہود کے سب سے بڑے عالم تھے وہ اپنے قبول اسلام کا واقعہ بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں جب مجھے اس بات کی اطلاع ملی کہ محمد عربی جس نے نبی آخر الزمان ہونے کا دعوی کیا ہے مدینہ کی بستی میں ان کی آمد ہو چکی ہے تو میں بھی دوستوں کے ساتھ آپ کو دیکھنے کی غرض سے گیا آپ ﷺ تشریف فرما تھے جب میری نظر آپ ﷺ کے چہرہ اقدس پر پڑی۔ تو میرے دل نے گواہی دی یہ پرانوار چہرہ کسی جھوٹے شخص کا نہیں ہو سکتا۔[1]

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اپنے پیارے حبیب ﷺ کی زیارت کا شرف عطا فرمائے۔ (آمین)

منی کی راتیں:

پھر آپ ﷺ نے رمی جمار کے لیے منی میں ہی قیام فرمایا اور یہ اتوار، پیر اور منگل کی راتیں تھیں۔

ایام تشریق کی راتیں آپ ﷺ نے منی میں ہی بسر کیں۔[2]

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہے ہمارے پاس کچھ مال تجارت تھا جس کی حفاظت کے لیے ہم سے کوئی نہ کوئی مکہ میں رات بسر کرتا۔ مگر رسول اللہ ﷺ نے منی میں ہی راتیں بسر فرمائیں۔[3]

1۔ مشکوۃ المصابیح، باب فضل الصدقہ۔
2۔ ابوداؤد، کتاب المناسک۔
3۔ ابوداؤد، کتاب المناسک۔

نوٹ: ان دنوں منیٰ میں ہی رات کا اکثر حصہ بسر کرنا سنت ہے۔

زوال کے بعد رمی:

ام المومنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے آپ ﷺ منیٰ میں تشریف فرماتھے۔

اور جب سورج ڈھل گیا تو آپ ﷺ نے جمرہ (اولی) کو رمی فرمائی۔
یعنی سات کنکریاں ماریں اور ہر کنکری کے ساتھ تکبیر کہی۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہے:
ہم زوال شمس کا انتظار کرتے جب سورج ڈھلتا تو ہم رمی کرتے۔[1]

پہلے اور دوسرے کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا:

آپ ﷺ جب پہلے جمرہ کی رمی سے فارغ ہوئے تو قبلہ رخ ہو کر ہاتھ اٹھا کر طویل دعا مانگی پھر دوسرے کو رمی فرمائی اور اس کے بعد طویل دعا مانگی لیکن تیسرے کو رمی فرمانے کے بعد آپ ﷺ نہ رکے۔ ام المومنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے:

”پہلے اور دوسرے جمرہ کو رمی کرنے کے بعد آپ ﷺ کافی دیر رکے اور آہ وزاری کے ساتھ دعا کی پھر تیسرے جمرہ کو رمی فرمائی مگر اس کے بعد نہ رکے۔[2]

1۔ البخاری۔

2۔ ابوداؤد، کتاب المناسک۔

میں نے رسول اللہ کا یہی معمول دیکھا:

حضرت سالم حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں نقل کرتے ہیں انہوں نے جمرہ اولی کو رمی کی سات کنکریاں ماریں ہر ایک کے ساتھ تکبیر کہی جب فارغ ہوئے تو قبلہ رخ ہو کر کافی دیر تک رکے۔ اور ہاتھ اٹھا کر دعا کرتے رہے، پھر انہوں نے جمرہ وسطی کو رمی کی پھر قبلہ رخ ہو کر کافی دیر تک ہاتھ اٹھائے دعا کرتے رہے اس کے بعد تیسرے جمرہ کو رمی کی لیکن اس کے بعد کھڑے نہ ہوئے اور فرمانے لگے:

میں نے رسول اللہ ﷺ کو یوں ہی کرتے ہوئے دیکھا۔[1]

دوسرے کے پاس زیادہ وقت:

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ ﷺ دوسرے جمرہ کی رمی کے بعد پہلے سے زیادہ رکا کرتے۔ میں نے دیکھا رسول اللہ ﷺ دوسرے جمرہ کے پاس پہلے کے پاس رکنے سے زیادہ رکا کرتے۔[2]

واضح ہو گیا پہلے دو جمرات کو رمی کرنے کے بعد دعا کے لیے رکا جائے اور تیسرے کے بعد نہ رکا جائے۔

یہ رمی پیدل فرمائی:

پیچھے گزر چکا ہے دس ذوالحج کو آپ ﷺ جمرہ عقبہ کو سواری کی حالت میں رمی فرمائی تھی جب کہ یہ رمی پیدل فرمائی حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہے

1۔ البخاری، کتاب المناسک۔

2۔ مسند احمد۔

www.ziaetaiba.com

رسول اللہ ﷺ نے جب رمی فرمائی تو آپ ﷺ جمرات کی طرف پیدل ہی تشریف لے گئے اور واپسی پر بھی پیدل ہی تھے۔[1]

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا معمول یہ تھا دس کو حالت سواری میں رمی کرتے اور باقی ایام میں پیدل جاتے اور بتلاتے۔

رسول اللہ ﷺ کا یہی معمول تھا۔[2]

رات کو بیت اللہ کی زیارت کے لیے آمد:

دس ذوالحج دن کو آپ ﷺ طواف کے لیے ظہر سے پہلے منیٰ سے مکہ تشریف لائے اور باقی دنوں میں رات کو بیت اللہ کی زیارت کے لیے تشریف لاتے رہے، حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ منیٰ کے دنوں میں بیت اللہ کی زیارت کے لیے تشریف لاتے رہے۔[3]

بیہقی کی روایت میں رات کا ذکر ہے:

آپ ﷺ منیٰ کی ہر رات زیارت بیت اللہ کے لیے تشریف لاتے رہے۔[4]

حضرت طاؤس سے یہ الفاظ منقول ہیں رسول اللہ ﷺ:

منیٰ کی ہر رات بیت اللہ میں تشریف لاتے رہے۔[5]

www.ziaetaiba.com

1۔ الترمذی۔

2۔ مسند احمد۔

3۔ البخاری، کتاب الحج۔

4۔ السنن الکبریٰ، ۲: ۱۴۶۔

5۔ السنن الکبریٰ، ۲: ۱۴۶۔

ازواج مطہرات کا طواف:

آپ ﷺ کی ازواج مطہرات نے طواف دن کے بجائے رات کو کیا تھا اور آپ ﷺ ان کے ساتھ منی سے مکہ تشریف لائے تھے حافظ ابن حجر شرح منہاج میں نقل کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے اپنی ازواج کا طواف مؤخر فرمایا اور ان کے ساتھ خود تشریف لائے۔

کچھ لوگوں کو اجازت:

پیچھے پڑھ چکے رسول اللہ ﷺ نے یہ تمام راتیں اور دن منی میں ہی بسر فرمائے اگر طواف کے لیے مکہ تشریف لائے تو طواف سے فارغ ہو کر منی ہی تشریف لے گئے لیکن کچھ لوگوں کو آپ ﷺ نے مکہ میں رات بسر کرنے کی اجازت دی، حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے آپ ﷺ کے محترم چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو زمزم پلانے کی ذمہ داری کی وجہ سے اجازت چاہی کہ میں یہ راتیں مکہ میں رہنا چاہتا ہوں تو آپ ﷺ نے اجازت دے دی۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہما نے زمزم پلانے کی وجہ سے منی کی راتیں مکہ میں بسر کرنے کی اجازت چاہی تو آپ ﷺ نے اس کی اجازت مرحمت فرمادی۔[1]

پیچھے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے گزرا ہم تجارت کرتے تھے ان دنوں ہم سے کوئی ایک مال کی نگرانی کے لیے مکۃ المکرمہ میں رات بسر کرتا۔[2]

1۔ ابوداؤد، کتاب المناسک۔

2۔ ابوداؤد، کتاب المناسک۔

چرواہوں کو اجازت:

اسی طرح اونٹوں کے چرواہوں نے آپ ﷺ سے منی سے باہر رات بسر کرنے کی اجازت چاہی تو آپ ﷺ نے اجازت مرحمت فرمادی حضرت عدی بن عاصم اپنے والد کے حوالے سے نقل کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے:

اونٹوں کے چراہوں کو منی سے باہر رات بسر کرنے کی اجازت عطا فرما دی۔[1]

بلکہ چرواہوں کے بارے میں تو آپ ﷺ نے یہ بھی فرمادیا تو یوم نحر کو رمی کرو دوسرے دن بے شک نہ کرو تیسرے دن دونوں دنوں کی اکٹھی رمی کر لو، مسند احمد میں روایت کے الفاظ ہیں رسول اللہ ﷺ نے چرواہوں کو رخصت دیتے ہوئے فرمایا تم ایک دن رمی کرلو دوسرے دن ترک کرلو۔

دوسری روایت میں ہے:

وہ یوم نہر میں رمی کر لیں پھر ایک دن اور رات ترک کر دیں پھر آئندہ کل میں دونوں دنوں کی کر لیں۔[2]

اس تمام گفتگو سے واضح ہو گیا کہ مجبور آدمی مثلا بیمار ہے یا کسی بیمار کے ساتھ ہسپتال رہنا پڑتا ہے وہ منی سے باہر راتیں بسر کر سکتا ہے۔ غور کیجیے اسلام میں کس قدر آسانیاں ہیں اور ہم نے اسے کتنا مشکل بنا رکھا ہے۔

نوٹ: مریض یا کمزور کی جگہ کوئی دوسرا بھی رمی کر سکتا ہے۔

1۔ ابوداؤد۔

2۔ مسند احمد، ۵: ۴۵۰۔

سورۃ النصر کا نزول:

گیارہ ذوالحج بروز اتوار آپ ﷺ منی میں تشریف فرما تھے تو آپ پر سورۃ النصر (اذا جاء نصر اللہ) کا نزول ہوا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے:

حجۃ الوداع کے موقع پر مقام منی میں ایام تشریق کے وسط میں حضور ﷺ پر سورت اذا جاء نصر اللہ کا نزول ہوا تو آپ دنیا سے اپنی رخصتی سے آگاہ ہو گئے۔[1]

اس سورہ مبارکہ میں آپ ﷺ کی اس ظاہری حیات سے رخصت ہونے کی طرف اشارہ بھی ہے جیسا کہ درج ذیل واقعہ سے بھی اس کی تائید ہو رہی ہے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہمیشہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو دیگر کبار صحابہ پر بھی ترجیح دیتے تھے۔ جب ان سے اس کی وجہ پوچھی گئی تو فرمایا یہ قرآن کا علم دوسروں زیادہ رکھتے ہیں انہوں نے بطور امتحان سورۃ النصر تلاوت کی اور موجود صحابہ سے اس کا معنی پوچھا تمام نے بیان فرمایا اس کے بعد حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا تو اس کی تفسیر کرتے ہوئے یہ بھی فرمایا:

اس میں حضور ﷺ کو وصال کی اطلاع دی گئی ہے۔

گیارہ ذوالحج کو خطبہ:

www.ziaetaiba.com

دس ذی الحجہ قربانی سے قبل بھی خطبہ ارشاد فرمایا تھا مگر اس کے بارے میں حضرت قبلہ مفتی محمد خان قادری مدظلہ العالی نے تحریر نہیں فرمایا۔ احقر نسیم صدیقی غفرلہ

1۔ مجمع الزوائد، ۳: ۲۶۶۔

گیارہ کو جب سورہ مبارکہ کا نزول ہوا تو حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے:

آپ ﷺ کے لیے قصواء اونٹنی تیار کر دی گئی آپ سوار ہوئے اور لوگوں کو خطاب فرمایا اس وقت جو مسلمان جمع تھے ان کی تعداد اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔[1]

خطبہ کی تفصیل:

نضر اللہ عبد سمع مقالتی فرعاھا، ثم اداھا الی من لم یسمعھا فرب حامل فقہ لافقہ لہ و رب حامل فقہ الی من ھو افقہ منہ

اللہ تعالیٰ اپنے ایسے بندوں کو خوش و خرم رکھے جس نے میری بات کو سنا اور اسے یاد رکھا، پھر ایسے لوگوں تک پہنچایا جنہوں نے اسے نہیں سنا کیوں کہ حکمت (فقہ) کے کتنے ہی پیغامبر ایسے ہوتے ہیں جو اس کی (پوری سوجھ بوجھ نہیں رکھتے اور حکمت کے کتنے ہی پیغامبر ایسے لوگوں تک اسے پہنچاتے ہیں جو خود ان سے زیادہ سمجھ بوجھ کے مالک ہوتے ہیں۔

ثلاث لایغل علیھن قلب المؤمن اخلاص العمل اللہ

تین چیزیں ایسی ہیں جن کے بارے میں ایماندار آدمی کے دل میں کوئی کینہ پروری راہ نہیں پاتی۔

ا۔ والنصیحۃ لاولی الامر ولزوم الجماعۃ ان دعوتھم تکون من ورائہ

1۔ مجمع الزوائد، ۳: ۲۶۶۔

۲۔ ومن کان همه الاخرة جمع الله شمله و جعل غناه فی قلبه واتته الدنیا وهی راغمة

۳۔ ومن کان همه الدنیا فرق الله امره وجعل فقره بین عینیه ولم یاته من الدنیا الا ما کتب له

(۱) خالصۃ اللہ کے لیے (بے لوث) عمل کرنا۔

(۲) ارباب اقتدار کے لیے (اطاعت، مشورہ تنقید کی شکل میں) خیر خواہی

(۳) نظم جماعت کا سر رشتہ تھامے رکھنا۔

ان (یعنی اولی الامر) سے خطاب ان تین تقاضوں کی بنا پر ہونا چاہیے اور جس کی فکر آخرت کے لیے ہوتی ہے اللہ تعالیٰ اس کی خاطر جمع کرتا ہے اور اس کے دل میں بے نیازی پیدا کر دیتا ہے اور دنیا از خود اس کے پاس کھنچی چلی جاتی ہے اور جس کی فکر دنیا کے لیے ہوتی ہے اللہ تعالیٰ اس کے معاملے کو پراگندہ کر دیتا ہے اور اس کی محتاجی کو اس کی آنکھوں کے سامنے بیچ میں لا رکھتا ہے اور اسے دنیا میں بجز اس کے کچھ (حصہ) نہیں ملتا جو اس کے لیے لکھا جا چکا ہے۔[1]

ایام تشریق منی میں:

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

واذکر الله فی ایام معدودات فمن تعجل فی یومین فلا اثم علیه ومن تاخر فلا اثم علیه.

ان مقرر دنوں میں اللہ کو خوب یاد کرو جس نے دو دنوں میں جلدی کر لی اس پر کوئی گناہ نہیں اور جس نے تاخیر کر لی اس پر بھی کوئی گناہ نہیں۔

1۔ جمہرۃ الخطب بحوالہ اعجاز القرآن۔

یعنی اگر کوئی شخص گیارہ بارہ ذوالحج دو دن رمی کر کے مکہ آجاتا ہے تو اس کی اجازت ہے اور اگر کوئی تیرہ کو بھی رمی کرتا ہے تو اس کی بھی اجازت ہے۔

تیرہ ذوالحج تک ٹھہرے:

آپ ﷺ تیرہ ذوالحج تک منی میں قیام پذیر رہے اور تیرہ کو زوال کے بعد رمی فرما کر واپس لوٹے حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں جب ایام تشریق کا تیسرا دن آیا اور وہ منگل کا دن تھا۔

رسول اللہ ﷺ سوار ہوئے تمام مسلمان بھی ساتھ تھے اور آپ ان کے ساتھ منی سے روانہ ہوئے۔[1]

یہ روانگی ظہر سے پہلے تھی:

آپ ﷺ کی روانگی منی سے ظہر سے پہلے ہوئی کیوں کہ ظہر کی نماز آپ ﷺ نے وادی محصب میں ادا فرمائی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کی نماز وادی محصب میں ادا فرمائی۔[2]

وادی محصب میں رونق افروزی:

منی سے روانہ ہو کر آپ اوادی محصب میں ٹھہرے اس وادی کو محصب کے علاوہ ابطح، بطحاء اور خیف بنو کنانہ بھی کہا جاتا ہے۔[3]

1۔ البدایہ، حجۃ الوداع۔
2۔ البخاری، کتاب الحج۔
3۔ المواہب اللدنیہ، ۱۱: ۴۶۶۔

حضرت عبد العزیز بن رفیع کہتے ہیں میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے عرض کیا مجھے رسول اللہ ﷺ کے بارے میں بتائیں آپ نے یوم نزویہ (آٹھ ذوالحج کو ظہر کی نماز کہاں ادا کی تھی انہوں نے فرمایا منیٰ میں ادا فرمائی تھی میں نے عرض کیا آپ ﷺ نے منیٰ سے روانگی کے دن عصر کہاں ادا فرمائی! فرمایا مقام ابطح (محصب) پر۔[1]

چار نمازیں اور آرام:

وادی محصب میں آپ ﷺ نے چار نمازیں (ظہر، عصر، مغرب اور عشاء) ادا کیں اور رات کا کچھ حصہ آرام بھی فرمایا اوپر حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے گزرا آپ ﷺ نے چار نمازیں ادا فرمائیں۔ اور وادی محصب میں آرام بھی فرمایا۔[2]

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ظہر، عصر، مغرب اور عشاء مقام بطحاء پر ادا کیں اور وہاں آرام بھی فرمایا۔[3]

صحابہ کا معمول:

صحابہ کرام خصوصا خلفاء راشدین اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہم منیٰ سے واپسی پر یہاں قیام کرتے اسی طرح چار نمازیں وہاں ادا کرے رات آرام کرتے اور پھر مکہ روانہ ہوا کرتے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

1۔ البخاری، کتاب الحج۔
2۔ البخاری، کتاب الحج۔
3۔ مسند احمد، ۲: ۱۲۴۔

رسول اللہ ﷺ حضرت ابو بکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ وادی ابطح (محصب) میں قیام فرمایا کرتے۔[1]

حضرت نافع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے:

رسول اللہ ﷺ حضرت عمر اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما وادی محصب میں ٹھہرا کرتے تھے۔[2]

یہاں قیام کی حکمت:

پیچھے گزر چکا ہے جب آپ ﷺ طواف عمرہ سے فارغ ہوئے اور آپ ﷺ نے چار ذوالحج سے آٹھ ذوالحج تک منیٰ روانہ ہونے سے پہلے مکہ سے باہر قیام فرمایا وہ بھی اسی مقام پر قیام فرمایا اور یاد رہے فتح مکہ کے وقت بھی قیام گاہ یہی مقام تھا اس میں حکمت کیا ہے کہ آپ ﷺ نے قیام کے لیے اسی جگہ کو منتخب فرمایا۔

مطالعہ احادیث سے حکمت یہ سامنے آتی ہے کہ یہی وہ جگہ تھی جہاں کفار نے جمع ہو کر یہ قسم اٹھائی تھی جب تک حضور کا خاندان بنو ہاشم حضور ﷺ کو ہمارے حوالے نہیں کرتا ان کے ساتھ مقاطعہ اور بائیکاٹ کیا جائے گا۔ جب اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو غلبہ و فتح نصیب فرمائی تو آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے شکر کا اظہار کرتے ہوئے اسی مقام کو قیام گاہ بنایا، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے منیٰ سے روانگی سے قبل فرمایا:

1۔ الترمذی، کتاب الحج۔

2۔ البخاری، کتاب الحج۔

ہم کل خیف بنو کنانہ (محصب) میں اس مقام پر ٹھہریں گے جہاں انہوں نے کفر پر قسم کھائی تھی۔[1]

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے میں نے حج کے موقعہ پر عرض کیا یارسول اللہ کل آپ کا قیام کہاں ہوگا؟

فرمایا:

ان شاء اللہ ہم کل خیف بنو کنانہ میں اس مقام پر ٹھہریں گے جہاں انہوں نے کفر پر حلف اٹھایا تھا۔[2]

بعض روایات سے معلوم ہوا ہے یہ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے انتظار کی وجہ سے ہوا، بعض سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں سے خروج آسان تھا ان تمام کو سامنے رکھتے ہوئے حافظ ابن کثیر رقمطراز ہیں یہاں ٹھہرنے کی وجہ یہ تھی۔

آپ ﷺ نے لوگوں کو یہ تعلیم دی کہ روانگی سے پہلے آخری عمل حاجی کا طواف ہونا چاہیے حالانکہ اس سے پہلے لوگ اس عمل سے غافل تھے جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے تو آپ ﷺ نے طواف وداع کو آخری عمل قرار دے دیا تو خود آپ اور آپ کے صحابہ طواف وداع کا ارادہ رکھتے تھے، آپ منیٰ سے زوال کے قریب نکلے تھے اب بقیہ دن میں خانہ کعبہ آنا اور طواف کرنا ممکن نہ تھا اور نہ ہی مدینہ کی طرف روانگی، کیوں کہ اس طرف ہجوم ہی بہت تھا، لہٰذا آپ ﷺ نے شہر مکہ سے باہر ہی رات بسر فرمائی اور یہی وہ جگہ تھی یہاں قریش نے بنو ہاشم اور بنو مطلب کے خلاف عہد کیا تھا، اللہ تعالیٰ نے انہیں

1۔ البخاری، کتاب الحج۔

2۔ مسند احمد، ۳۴۱۔

کامیاب نہ ہونے دیا بلکہ انہیں ذلیل و خائب فرما کر اپنے نبی کی مدد فرمائی اور آپ کے دین کو غلبہ عطا فرمایا، آپ کے ذکر کو بلند اور دین قویم کو کامل اور صراط مستقیما کو اشعار فرمادیا۔ آپ انے اس موقعہ پر لوگوں کو ہدایات دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی تعلیمات اور شعائر کے بارے میں آگاہ فرمایا۔ جب مناسک حج کی ادائیگی کے بعد لوٹے تو اسی جگہ تشریف فرما ہوئے یہاں قریش نے ظلم، زیادتی اور قطع رحم پر حلف اٹھایا تھا۔[1]

حضرت عائشہ کا عمرہ اور مقام تنعیم:

وادی محصب میں قیام کے دوران ام المومنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یارسول اللہ تمام لوگ حج اور عمرہ کر کے جارہے ہیں مگر میں صرف حج کر کے جارہی ہوں (پیچھے گزرا تھا آپ ایام مخصوصہ کی وجہ سے عمرہ نہ کر سکیں تھیں) آپ ﷺ نے فرمایا تمہیں ان جیسا ثواب مل جائے گا عرض کیا میں عملا عمرہ کے لیے دوبارہ طواف کرنا چاہتی ہوں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ہے آپ ﷺ نے ان کے بھائی حضرت عبدالرحمن کو حکم دیا:

انہیں لے جاؤ مقام تنعیم سے عمرہ کا احرام باندھ کر عمرہ کرواؤ انہوں نے حج کے بعد عمرہ کیا اور واپس آئیں اور یہ محصب کی رات تھی۔[2]

خود سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے:

میں مقام تنعیم سے عمرہ کا احرام باندھ کر مکہ داخل ہوئی عمرہ ادا کیا رسول اللہ ﷺ وادی ابطح (محصب) میں میری انتظار میں رہے۔[3]

1۔ البدایہ والنہایہ، حجۃ الوداع۔
2۔ المسلم۔
3۔ ابوداؤد، کتاب المناسک۔

مسجد عائشہ رضی اللہ عنہا:

آج اسی مقام تنعیم پر نہایت ہی خوبصورت اور عظیم مسجد تعمیر کی گئی ہے جو اپنی مثال آپ ہے اس کا نام مسجد عائشہ ہے، یہاں سے ہی اہل مکہ عمرہ کا احرام باندھتے ہیں حجاج کے غسل و وضو کے لیے وہاں بڑا وسیع انتظام ہے۔

طواف وداع کے لیے روانگی:

جیسے ہی ام المومنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا عمرہ سے فارغ ہو کر محصب پہنچیں آپ ﷺ نے تمام لوگوں کو طواف وداع کے لیے مکۃ المکرمہ روانگی کا حکم دے دیا ام المومنین کا بیان ہے رسول اللہ ﷺ میرے انتظار میں تھے جب میں عمرہ ادا کر کے پہنچی تو آپ ﷺ نے لوگوں کو کوچ کا حکم فرمایا۔[1]

سحری کا وقت:

جب آپ ﷺ نے وادی محصب سے مکۃ المکرمہ کی طرف لوگوں کو روانگی کا حکم دیا تو وہ سحری کا وقت تھا ام المومنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتیں ہیں میں نے مقام تنعیم سے عمرہ ادا کیا۔

پھر میں بوقت سحری واپس پہنچی تو آپ ﷺ نے صحابہ کو روانگی کا حکم دیا اور خود بھی روانہ ہوئے۔[2]

1۔ ابوداؤد، کتاب المناسک۔

2۔ البخاری، کتاب المناسک۔

نماز سے پہلے طواف:

آپ ﷺ نے نماز فجر کی ادائیگی سے پہلے طواف وداع فرمایا اور پھر نماز پڑھائی ام المومنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ محصب سے حرم کعبہ روانہ ہوئے۔

بیت اللہ کے پاس پہنچ کر آپ ﷺ نے نماز فجر سے پہلے طواف ادا کیا۔[1]

اس وجہ سے شیخ ابن جزم لکھتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے بدھ کے روز طلوع فجر سے پہلے سحری کے وقت طواف وداع فرمایا۔[2]

حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں آپ ﷺ نے نماز فجر ادا کر کے پھر طواف فرمایا:

جب آپ ﷺ نماز فجر سے فارغ ہوئے تو آپ نے بیت اللہ کا طواف فرمایا۔[3]

لیکن ان کی بنیاد اور دلیل مطالعہ میں نہیں آئی جب کہ نماز فجر سے پہلے طواف کا ذکر مسلم کی روایت میں ام المومنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے جیسا کہ اوپر آچکا ہے۔

www.ziaetaiba.com

1۔ المسلم، کتاب الحج۔

2۔ القری،۵۵۶۔

3۔ البدایہ، حجۃ الوداع۔

نماز فجر حرم کعبہ میں:

آپ ﷺ نے چودہ ذوالحج بروز بدھ فجر کی نماز حرم کعبہ میں پڑھائی، ام المومنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے آپ ﷺ:

نماز فجر سے پہلے بیت اللہ میں پہنچ چکے تھے۔[1]

حافظ ابن کثیر اس کے تحت لکھتے ہیں:

حتمی بات یہی ہے کہ آپ ﷺ نے اس دن کی نماز فجر صحاب کو حرم کعبہ میں پڑھائی۔[2]

سورہ طور کی تلاوت:

اس روز فجر کی نماز میں جس سورہ مبارکہ کی آپ ﷺ نے تلاوت فرمائی وہ سورہ طور ہے۔ ام المومنین سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے میں طواف وداع کر رہی تھی رسول اللہ ﷺ:

اس وقت بیت اللہ کے پاس نماز پڑھاتے ہوئے سورہ طور کی تلاوت فرما رہے تھے۔[3]

سواری پر طواف:

ام المومنین سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں طواف وداع کے وقت بیمار ہو گئی میں نے آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں عرض کیا تو فرمایا:

1۔ البخاری، کتاب الحج۔

2۔ البدایہ، حجۃ الوداع۔

3۔ المسلم، کتاب الحج۔

تم حالت سواری میں لوگوں کے پیچھے سے طواف کر لو۔[1]

دوسری روایت کے الفاظ ہیں جب صبح کی جماعت کھڑی ہو جائے تم سواری پر اس وقت طواف کر لینا جب لوگ نماز ادا کر رہے ہوں۔[2]

پیچھے آپ پڑھ چکے ہیں کہ آپ ﷺ کی اجازت کی برکت سے ان کی سواری کو بھی خصوصی شان نصیب ہو گئی کہ وہ حالت طواف میں بول و براز نہیں کرے گی۔

مقام ملتزم پر:

طواف وداع کے نوافل کے بعد آپ ﷺ مقام ملتزم پر تشریف لائے چہرہ اقدس اور سینہ مبارک اس کے ساتھ لگا کر دعا فرمائی حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے دادا سے بیان کرتے ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس حال میں دیکھا کہ آپ نے چہرہ اور سینہ اقدس ملتزم کے ساتھ لگا رکھا تھا۔[3]

فتح مکہ کے وقت بھی آپ ﷺ نے ایسا ہی کیا تھا حضرت عبدالرحمٰن بن صفوان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جب مکہ فتح ہوا میں نے دیکھا رسول اللہ ﷺ اور کچھ آپ کے صحابہ کعبہ کے اندر سے باہر تشریف لائے۔

انہوں نے حطیم کی طرف سے حجر اسود کو بوسہ دیا اور مقام ملتزم پر اپنے رخسار رکھ دیے رسول اللہ ﷺ ان کے درمیان تھے۔[4]

1۔ المسلم، کتاب الحج۔

2۔ البخاری، کتاب الحج۔

3۔ السنن الکبری، ۵: ۱۶۴۔

4۔ ابوداؤد، کتاب المناسک۔

حضرت عمرو بن شعیب اپنے دادا سے بیان کرتے ہیں میں نے حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ بیت اللہ کا طواف کیا تو وہ حجر اسود اور بیت اللہ کے دروازہ کے درمیان اس طرح کھڑے ہوئے۔

کہ ان کا سینہ، چہرہ اور بازو بیت اللہ کے ساتھ چپکے ہوئے تھے اور بازو کھلے ہوئے تھے اور فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایسا ہی کرتے ہوئے دیکھا ہے۔[1]

حضرت مجاہد تابعی اور دیگر ائمہ مجتہدین کی رائے یہی ہے کہ طواف وداع کے بعد مقام ملتزم پر جانا مستحب ہے۔

مستحب یہ ہے کہ مقام ملتزم پر طواف وداع کے بعد جایا جائے اور دعا کی جائے۔[2]

حضرت منصور سے منقول ہے میں نے حضرت مجاہد سے حرم کعبہ سے الوداع ہونے کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا، بیت اللہ کا طواف کرو مقام ابراہیم پر دو رکعت نماز ادا کرو پھر زمزم پیو۔

پھر مقام ملتزم پر آکر چمٹ جاؤ پھر دعا مانگتے ہوئے اپنی حاجتیں عرض کرو پھر حجر اسود کا بوسہ اور لوٹ جاؤ۔[3]

امام نووی المناسک میں فرماتے ہیں:

ملتزم پر دعا طواف وداع کے بعد مستحب ہے۔

www.ziaetaiba.com

1۔ ابوداؤد، کتاب المناسک۔

2۔ زاد المعاد، ۱: ۲۴۱۔

3۔ حجۃ الوداع، ۱۸۹۔

حضرت ملا علی قاری طریقہ وداع پر گفتگو کرتے ہوئے لکھتے ہیں، طواف مکمل کرنے کے بعد دو نوافل پڑھے جائیں پھر زمزم پیا جائے۔

پھر ملتزم پر حاضری دی جائے، باب کعبہ کی چوکھٹ کو چوما جائے اور دعا مانگی جائے۔[1]

اہم نوٹ: حضور ﷺ نے ہر معاملہ میں امت کے لیے آسانی فرمائی ہے آپ ﷺ کے معمول سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ طواف کے بعد جب بھی موقعہ ملے انسان مقام ملتزم پر حاضری دے سکتا ہے۔

اوپر رسالت مآب ﷺ کے بارے میں گزرا فتح مکہ کے وقت آپ ﷺ دخول کعبہ کے بعد مقام ملتزم پر تشریف لائے، حجۃ الوداع کے موقعہ پر طواف الوداع کے بعد اس مقام پر تشریف فرما ہوئے اسی طرح صحابہ اور صحابیات کا معمول بھی ملتا ہے حضرت محمد بن سائب رضی اللہ عنہ اپنی والدہ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے ام المومنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ بیت اللہ کا طواف کیا انہوں نے خدام کو لائٹ کم کرنے کا حکم دیا اور پھر طواف فرمایا میں نے بھی ان کے ساتھ طواف کیا۔ انہوں نے تین طواف کیے۔

جب وہ طواف مکمل فرماتیں تو مقام ملتزم پر حاضر رہتیں

سیّدنا آدم علیہ السلام کے بارے میں بھی یہی منقول ہے طواف کے نوافل ادا کرنے کے بعد مقام ملتزم پر آکر دعا کرتے۔[2]

1۔ حجۃ الوداع، ۱۸۹ بحوالہ شرح اللباب۔

2۔ القری، ۳۱۶۔

حاجی کا آخری عمل:

جس حاجی نے حرم کعبہ سے رخصت ہونا ہو وہ طواف وداع کر کے لوٹے حضور ﷺ کا اپنا معمول بھی یہی تھا اور حج یا عمرہ کرنے والے شخص کو اسی کی آپ ﷺ نے تعلیم بھی دی حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

جو شخص اس مبارک گھر کا حج کرے یا عمرہ اسے چاہیے وہ آکر میں اس کا طواف کر کے واپس ہو۔[1]

انہی سے مروی دوسری روایت کے الفاظ ہیں آپ ﷺ نے فرمایا:

تم میں سے کوئی واپس نہ ہو جب تک وہ آخر میں بیت اللہ کا طواف نہ کر لے۔[2]

حائضہ خاتون کے لیے رخصت:

اگر ان دنوں میں کسی خاتون کے ایام مخصوصہ شروع ہو جائیں تو اس کے لیے رخصت ہے کہ وہ بغیر طواف وداع کیے لوٹ سکتی ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے آپ ﷺ نے تمام لوگوں کو طواف وداع کا حکم دیتے ہوئے حائضہ خاتون کو اجازت فرمادی۔[3]

1۔ الترمذی۔

2۔ المسلم۔

3۔ البخاری۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے ہے:

نبی اکرم ﷺ نے حیض والی خاتون کو طواف وداع سے رخصت عطا فرمادی۔[1]

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا معاملہ:

ام المومنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے طواف وداع کے موقع پر ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے مخصوص ایام شروع ہوگئے کہنے لگیں اب میری وجہ سے تمہیں رکنا پڑ جائے گا کیوں کہ میں طواف وداع نہیں کرسکتی آپ ﷺ کو اطلاع ملی تو فرمایا:

کیا طواف زیارت کرلیا ہے؟

عرض کیا وہ تو کرلیا تھا، فرمایا: اب تم کوچ کرسکتی ہو؟[2]

زمزم کا تبرک:

جب آپ ﷺ طواف وداع، مقام ملتزم اور نماز فجر سے فارغ ہوئے تو آپ نے ساتھ بطور تبرک لے جانے کے لیے زمزم حاصل فرمایا حضرت عروہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا جب حج و عمرہ سے فارغ ہوئیں: تو وہ ساتھ زمزم لے کر جاتیں، اور بتایا کرتیں۔

رسول اللہ ﷺ بھی زمزم ساتھ لے جایا کرتے۔[3]

1۔ البخاری۔
2۔ المسلم۔
3۔ الترمذی، کتاب الحج۔

مولوی زکریا سہارنپوری آپ ا کے اس مبارک معمول کے بارے میں لکھتے ہیں:

آپ ﷺ زمزم ساتھ لے جاتے، اسے بیمار کو پلاتے اور ان کے اوپر چھڑکتے اسی کے ساتھ آپ نے اپنوں نواسوں امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما کو مٹکی عنایت فرمائی تھی۔[1]

مشکیزہ اور زمزم:

امام ترمذی، ابن خزیمہ، حاکم اور بیہقی نے ام المومنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا آپ سیشے کی بوتلوں میں زمزم ساتھ لے جایا کرتیں اور ساتھ بتاتیں۔

رسول اللہ ﷺ اور مشکیزوں میں زمزم ساتھ لے جاتے۔[2]

رسول اللہ اور حسنین ساتھ لے جاتے:

امام طبرانی نے حبیب بن ابی ثابت سے نقل کیا میں نے حضرت عطاء سے زمزم ساتھ لے جانے کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے بتایا:

رسول اللہ ﷺ اور امام حسن و حسین رضی اللہ عنہما زمزم ساتھ لے جایا کرے تھے۔[3]

1۔ حجۃ الوداع، ۱۹۳۔

2۔ سبل الہدیٰ، ۱: ۱۸۳۔

3۔ مجمع الزوائد، ۳: ۲۹۰۔

آپ زمزم منگوایا بھی کرتے:

آپ ﷺ کو زمزم کے ساتھ اس قدر پیار تھا کہ آپ مکہ سے زمزم منگوایا بھی کرتے تھے امام ابن جریج کہتے ہیں مجھے ابن ابی حسین نے بتایا رسول اللہ ﷺ نے سہیل بن عمرو کی طرف لکھا اگر میرا پیغام رات کو پہنچے تو صبح نہ کرو اور اگر دن کو پہنچے تو رات کا انتظار نہ کرنا۔

میری طرف جلدی زمزم روانہ کرو۔

انہوں نے دو مشکیزے زمزم کے اونٹ پر آپ ﷺ کی خدمت میں روانہ کیے۔[1]

زمزم تحفہ میں عنایت فرماتے:

امام ابو نعیم نے حلیہ میں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے رسول اللہ ﷺ جب کسی کو تحفہ دینے کا ارادہ فرماتے تو اسے زمزم پلایا کرتے

امام صالحی نقل کرتے ہیں:

امام دمیاطی نے اس کی سند کو صحیح قرار دیا ہے۔[2]

بیماروں پر چھڑکتے اور انہیں پلاتے:

ام المومنین سے ہی مروی ہے رسول اللہ ﷺ:

زمزم بیماروں پر چھڑکتے اور انہیں پلاتے۔[3]

1۔ اخبار مکہ، ۲: ۵۱۔
2۔ سبل الہدی، ۱:۱۸۲۔
3۔ سبل الہدی، ۱: ۱۸۳۔

مدینہ طیبہ روانگی:

چودہ ذوالحج بروز بدھ بوقت صبح آپ ﷺ حج سے فارغ ہو کر شہر مدینہ کی طرف روانہ ہوئے ام المومنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے آپ ﷺ نے طواف وداع فرمایا۔

پھر آپ ﷺ مدینہ طیبہ کی طرف روانہ ہوئے۔ [1]

واپسی پر تکبیر و حمد:

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے جب آپ ﷺ حج سے فارغ ہو کر واپس لوٹے تو:

آپ ﷺ نے تین دفعہ تکبیر (اللہ اکبر) کہی پھر پڑھا اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اس کا ذات وصفات میں کوئی شریک نہیں حکومت اسی کی ہے حمد بھی اسی کے لیے اور وہ ہر شی پر قادر ہے ہم رجوع کرنے والے توبہ کرنے والے، عبادت کرنے والے سجدہ کرنے والے اور اپنے رب کی حمد کرنے والے ہیں، اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ سچ کر دکھایا اس نے اپنے بندے کی مدد فرمائی اور لشکروں کو شکست دی۔ [2]

یاد رہے جب آپ ﷺ کسی غزوہ سے واپس لوٹتے تو یہی کلمات فرمایا کرتے۔

1۔ المسلم۔

2۔ البخاری، کتاب المغازی۔

www.ziaetaiba.com

واپسی باب العمرۃ کی طرف سے:

پیچھے گزرا جب آپ ﷺ حج کے لیے مکۃ المکرمہ داخل ہوئے تو بلندی (جنت المعلی) کی طرف سے تشریف لائے اس کا نام حجوم بھی ہے لین آپ ﷺ مکہ سے واپس ہوئے تو آپ نشیبی علاقہ باب الشبیکۃ سے واپس ہوئے ام المومنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ: مکہ میں بلند علاقہ سے داخل ہوئے اور نشیبی علاقہ سے واپس ہوئے۔[1]

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ:

اس بلند پہاڑ کی طرف سے داخل ہوئے جو محصب کی طرف ہے اور پست علاقہ سے خارج ہوئے۔[2]

راستہ تبدیل کرنے کی حکمت:

آپ ﷺ کا یہ معمول متعدد مقامات پر ملتا ہے مثلاً عید کے لیے جس راستہ پر تشریف لے جاتے واپسی اس پر نہ ہوتی بلکہ دوسرا راستہ سے واپس ہوتے، عرفات جاتے آتے راستہ تبدیل فرمایا اسی طرح یہاں بھی راستہ بدل لیا اس کی متعدد حکمتیں بیان ہوتی ہیں ان میں دو درج ذیل ہیں۔

(۱) تاکہ دونوں راستہ والے لوگ برکت حاصل کرلیں۔

(۲) داخلہ کے لیے بلند جانب مناسب تھی کیوں کہ اس میں مکان کی تعظیم ہے اور نکلنے کے لیے نشیب مناسب تھا کیوں کہ اس میں فراق وجدائی کا پہلو ہے۔[3]

1۔ البخاری، کتاب الحج۔
2۔ البخاری، کتاب المناسک۔
3۔ المواہب اللدنیہ، ۱۱: ۴۷۴۔

مکہ میں کتنے دن قیام رہا؟:

مکہ شریف میں اس موقعہ پر آپ اکا قیام دس دن رہا چار ذوالحج بروز اتوار مکہ میں داخل ہوئے اور چودہ ذوالحج بروز بدھ شہر مدینہ کی طرف روانگی ہو گئی اس طرح مکہ منی، عرفات، مزدلفہ کا کل وقت دس دن بن جاتا ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ مدت قیام کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے: مکہ میں دس دن قیام فرمایا۔

حرص عمرو بن دینار کہتے ہیں میں نے حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے پوچھا: رسول اللہ ﷺ کی مدت قیام کتنی تھی؟ فرمایا دس دن۔[1]

مقام غدیر پر حضرت علی کی فضیلت پر خطبہ:

واپسی پر آپ ﷺ جب مقام غدیر پر پہنچے (جو مکہ اور مدینہ کے درمیان حجفہ کے قریب ہے) تو وہاں آپ تشریف فرما ہوئے ایک درخت کے نیچے ظہر کی نماز ادا فرمائی اور خطبہ ارشاد فرمایا جس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت و شان بیان فرمائی حضرت براء بن عاذب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ خم غدیر پر تشریف فرما ہوئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا:

کیا تم نہیں جانتے میں اہل ایمان کی جانوں سے بھی ان کا زیادہ حق رکھتا ہوں۔

عرض کیا ہاں آپ رکھتے ہیں پھر فرمایا:

1۔ القری، ۵۵۰۔

www.ziaetaiba.com

کیا تم نہیں جانتے میں ہر مومن کی جان سے بھی بڑھ کر اس پر زیادہ حق رکھتا ہوں۔

عرض کیا کیوں نہیں آپ ایسا حق یقینا رکھتے ہیں پھر آپ ﷺ نے فرمایا:

اے اللہ جس کا میں دوست و محبوب ہوں پس علی بھی اس کا دوست و محبوب ہے اے اللہ تو اسے دوست بنا جو علی کو دوست رکھے اور اسے اپنا دشمن بنا جو علی سے دشمنی رکھے۔

اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مبارک باد دیتے ہوئے کہا:

آپ تو ہر مومن مرد اور عورت کے دوست اور محبوب کے درجہ پر فائز ہو گئے ہیں۔[1]

اس خطبہ کی وجہ:

اس خطبہ کی کیا وجہ تھی؟ اس سلسلہ میں احادیث مبارکہ سے یہ رہنمائی ملتی ہے آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یمن میں قاضی اور جج بنا کر بھیجا ہوا تھا ان کے چند فیصلوں کے بارے میں کچھ لوگوں کے ذہن واضح نہ تھے مثلا حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے ہے میں نے یمن میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ جہاد میں شرکت کی میں نے آپ کی طرف سے کچھ زیادتی محسوس کی، واپسی پر میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں گزارش کی تو میں نے دیکھا آپ ﷺ کے چہرہ اقدس

1۔ مشکوۃ المصابیح۔

پر ناراضگی کے آثار ظاہر ہوئے فرمایا بریدہ کیا میں اہل ایمان کی جانوں سے بڑھ کر ان پر حق نہیں رکھتا، میں نے عرض کیا یارسول اللہ کیوں نہیں۔

آپ نے فرمایا:

من کنت مولاہ فعلی مولاہ

جس کا میں دوست ہوں علی بھی اس کا دوست ہے۔[1]

حافظ ابن کثیر اس خطبہ کی حکمت ذکر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

اس میں آپ ﷺ نے مختلف اشیاء کا تذکرہ کیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت، امانت، عدل اور اپنے ساتھ قرب بیان فرماتے ہوئے ان چیزوں کا ازالہ فرمادیا جو لوگوں کے ذہنوں میں تھیں۔[2]

امام ابن عدی نے حضرت زید بن ارقم اور حضرت براء رضی اللہ عنہ کے حوالے سے خطبہ میں دیگر اشیاء کا تذکرہ بھی کیا ہے۔

(بعض روایات میں ہے کہ اس خطبہ میں اہلبیت کی شان بیان فرمائی ہیں تم میں دو مضبوط چیزیں چھوڑ جارہا ہوں)

(۱) صدقہ میرے اور میری اہل بیت کے لیے حلال نہیں۔

(۲) اللہ تعالیٰ کی اس پر لعنت جس نے اپنی نسبت غیر والد کی طرف کی۔

(۳) اولاد صاحب نکاح کے لیے اور زانی کے لیے پتھر

(۴) وارث کے لیے وصیت جائز نہیں۔

1۔ النسائی۔

2۔ الہدایہ۔

یہ خطبہ اٹھارہ ذوالحج کو ہوا:

یہ مبارک خطبہ بروز اتوار اٹھارہ ذوالحج کو مقام غدیر پر ہوا یاد رہے مکۃ المکرمہ سے آپ ﷺ بدھ چودہ ذوالحج کو روانہ ہوئے تھے گویا آج روانہ ہوئے پانچواں دن تھا حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں:

اٹھارہ ذوالحج درخت کے نیچے مقام خم غدیر پر عظیم خطبہ ارشاد فرمایا اور یہ اتوار کا دن تھا۔[1]

مقام روحا پر بچے کے بارے میں سوال:

مسلم، ابوداؤد اور نسائی میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ جب آپ ﷺ مقام روحا پر پہنچے تو ایک قافلہ والوں سے ملاقات ہوئی آپ نے انہیں سلام فرمایا، ان میں سے ایک خاتون نے بچے کے بارے میں سوال کیا: کیا اس کے لیے حج ہے؟

آپ ﷺ نے فرمایا:

ہاں اور اس پر تیرے لیے اجر و ثواب ہے۔

تمام ائمہ کا اتفاق ہے کہ بلوغ سے پہلے ادا کیا گیا حج نفلی ہوتا ہے اور اس پر حج کروانے والے کو اجر ملتا ہے۔

یاد رہے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اسی طرح کا بچے کے بارے میں سال طواف وداع کے موقعہ پر بھی آپ ﷺ سے کیا گیا تھا اور آپ نے یہی جواب عنایت فرمایا، ممکن ہے یہ سوال دو دفعہ ہوا ہو اور یہ بھی امکان ہے واقعہ تو

1۔ البدایہ۔

ایک ہی دفعہ ہوا مگر ایک صحابی نے اس کی جگہ کی نشاندہی کرتے ہوئے روحا کا نام لیا ہے جب کہ دوسرے نے صرف اتنا کہا طواف وداع کے بعد یہ سوال ہوا تھا۔

مقام ذوالحلیفہ میں رات:

آپ ﷺ کا معمول تھا حج یا عمرہ سے واپس لوٹتے تو رات ذوالحلیفہ میں بسر فرماتے اور دن کو شہر مدینہ میں داخل ہوتے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

جب آپ ﷺ مکہ کی طرف روانہ ہوئے تو طریق شجرہ اختیار فرماتے اور جب واپس لوٹتے تو ذوالحلیفہ میں نماز ادا فرماتے اور وہیں رات بسر فرماتے۔ [1]

خود حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا بھی ساری زندگی یہی معمول رہا۔

جب مکہ سے واپس آئے تو اگر قبل از صبح یا سحری کے آخری وقت وہاں سے گزر ہوتا وہاں ہی بقیہ حصہ رات کا بسر کرتے اور فجر کی نماز وہاں ہی ادا کرتے۔ [2]

طریق معرس پر داخلہ:

پیچھے گزرا جب آپ ﷺ مکہ کی طرف شہر مدینہ سے روانہ ہوئے تو طریق شجرہ (درخت والا راستہ) اختیار فرمایا تھا۔ لیکن جب آپ ﷺ واپس تشریف لائے تو طریق معرس (قافلہ کے پڑاؤ والا راستہ) اختیار فرمایا۔

1۔ البخاری، کتاب المناسک۔

2۔ البخاری، کتاب الصلوۃ۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ: جب شہر مدینہ سے مکہ تشریف لے جاتے تو طریق شجرہ اختیار فرماتے اور واپسی پر طریق معرس اختیار فرماتے۔[1]

دن کو داخلہ:

جیسا کہ گزرارات آپ ﷺ نے ذوالحلیفہ کے مقام پر بسر فرمائی اور دن کی روشنی میں آپ ﷺ شہر مدینہ میں داخل ہوئے۔

رسول اللہ ﷺ شہر مدینہ میں طریق معرس سے دن کو داخل ہوئے۔

امام زرقانی اس راستہ کے بارے میں لکھتے ہیں:

طریق معرس ذوالحلیفہ سے پستی میں ہے اور وہ مدینہ کے زیادہ قریب ہے۔

احد پہاڑ نظر آیا:

جیسے ہی احد پہاڑ دکھائی دیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

یہ پہاڑ ہم سے پیار کرتا ہے اور ہم اس سے پیار کرتے ہیں۔

بعض روایات سے پتہ چلتا ہے کہ آپ ﷺ نے یہ جملہ خیبر سے واپسی پر بعض میں ہے کہ غزوہ تبوک سے واپسی پر کہا ممکن ہے متعدد دفعہ آپ نے یہ فرمایا ہو حافظ ابن حجر کہتے ہیں:

بخاری کی روایت سے یہی واضح ہوتا ہے کہ حج سے واپسی پر آپ ﷺ نے احد کو دیکھ کر یہ کلمات ارشاد فرمائے۔[2]

1۔ البخاری، کتاب المناسک۔

2۔ فتح الباری۔

یاد رہے آپ ﷺ کی ذات اقدس سے صرف نافرمان جن اور انس بھی غافل ہیں ورنہ کائنات کی ہر شی حجر و شجر، پہاڑ، حیوانات اور ذرات اللہ تعالیٰ کے حبیب ﷺ کو جانتے پہچانتے اور آپ سے محبت کرتے ہوئے آپ کی طاعت وغلامی کرتے ہیں اس موضوع پر ہماری کتاب محبت وطاعت نبوی کا مطالعہ نہایت ہی مفید رہے گا۔

سواری کو تیز فرمایا:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہے آپ ﷺ کا معمول تھا جب کسی سفر سے بھی واپس تشریف لاتے: تو شہر مدینہ کے در و دیوار دیکھتے تو اپنی اونٹنی کو تیز فرماتے اور گھوڑا ہوتا تو اسے ایڑی لگاتے۔[1]

اسی معمول کے مطابق آپ ﷺ نے شہر مدینہ دیکھتے ہی اونٹنی کو تیز فرمایا۔

داخل ہوتے ہوئے کلمات:

جب آپ ﷺ شہر مدینہ داخل ہوئے تو اللہ تعالیٰ کی بڑھائی بیان کرتے ہوئے یہ کلمات پڑھ رہے تھے:

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اس کا ذات وصفات میں کوئی شریک نہیں، تمام ملک اس کا ہے، حمد سی کی ہے اور وہ ہر شی پر قادر ہے ہم اللہ کی طرف لوٹنے والے رجوع کرنے والے، اس کی عبادت کرنے والے اس کی بارگاہ میں سجدہ ریز

1۔ البخاری، کتاب المناسک۔

ہونے والے اپنے رب کی حمد کرنے والے ہیں اللہ نے اپنا وعدہ پورا فرما دیا، اپنے بندے کی خوب مدد فرمائی اور ہر مقام پر کفر کے لشکروں کو شکست عطا فرمائی۔[1]

یاد رہے جب بھی آپ ﷺ عمرہ، حج یا کسی غزوہ سے واپس لوٹتے تو شہر مدینہ میں داخل ہوتے ہوئے یہی کلمات پڑھا کرتے تھے۔

رمضان کا عمرہ:

آپ ﷺ سے ملاقات کے لیے لوگ حاضر ہوئے ان میں ایک خاتون حضرت ام سنان رضی اللہ عنہا بھی تھیں آپ ﷺ نے ان سے پوچھا: کیا وجہ تم حج پر نہیں گئیں۔

انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ ہمارے پاس دو سواریاں تھیں ایک پر میرے خاوند حج کرنے کے لیے روانہ ہوگئے اور دوسری زمین میں کاشت و پانی کے لیے مشغول تھی اسی لیے میں نہ جا سکی آپ ﷺ نے فرمایا:

رمضان میں عمرہ، میرے ساتھ حج ادا کرنے کے برابر ہے۔[2]

یعنی اس کا ثواب اس قدر ہے یہ مقصد نہیں کہ رمضان میں عمرہ کرنے والے کا حج ادا ہو جائے گا بلکہ اگر استطاعت ہوئی تو فریضہ حج کی ادائیگی اس پر لازم رہے گی امام اسحاق بن راہویہ اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

اس حدیث کا معنی اسی طرح ہے جیسا فرمایا سورہ اخلاص کی تلاوت تہائی قرآن کے برابر ہے۔[3]

1۔ البخاری، مایقول اذا رجع من الحج۔
2۔ البخاری، باب حج النساء۔
3۔ الترمذی۔

امام ابن عربی فرماتے ہیں یہ عمرہ والا فرمان:

اللہ تعالیٰ کا خصوصی فضل اور نعمت ہے کہ عمرہ نے رمضان کی وجہ سے حج کا درجہ حاصل کرلیا۔

امام ابن جوزی نے بہت اچھی بات فرمائی۔

اس سے واضح ہو رہا ہے کہ وقت کے شرف کی وجہ سے عمل کے ثواب میں اضافہ ہو جاتا ہے جیسے کہ حضور دل اور خلوص نیت سے اضافہ ہوتا ہے۔

دوست واحباب کی دعوت:

آپ ﷺ نے سفر حج سے واپسی پر دعوت کا اہتمام فرمایا۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ:

جب شہر مدینہ واپس لوٹے تو آپ نے اونٹ ذبح فرما کر دعوت فرمائی۔[1]

اپنے آقا کے حضور حاضری کے چالیس آداب

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاواك فاستغفروا الله واستغفر لهم الرسول لوجدوا الله توابا رحيما.

اگر لوگ اپنی جانوں پر ظلم کرلیں تو وہ آپ کی بارگاہ میں آکر اللہ تعالیٰ سے معافی مانگیں اور رسول ان کی سفارش کریں تو وہ اللہ کو توبہ قبول فرمانے اور رحم کرنے والا پائیں گے۔

1۔ البخاری، باب الطعام عند القدوم۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے حضور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: من زار قبری وجبت له شفاعتی

جس نے میرے مزار اقدس کی زیارت کی اس کے لیے میری شفاعت ثابت ہو گئی۔[1]

انہی سے آپ ﷺ کا یہ ارشاد گرامی بھی مروی ہے:

من جاء نی زائرا لایعمل له حاجة الازیارتی کان حقا علی ان اکون شفیعا یوم القیامة.

جو فقط میری زیارت کے لیے آیا اور اس کا اور کوئی مقصد نہ تھا روز قیامت ایسے شخص کی شفاعت مجھ پر لازم ہے۔[2]

کس قدر خوش نصیبی ہے کہ امتی کو بیت اللہ کی زیارت و حج کے ساتھ ساتھ اپنے کریم آقا کے حضور، حاضری کی سعادت نصیب ہو رہی ہے، بندہ کی اس موضوع پر مکمل کتاب "در رسول کی حاضری" ہے، یہاں ہم امام اہل محبت مولانا احمد رضا قادری رحمۃ اللہ علیہ کے بیان کردہ آداب ذکر کیے دیتے ہیں۔

حاضری کے چالیس آداب:

(۱) زیارت اقدس قریب بواجب ہے۔

(۲) حاضری میں خاص زیارت اقدس کی نیت کرو یہاں تک کہ امام ابن الہمام فرماتے ہیں اس بار مسجد شریف کی بھی نیت نہ کرے۔

www.ziaetaiba.com

1۔ سنن دار قطنی۔

2۔ المعجم الکبیر للطبرانی، ۲: ۲۹۱۔

(۳) راستہ بھر درود و ذکر شریف میں ڈوب جاؤ۔

(۴) جب حرم مدینہ نظر آئے بہتر یہ کہ پیادہ ہو لو، روتے، سر جھکائے، آنکھیں نیچی کیے اور ہو سکے تو ننگے پاؤں چلو

جائے سراست اینکہ تو پامی نہی   پائے نہ بنی کہ کجامی نہی

حرم کی زمیں اور قدم رکھ کے چلنا   ارے سر کا موقعہ ہے او جانے والے

(۵) جب قبر انور پر نگاہ پڑے درود و سلام کی کثرت کرو۔

(۶) جب شہر اقدس تک پہنچو جلال و جمال محبوب ﷺ کے تصور میں غرق ہو جاؤ۔

(۷) حاضری مسجد سے پہلے تمام ضرویات (جن کا لگاؤ دل بٹنے کا باعث ہو) سے جلد فارغ ہو، ان کے سوا کسی بیکار بات میں مشغول نہ ہو۔ وضو اور مسواک کرو اور غسل بہتر، سفید و پاکیزہ کپڑے پہنو اور نئے بہتر، خوشبو لاؤ۔

(۸) اب فورا آستانہ اقدس کی طرف نہایت خشوع و خضوع سے متوجہ ہو رونا نہ آئے تو رونے کا منہ بناؤ، اور دل کو بزور رونے پر لاؤ اور اپنی سنگدلی پر رسول اللہ ﷺ کی طرف التجا کرو۔

(۹) جب در مسجد پر حاضر ہو صلوۃ و سلام عرض کر کے تھوڑا ٹھہرو جیسے سرکار سے حاضری کی اجازت مانگتے ہو۔ بسم اللہ کہہ کر سیدھا پاؤں پہلے رکھ کر ہمہ تن ادب ہو کر داخل ہو۔

(۱۰) اس وقت جو ادب و تعظیم فرض ہے ہر مسلمان کا دل جانتا ہے۔ آنکھوں، کان، زبان، ہاتھ، پاؤں، دل سب خیال غیر سے پاک کرو، مسجد اقدس کے نقش و نگار تک نہ دیکھو۔

(۱۱) اگر کوئی ایسا سامنے آجائے جس سے سلام کلام ضرور ہو تو جہاں تک بنے کترا جاؤ ورنہ ضرورت سے زیادہ نہ بڑھو۔ پھر بھی دل سرکار ہی کی طرف ہو۔

(۱۲) ہرگز ہرگز مسجد اقدس میں کوئی حرف اونچی آواز سے نہ نکلے۔

(۱۳) یقین جانو کہ حضور اقدس ﷺ سچی حقیقی، دنیاوی جسمانی حیات سے ویسے ہی زندہ ہیں جیسے وفات شریف سے پہلے تھے۔ ان کی اور تمام انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کی موت صرف وعدہ خدا کی تصدیق کے طور پر ایک آن کے لیے ہے، ان کا انتقال صرف نظر عوام سے چھپ جانا ہے۔

امام محمد ابن الحاج مکی مدخل اور امام احمد قسطلانی مواہب لدنیہ میں اور ائمہ دین رحمہم اللہ تعالٰی علیہم اجمعین فرماتے ہیں:

لافرق بین موته و حیاته صلی الله علیه وسلم فی مشاهدته لامته و معرفته باحوالهم ونیاتهم و عزائمهم و خواطرهم وذلك عنده جلی لاخفاء به

حضور اقدس ﷺ کی حیات ووفات میں اس بات میں کچھ فرق نہیں کہ وہ اپنی امت کو دیکھ رہے ہیں اور ان کے احوال اور ان کے نیتوں، ان کے ارادوں، ان کے دلوں کے خیالوں کو پہچانتے ہیں اور یہ سب حضور ﷺ پر ایسا روشن ہے جس میں اصلا پوشیدگی نہیں۔ [1]

1۔ المدخل، فصل فی زیارۃ القبور۔

امام رحمۃ اللہ علیہ تلمیذ امام محقق ابن الہمام منسک متوسط اور علی قاری مکی اس کی شرح مسلک متقسط میں فرماتے ہیں:

انہ صلی اللہ علیہ وسلم عالم بحضورك و قیامك و سلامك ای بل بجمیع افعالك واحوالك وارتحالك و مقامك.

بے شک رسول اللہ ﷺ تیری حاضری اور تیرے کھڑے ہونے اور تیرے سلام بلکہ تیرے تمام افعال واحوال و کوچ و مقام سے آگاہ ہیں۔[1]

(۱۴) اب اگر جماعت قائم ہو شریک ہو جاؤ کہ اس میں تحیۃ المسجد بھی ادا ہو جائے گی ورنہ اگر غلبہ شوق مہلت دے اور اس وقت کراہت نہ ہو تو دو رکعت تحیۃ المسجد و شکرانہ حاضری دربار اقدس صرف قل یا اور قل سے بہت ہلکی مگر رعایت سنت کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے نماز پڑھنے کی جگہ جہاں اب وسط مسجد کریم میں محراب بنی ہے اور وہاں نہ ملے تو جہاں تک ہوسکے اس کے نزدیک ادا کرو، پھر سجدہ شکر میں گرو اور دعا کرو کہ الٰہی! اپنے حبیب ﷺ کا ادب اور ان کا اور اپنا قبول، نصیب فرما۔ (آمین)

(۱۵) اب کمال ادب میں ڈوبے ہوئے گردن جھکائے، آنکھیں نیچی کیے، لرزتے، کانپتے، گناہوں کی ندامت سے پسنہ پسینہ ہوتے حضور پرنور ﷺ کے عفو و کرم کی امید رکھتے حضور والا کی پائین یعنی مشرق کی طرف سے مواجہہ عالیہ میں حاضر ہو کہ حضور اقدس ﷺ مزار

1۔ مسلک متقسط مع ارشاد الساری باب زیارۃ سید المرسلین۔

انور میں رو قبلہ جلوہ فرما ہیں اس سمت سے حاضر ہو کہ حضور کی نگاہ بیکس پناہ تمہاری طرف ہو گی اور یہ بات تمہارے لیے دونوں جہاں میں کافی ہے۔ والحمد للہ

(۱۶) اب کمال ادب و ہیبت و خوف و امید کے ساتھ زیر قندیل اس چاندی کی کیل کے جو حجرہ مطہرہ کی جنوبی دیوار میں چہرہ انور کے مقابل لگی ہے کم از کم چار ہاتھ کے فاصلہ سے قبلہ کو پیٹھ اور مزار انور کو منہ کر کے نماز کی طرح ہاتھ باندھے کھڑے ہو۔ لباب و شرح لباب و اختیار شرح مختار، فتاوی عالمگیری وغیرہا معتمد کتابوں میں اس ادب کی تصریح فرمائی کہ:

یقف کما فی الصلوۃ

حضور کے سامنے ایسا کھڑا ہو جیسا نماز میں کھڑا ہوتا ہے۔[1]

یہ عبارت عالمگیری و اختیار کی ہے اور لباب میں فرمایا:

واضعا یمینہ علی شمالہ

دست بستہ داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھ کر کھڑا ہو۔[2]

(۱۷) خبردار جالی شریف کو بوسہ دینے یا ہاتھ لگانے سے بچو کہ خلاف ادب ہے بلکہ چار ہاتھ فاصلہ سے زیادہ قریب نہ جاؤ، یہ ان کی رحمت کیا کم ہے کہ تم کو اپنے حضور بلایا اپنے مواجہ اقدس میں جگہ بخشی، ان کی نگاہ کریم اگرچہ ہر جگہ تمہاری طرف تھی اب خصوصیت اور اس درجہ قرب کے ساتھ ہے۔ والحمد للہ

1۔ فتاوی ہندی، خاتمہ فی زیارت قبر النبی۔

2۔ شرح لباب، باب زیارت۔

www.ziaetaiba.com

(۱۸) الحمدللہ اب کہ دل کی طرح تمہارا منہ بھی اس پاک جالی کی طرف ہے جو اللہ عزوجل کے محبوب عظیم الشان ﷺ کی آرام گاہ ہے نہایت ادب و وقار کے ساتھ با آواز حزیں و صورت درد اگیں، و دل شرمناک و جگر چاک چاک معتدل آواز سے، نہ بلند و سخت (کہ ان کے حضور آواز بلند کرنے سے اعمال اکارت ہو جاتے ہیں) نہ نہایت نرم و پست (کہ سنت کے خلاف ہے اگرچہ وہ تمہارے دلوں کے خطرو تک سے آگاہ ہیں جیسا کہ ابھی تصریحات ائمہ سے گزرا)

تسلیم بجالاؤ اور عرض کرو۔

السلام علیك ایها النبی و رحمة الله وبرکاته. السلام علیکم یارسول الله. السلام علیك یا خیر خلق اله. السلام علیك یا شفیع المذنبین. السلام علیك و علی الك واصحابك وامتك اجمعین.

پیارے نبی! آپ پر سلام ہو اور اللہ کی رحمت و برکات ہوں۔ اے اللہ کے رسول! آپ پر سلام ہو۔ اے مخلوق خدا میں سب سے بہتر آپ پر سلام ہو۔ اے گنہ گاروں کی شفاعت فرمانے والے آپ پر سلام ہو۔ آپ پر، آپ کے آل واصحاب پر اور تمام امت پر سلام ہو۔

(۱۹) جہاں تک ممکن ہو اور زبان یاری دے اور ملال و کسل نہ ہو صلوۃ و سلام کی کثرت کرو۔ حضور ﷺ سے اپنے لیے اور اپنے ماں باپ، پیر استاد، اولاد، عزیزوں، دوستوں اور سب مسلمانوں کے لیے شفاعت مانگو، بار بار عرض کرو:

اسئلك الشفاعة یارسول اللہ

اے اللہ کے رسول آپ سے شفاعت کا سوالی ہوں۔

(۲۰) پھر اگر کسی نے عرض سلام کی وصیت کی بجالاؤ۔ شرعا اس کا حکم ہے۔ اور یہ فقیر ذلیل ان مسلمانوں کو جو اس کتاب کو پڑھیں عرض کرتا ہے کہ جب انہیں حاضری بارگاہ نصیب ہو فقیر کی زندگی میں یا بعد کم از کم تین بار مواجہہ اقدس میں ضرور یہ الفاظ عرض کر کے اس نالائق ننگ خلائق پر احسان فرمائیں۔ اللہ ان کو دونوں جہاں میں جزا بخشے۔ آمین

الصلوۃ والسلام علیك یارسول اللہ و علی الك وذریتك فی كل ان ولحظة عدد كل ذرة الف الف مرة من عبیدك محمد خان ابن فیروز دین یسئالك الشفاعة فاشفع له وللمسلمین.

اے اللہ کے رسول آپ پر صلوۃ وسلام ہو، آپ کی آل وذریت پر بھی ہر ذرہ کے برابر، لاکھوں مرتبہ آپ کے خادم محمد خان قادری ولد فیروز دین پر، اور وہ آپ سے شفاعت کا خوستگار ہے۔ اس کی اور تمام مسلمانوں کی شفاعت فرمائیے۔

(۲۱) پھر اپنے داہنے ہاتھ یعنی مشرق کی طرف ہاتھ بھر ہٹ کر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے چہرہ نورانی کے سامنے کھڑے ہو کر عرض کرو:

السلام علیك یا خلیفة رسول اللہ. السلام علیك یا صاحب رسول اللہ فی الغار و رحمة اللہ وبركاته.

(اے اللہ کے رسول کے خلیفہ! آپ پر سلام۔ اے رسول اللہ کے یار غار آپ پر سلام اور اللہ کی رحمت وبرکات کا نزول ہو۔

(۲۲) پھر اتنا ہی اور ہٹ کر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے روبرو کھڑے ہو کر عرض کرو۔

السلام عليك يا امير المومنين السلام عليك يا متمم الاربعين السلام عليك يا عز الاسلام والمسلمين و رحمة الله وبركاته

اے امیر المومنین آپ پر سلام۔ اے چالیس مسلمان پورے فرمانے والے! آپ پر سلام۔ اے اسلام اور مسلمانوں کی عزت آپ پر سلام اور رحمت اور برکات الٰہی کا نزول ہو۔

(۲۳) پھر بالشت بھر مغرب کی طرف پلٹو اور صدیق و فاروق کے درمیان کھڑے ہو کر عرض کرو:

السلام عليكما يا خليفتي رسول الله. السلام عليكما يا وزيري رسول الله. السلام عليكما يا ضجيعي رسول الله و رحمة الله و بركاته. اسئلكما الشفاعة عند رسول الله صلى الله عليه وسلم.

اے رسول اللہ کے دونوں خلیفو! تم پر سلام ہو۔ اے رسول اللہ کے دونوں وزیرو! تم پر سلام ہو۔ اے رسول اللہ کے پہلو میں لیٹنے والو! تم پر سلام اور اللہ کی رحمتوں و برکات کا نزول ہو۔ آپ دونوں سے درخواست ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں میرے لیے شفاعت کا وسیلہ اور سہارا بنو۔

(۲۴) یہ سب حاضریاں محل قبولیت ہیں۔ دعا میں کوشش کرو، دعائے جامع کرو، درود پر قناعت بہتر ہے۔

(۲۵) پھر منبر اطہر کے قریب دعا مانگو۔

(۲۶) پھر روضہ جنت میں (یعنی جو جگہ منبر و حجرہ منورہ کے درمیان ہے اور اسے حدیث میں جنت کی کیاری فرمایا) آکر دو رکعت نفل غیر وقت مکروہ میں پڑھ کر دعا کرو۔

(۲۷) یونہی مسجد شریف کے ہر ستون کے پاس نماز پڑھو اور دعا مانگو کہ محل برکات ہیں خصوصاً بعض میں خاص خصوصیت۔

(۲۸) جب تک مدینہ طیبہ کی حاضری نصیب ہو ایک سانس بیکار نہ جائے دو ضروریات کے سوا اکثر وقت مسجد شریف میں باطہارت حاضر رہو۔ نماز و تلاوت درود میں وقت گزارو، دنیا کی بات کسی مسجد میں نہیں چاہیے نہ کہ یہاں۔

(۲۹) ہمیشہ ہر مسجد میں جاتے اعتکاف کی نیت کرلو۔

(۳۰) مدینہ طیبہ میں روزہ نصیب ہو خصوصاً گرمی میں تو کیا کہنا کہ اس پر وعدہ شفاعت ہے۔

(۳۱) یہاں ہر نیکی ایک کی پچاس ہزار لکھی جاتی ہے لہذا عبادت میں زیادہ کوشش کرو۔ کھانے پینے کی کمی ضرور کرو۔

(۳۲) قرآن مجید کا کم سے کم ایک ختم یہاں اور حطیم کعبہ معظمہ میں کرلو۔

(۳۳) روضہ انور پر نظر بھی عبادت ہے جیسے کعبہ معظمہ یا قرآن مجید کا دیکھنا تو ادب کے ساتھ اس کی کثرت کرو اور درود و سلام عرض کرو۔

(۳۴) پنجگانہ یاکم از کم صبح وشام مواجہہ شریف میں عرض سلام کے لیے حاضر رہو۔

(۳۵) شہر میں یا شہر سے باہر جہاں کہیں گنبد مبارک پر نظر پڑے فوراً دست بستہ ادھر منہ کر کے صلوۃ و سلام عرض کرو بغیر اس کے ہر گز نہ گزرو کہ خلاف ادب ہے۔

(۳۶) ترک جماعت بلاعذر ہر جگہ گناہ ہے اور کئی بار ہو تو سخت حرام و گناہ کبیرہ، اور یہاں تو گناہ کے علاوہ کیسی سخت مہرومی ہے والعیاذ باللہ تعالیٰ، صحیح حدیث میں ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: جیسے میری مسجد میں چالیس نمازیں فوت نہ ہوں اس کے لیے دوزخ و نفاق سے آزادیاں لکھی جائیں۔(یہ واضح رہے کہ صحیح العقیدہ سنی امام نہ ہو تو جماعت ترک کی جاسکتی ہے۔)

(۳۷) قبر کریم کو ہر گز پیٹھ نہ پھیرو اور حتی الامکان نماز میں بھی ایسی جگہ کھڑے ہو کہ پیٹھ کرنی نہ پڑے۔

(۳۸) روضہ انور کا طواف کرو، نہ سجدہ، نہ اتنا جھکنا کہ رکوع کے برابر ہو۔

(۳۹) بقیع واحد و قبا کی زیارت سنت ہے۔ مسجد قبا کے دو رکعت کا ثواب ایک عمرے کے برابر ہے اور چاہو تو یہیں حاضر رہو۔ سیّدی ابن ابی جمرہ قدس سرہ جب حاضر ہوئے آٹھوں پہر برابر حضوری میں کھڑے رہتے۔ ایک دن بقیع وغیرہ کی زیارت کا خیال آیا پھر فرمایا یہ ہے اللہ کا دروازہ، بھیک مانگنے والوں کے لیے کھلا ہے اسے چھوڑ کر کہاں جاؤ

سر ایں جا سجدہ ایں جا بندگی ایں جا قرار ایں جا

(۴۰) وقتِ رخصت مواجہہ انور میں حاضر ہو اور حضور سے بار بار اس نعمت کی عطا کا سوال کرو، اور تمام آداب کہ کعبہ معظمہ سے رخصت میں گزرے ملحوظ رکھو اور سچے دل سے دعا کرو کہ الٰہی! ایمان وسنت پر مدینہ طیبہ میں مرنا اور بقیع پاک میں دفن ہونا نصیب ہو۔

اللھم ارزقنا امین امین یا ارحم الراحمین و صلی اللّٰہ تعالٰی علی سیدنا محمد والہ وصحبہ وابنہ وحزبہ اجمعین والحمد للّٰہ رب العالمین.

www.ziaetaiba.com